واللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ

از حضور فیض گنجور سراپا نور علی النور جناب اعلیحضرت انانیت مآب

فرمانروا سید محمد یحیی خان عین اللہ لا اوبالی شانہٗ

لینڈ لارڈ آف موضع یحیی پوسٹ آفس ـی ضلع گیا
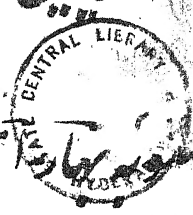
صوبہ بہار ای۔ آئی۔ آر

بدار الطبع سرکار جاور دام اقبالہٗ از زیور طبع آراستہ گردید

بعینی

یعنی اپنی ازلی حقیقت محمد الحقیقت کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ یا محمد کے نام سے

قیامت نامہ
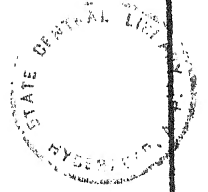
یعنی احکام نظمِ جدید بمیدانِ محشرِ موعودہ۔ بہ تشخصِ موعود

براہِ روحانی۔ باجلاسِ ربانی مع جلوسِ میمنت مانوس

بتاریخ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء روز پنجشنبہ مطابق ۱۳۴۳ھ م سنہ ۱ نظم

مقدمہ نمبر (۱) دربارۂ جنگِ جہانگیر و جنگِ سیاسی و مذہبی و اخلاقی و انسانی و رواجی از ما صفیہ تا حالیہ۔ جو لایقِ سماعتِ انا القیامت ما جناب اعلیٰحضرت خداوند رُو و عدالت مآب احکم الحاکمین ہے

(۱) مدعی۔ جرجیس پنجم شاہِ انگلستان و قومِ انگریز کا اظہارِ دعوے۔ و استغاثہ

واقعات

خدا کو حاضر و ناظر جانکر حقاً و ایماناً حلفیہ سچے دل سے ما جرجیس خامس تیسرِ انگلستان و ہندوستان

اپنی قوم و حلیف کے ساتھ جو ایتلافِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں داخل ہیں۔ ولیم ثانی سابق قیصرِ جرمنی پر اُن کی قوم و رفقاء سمیت جو اتحادِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں شامل ہیں اور ہمارے فریق و حریف سمجھے جاتے ہیں۔ نعرۂ داد و فریاد۔ دعویٰ و استغاثہ بدربارِ ربانی بسبیلِ بد حلفی پیش کرتے ہیں کہ اِن سبھوں نے سابق قیصرِ جرمنی کی تحتِ سیادت و قیادت میں ہو کر صرف ناجائز ملک گیری کی ہوس میں جبریہ خلافِ معاہدۂ بین الدول تیغ بے دریغ کھینچ کر ہمارے مقابلے میں بتاریخ ۴ اگست ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء بماہِ نومبر بتاریخ ۱۱ تا ۱۱ بجے بے گناہ و بے پناہ خلقِ خدا کی بے حد و بے حساب خونریزی و ایذا رسانی کی اور کرائی ہے کہ بندے کو چار و ناچار صمصامِ کارِ انجام اٹھانی پڑی کہ "دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست" جس سے آزادی و امن صلحِ زمن۔ اور راحتِ عامہ و نظامتِ تامہ میں من کل الوجوہ فرقِ عظیم واقع ہو گیا کہ سنبھالتے نہیں سنبھل رہا ہے۔ لہٰذا ما مدعیانِ مظلومین دربارِ خداوندی و بارگاہِ معلّی عدل و انصاف کے امید وار ہیں کہ براہِ فضل و کرم ما فدویان کی جزع و فزع پر رحم فرما کر عادلانہ جزا و سزا فرمائی جاوے کہ ظالمین اپنے اپنے کیفرِ کردار کو پہونچیں آمین یا ربّ العالمین ؛

رباعی

شاہا ز کرم برمنِ درویش نگر ! ۔ بر حالِ منِ خستۂ دلریش نگر !
ہر چند نیم لائقِ بخشایشِ تو ۔ برمن منگر بر کرمِ خویش نگر !

دستخط جارج پنجم شہنشاہ انگلستان۔ بہمراہی سرکار خود

حلفیہ گذارش بہ اُلوف نیازش ہے کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا پایندگان۔ مع حکومت و دولت و ملک و ملت پھر وہ کسی کے قبضے میں ہو اُس پر نسلاً بعد نسل۔ بطناً بعد بطن قایم رہیں گے مگر آیندہ نسل میں بھی اس معاہدے کا اعادہ ہوجایا کرے۔

دستخطہائے شاہِ جاپان۔ شاہِ بلجیم۔ پریسیڈنٹ فرانس عمانیئل شاہِ اٹلی۔ وغیرہ وغیرہ

جرجیس پنجم ضیغمِ انگلستان۔

الع۔۔۔۔۔۔ید

(۳) عار عاہد علیہ۔ ولیم ثانی قیصرِ جرمنی مع اہلِ جرمنی کا عذرِ دعوےٰ بارِ استغاثہ ناحق خدا کو حاضر و ناظر مانکر حقاً و ایماناً حلفیہ سچے دل سے ما ولیم ثانی۔ قیصرِ جرمنی۔ اپنی قوم و حلیف کے ساتھ جو اتحادِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں داخل ہیں۔ جرجیس خامس ضیغمِ انگلستان پراُن کی قوم و رفقا سمیت جو ائتلافِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں شامل ہیں اور ہمارے فریقِ حریف تسلیم یا ہیں۔ خلایقِ عامہ کو گواہ رکھکر۔ بہ نعرۂ داد و فریاد۔ دعوےٰ ببارگاہ جناب حضرت رب العزت پیشکش کرتے ہیں کہ۔ ہمارے رفیق و حلیفِ شہنشاہ اسٹریا کے استباز و برگزیدہ ولی العظم (۵۰) سالہ ارک ڈیوک فرانسیس فرڈی نینڈ۔ ولی عہد اور ولی عہد بیگم جو سازشِ مخالفین انگریز وسرویا سے بمقام سرجیو۔ علاقہ بوسنیا میں بتاریخ ۲۱ جون ۱۹۱۴ء ہم سے ضبط و ربط رکھنے کے سبب سے شہید ہوئے۔ اور قدوی سے عداوت بوجہ ترقی تجارت

و خونِ ناحق کے ہے جس کی دیت و خونبہا کے لئے ٹھیک چالیس روز کے بعد بیالیسویں

ٹھونکا دیکر یا حسامِ اسطریا تیغاً نیام سے باہر آئی تھی کہ مذکورہ بالا فریق و حریف و احباب

نے ہمارے رفیق و حلیف و اصحابِ اسطریا پر۔ خلافِ انصاف محض سنگدلی و بے جگری

و بے دردی کے ساتھ قاتل کے پاسدار ہوکر (تاکہ مزید تحقیقاتِ مقدمہ نہ ہوسکے)

بتاریخ ۴ اگست سنہ ۱۹۱۴ء خم ٹھوک کر میدانِ کرب و بلا میں جھنکارتی ہوئی شمشیرِ براں

کھینچی کہ ازروئے معاہدہ و نیز حفظانِ ذاتی و عینی بندے کو تیغ برہنہ ہوکر میدانِ جنگ

میں معرکہ آرائی کے لئے دلیرانہ رونما ہوکے جوہرِ جلال و فولادی بہادری و سیفی معجزہ

و عقلی کرشمہ دکھلانا پڑا۔ جس کا نتیجہ جنگِ آفاق گیر تک پہونچا کیونکہ مخالفین نے خلافِ معاہدہ

بین الدول اپنے زرِ کثیر کے بل پر جہاں بھر کو ہمارے خلاف اکسایا اور خوب ہی خوب

بھڑکایا کہ ہمارا وجود صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ اس لئے بندہ اپنے علم میں خارجِ امن و

موجبِ خونریزی و ایذا رسانی نہیں ٹھہرتا ھ

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

لہٰذا امپیریل گورنمنٹ یا سرکارِ ملکوتی۔ خواہ دربارِ ربانی۔ بلکہ بارگاہِ خداوندی سے تضرع

و تضرع کے ساتھ خواستگار ہے کہ عدل الفضلِ حقانی سے کاذبین ظالمین اپنے اپنے

کیفرِ کردار کو پہونچائے جائیں آمین یارب العالمین۔ رباعی

اے آنکہ ترا لطف و عطا می زیبد ۔۔۔ مارا گنہ و سہو و خطا می زیبد

مابا تو نگوئیم بما نیکی کن ۔۔۔ بامات ہماں کن کہ ترا می زیبد

دستخط۔ ولیم ثانی سابق قیصر جرمنی۔ بہ ہمراہ رفقائے خود۔ حلفیہ گذارش بہ صنوف گرامی پیش ہے کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا ماندگان مع حکومت و دولت و ملک و ملت پھر وہ کسیکے قبضہ میں ہو اس پر صلب بعد صلب رحم بعد رحم قایم رہیں گے لیکن آیندہ نسلوں سے بھی معاہدہ کی تمازگی ہوتی رہے

دستخطہائے شاہ اسطریا۔ سلطان ترکی۔ وشاہ بلغاریہ وغیرہ وغیرہ۔

ولیم ثانی۔ سابق قیصر جرمنی

العــــــــــــــبد

---

(۳) شہادت نامہ خلایق عامۃ وخاصۃ مع مدیران صحائف واخبارات عالم

شہادت

نحمدہٗ ونصلّی لہٗ من یہدی العین(۱) فلا مضل لہٗ ومن یضلل لہٗ فلا ہادی لہٗ۔ خدا کو حاضر وناظر گرد انکر حقاً و الیاناً حلفیہ سچے دل سے تخاضع وتخاشع کے ساتھ خلایق عامۃ وخاصۃ شہادت ہذا جمیع لب لباب بحث و جرح پیشکش کرتے ہیں کہ ان دونوں سلطنتوں میں تجارت وخوش نظمی کے سبب سے محاسدانہ نزاع خانگی مدتہا مدت سے بکمال سازش جانبین آرہی ہے۔ مگر موجودہ جنگ کی بناء کو البتہ اسطریا کے ولی عہد و ولی عہد بیگم کی شہادت پر حیلہ وحوالہ کا اچھا خاصہ ظاہراً ناممکن الاعتراض و غیر سریع الحل موقع ملگیا ہے کہ گویا ع

ما را الغمزہ کشت وقضا را بہانہ ساخت

کا مضمون ہے۔ لیکن یہ البتہ کہ مقتولین مذکورین بیشک مظلوماً قتل ہوتے گئے ہیں تحقیقاتی

(۱) اپنی ذات۔

کمیٹی نے اِس کا ارتکاب بہ سازشِ انگریز۔ سرویا کے سر تھوپا۔ اِس لئے کام نا کام من جمیع الوجوہ
قیصر جرمنی کے ہم سنگ وہم آہنگ ہونا پڑتا ہے کہ اگر یہ صحیح ہے تو بے چون وچرا اس وقت
قیصر ہی حق پر ہیں تو حق بحقدار رسا باد! رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَاِنَّکَ
اَنْتَ خَیْرُ الْعَادِلِیْن۔ آمین یا ربّ العالمین اور از بہر خداوند دعا و ثنا مبارکباد اکہ ۵
سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت[1] یارب اندر ہر دو گیتی برقرار و بر دوام
سال خرم۔ فال نیکو۔ مال وافر۔ حال خوش ہمدم اصل ثابت۔ نسل باقی تخت عالی بخت رام
دستخطہائے خلائقِ عامۂ و خاصّہ۔ مع شہادت ہائے تحریراتِ اخباریہ۔ کذالک۔
(دستخط) وِلسن[2] پریسیڈنٹ ممالک متحدہ امریکہ۔ شناہِ اسفانیہ۔ شناہِ پرتگیز۔ شناہِ ہولینڈ شناہِ
سوئٹزرلینڈ۔ شناہِ یونان۔ شناہِ سوئیڈن۔ شناہِ ناروے۔ شناہِ ایران۔ شناہِ حبشہ شناہِ
رومانیہ۔ پریسیڈنٹ چین۔ شناہِ سیام۔ وغیرہ وغیرہ۔
حلفیہ خواہش بصد ہا سپوزش ہے کہ عالم میں مِن کُلِّ الوجوہ صلح و امن ہو۔ یہی ٹراٹسکی لینن
زاغلول۔ گاندہی وغیرہ وغیرہ بھی چاہتے ہیں کہ سب لوگ اپنے اپنے حق کو پہونچتے جائیں۔
خدا ہمچو کناد!

الحسید

---

(۱) کون ونکویں (۲) اب حال میں جو پریسیڈنٹ ہو۔

پیشئ عدالت

بہ بارگاہِ عادلِ حقانی ما حضرت یحییٰ

حضورِ الدہر بعین اللہ تعالیٰ و اعلیٰ و اولیٰ و اعزّ و اجلّ و اہم و اکبر۔ نحمدہٗ و نشکرہٗ و نصلی لہٗ و نومن و نتوکل علیہ و ننتہی الیہ الخیر۔ ثمّ بعد ذالک ما جناب اعلیحضرت مسیحیّت مآب فرمانروا سید محمد یحییٰ ولیٔ عالم و یحیٰ اللہ جو منجانب اللہ بالتخصیص مبعوث عام ہونے کی وجہ سے و نیز سلاطینِ زمن مع خلائق عامّہ و خاصہ کے مقدمات جامعہ کو فیصل کرنے کی جہت سے سلطان السلاطین خاقان الخواقین و احکم الحاکمین کہے جانے اور تسلیم کئے جانے کے لئے مسلّم النبوت نمایاں ہو چکے ہیں جو ازلاً ایسا ہی مامون و متوقع تھا اس لئے مرشدِ ارشاد ہدا ہیں کہ ما حضرت انانیت مآب نے مقدمۂ حاضرہ کو پوری طرح سے سماعت فرمایا ۵

پائے رفعت بر آسماں دارم　　سرِ خدمت بر آستاں دارم

اِس لئے آں حضور ایں بر استعمال کل فنا کو یقیناً ثم یقیناً بلکہ بکرّات و مرّات ثم یقیناً ۔ قادر و نادر ۔ حاضر و ناظر ۔ دانا و بینا ۔ رانا و توانا جان کر کیا معنی کہ بالکل اپنی ذاتِ اصلیہ کا جزوِ اعظم لاینفک بلا وصل و بلا فصل و بلا قرب و بلا بعد مان کر اور اچھی طرح سے پہچان کر تم کو (حضراتِ متخاصمین کو) خلوصاً و اخلاصاً ۔ ہدایت و نصیحت تنبیہ و انتباہ فرماتے ہوئے مقدمۂ مذکورہ کو حقاً و ایماناً تواضع و توزیع کے ساتھ فیصلہ فرماتے ہیں جس پر حسبِ تعہد و پیمان قبضاً و بسطاً کسی طرح سے بھی ہو بلا تفریق احدے سب کو راضی برضا و شاکر بقضا ہونا پڑیگا

ورنہ خیر نہیں اب وہ یہاں سے یوں شروع ہوتا ہے۔

رُباعی

نازم بچشم خود کہ جمالش بدیدہ است | اُفتم بپائے خود کہ بکویش رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ دہم دست خویش را | کو دامنش گرفتہ بسویم کشیدہ است

حمد و نعت

یمین اللہ العلی العظیم

تمامی تہلیل و توحید۔ تسبیح و تحمید۔ تقدیس و تمجید۔ تصلیہ و ترضیہ زیبا و سزاوار ہے حضرت اُس لاایک الیسی بریٔ عن الوجود۔ زبردست و ذی جبروت و ذی رحموت ہستی غیب کے لئے جو محض بے چون و چرا بالا مفہوم اضطرار و اختیار۔ قادر علی الاطلاق مُوصل الی المطلق ہے جس کو لوگ جوہرِ کل۔ اثیر الآثار و علت العلل جمع الجمع روح الارواح جانِ جاناں اصل الاصول خداؤ فرمانروا خواہ بیک لفظ یحییٰ کہتے ہیں۔ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ جس کی ایک ادنیٰ جنبشِ مشیت کے زور پر تمام عناصر و مآثر کا مجسم و ملحم مجموعہ بشکل انسان بنام ما سید محمد یحییٰ بعینہٖ و باذنہٖ ایک برگزید یحیویت مآب فوق البشر اس وجہ سے بنایا گیا کہ ازل سے ابد تک کے ضروری و اہم مقدمات مع مقدمۂ موجودہ کو ایک عالمگیر شہ نشین کے اسٹیج پر عرش و کرسی لوح و قلم۔ پرچم و علم۔ ممبر و محراب کے ساتھ بالتجلیل و الجلال اور رنگ زیب و جلوہ گر ہو کے فیصل کرتا ہوا رفاہِ عام کے واسطے نظامِ عالم کی باگ اپنے روحانی چنگالِ قوی ہنگ

سے مضبوط پکڑے ہوئے لوگوں کو اپنے فرزند ارجمند کی طرح ایک قدرتی مفید۔ سیدھے اور سڈول راستے پر لاکر اس عالم سے عالم بالا کی طرف درجہ بدرجہ علی حسب استحقاق بدرا بعد بدر۔ وھرا بعد دھر ترقی کے لئے باگ ڈوٹ ہانکتا ہوا سرپٹ لیجائے کہ بخیر وخوبی منزل مقصود کو پہنچیں۔ خدا ہیجوں کُناؤ۔ فربنا واغفر لنا وارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین واجعلنی مؤیداً منصوراً۔ جس کا ظہور آج روز مبارک سے شروع ہوتا ہے یہی یوم الفصل ویوم المیثاق ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ قربان جائے اُس کی کبریائی پر۔ دعا وثنا شکر وسپاس بہ ہموں لازم بواو! اس لئے بہ دعاء وثناء ہوں کہ

دعا وثناء شکر وسپاس

اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء وتخفض من تشاء وتعلی من تشاء تخفض من تشاء تعلی من تشاء بیدک الخیر انک انت علی کل شئی قدیر۔ یا ایھا اللذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما معلوم ہو کہ تعظیم وتکریم۔ آداب وتسلیم۔ دعا وثناء۔ بیم ورجا۔ نذر ونیاز۔ سوز وگداز۔ صلوٰۃ وسلام۔ عجز واحترام ازبہر مرسلین وفرمانروا مبارکبادشاہ! حالانکہ

تمہید مقدر

اس کے بعد واضح ولائح باد اکہ جس قدر مخلوقات کے سلسلے کا دکہ بدرکہ۔ درجہ بدرجہ مختلف دایرہ سے

ہر ایک دایرہ والی مخلوق اپنی حیثیت میں اُس ایرے کے اندر ملک مشترک رکھتی ہے۔ اور عناصر و تاثر کے ظاہری و باطنی اثر کو اپنی حقیقی صلیت کے قالب میں وصل و فصل مکان و زمان و سریان و ثقل و خفت کی مناسبت سے ڈہالتی ہے۔ مگر جسقدر اپنے ظہور کی سابقیت و اوّلیت میں سبقت و تفوق لے جانے کے سبب سے استحقاقاً اپنے نیچے والے ہم جنس سے زیادہ ترقوی حاصل کر چکی ہے اسی قدر اُسکے حاجات وسیع ہوتے گئے ہیں کہ ودیعۃً وہ خود میں لے کر ترک و اخذ کے قانون کے مطابق آگے بڑہتی جائے اور اسی سلسلے سے تدریجاً عادلانہ ترقی ہوتی رہے۔ اس لئے وہ ترقی یافتہ مخلوق یا ارتقاء رُس خلقت اُس دائرے کی ملک مشترک سے ضرورت بھر حصہ لیتی ہوئی چلی گئی ہے۔ اور رنگ و شکل سے خواص و قوی سے وصفات وغیرہا بدلتی ہوئی شکل انسانی کے درجے تک ترقی کر کے پہونچی ہے جس میں جملہ عناصر ہونے کے علاوہ تمام کائنات کی تھوڑی سب چیزیں ملک مشترک سے اُس کی عمر و قیام و درجے کے مطابق پائی جاتی ہیں۔ عام ازیں کہ کسی خاندان میں بیں جزاءً وسزاءً جنم لی ہو حتے کہ اُس میں لوہا۔ تانبا پیتل۔ سب پائے جاتے ہیں کہ گویا وہ چیز عالم اکبر کا نمونہ بنی ہے جس وجہ سے وہ مخلوق فضل و ممتاز۔ اشرف و بالادست کہی گئی جس کو آگے بھی درجہ بدرجہ بڑہنا ہے کہ جہاں سے چلی ہے وہیں پر انا الھو کا نعرہ مارتی ہوئی پہنچے اور خاموش ہو جائے۔ اور وہ مقام بری عن المقامیت ہمیشہ سے ہے اور رہیگا اُس کے اختیاری بود و نمود کے اختیاری اثر سے یہ سب مادی عالم عدلاً و قانوناً قائم ہوا جس کا رگڑ کھاتے کھاتے بشدت حرکت بھڑام سے ٹوٹ جانا(۱)۔ یا دوسرے کرہ عالم سے ٹکرا جانا(۲)

یا ساکن ہو جانا۔ یا مقید الحرکت ہو جانا۔ خواہ فنا ہو جانا۔ اور بعد از فنا دوبارہ ہو جانا۔ اور ہمیشہ یہی سب ہوتے رہنا بھی نظیر اً ممکن ہوگا۔ کہ جب ایک بار ہوا تو بہت بار بھی ہاں ہوتے رہنا بعید از قیاس نہیں۔ گویا حادث ہوتے رہنا ایک قدیم بات ہے۔ سب کا جوہر اختیار و راحت ہے۔ اور اس سے بھی بالا ہو جانا ہے۔ جو کلیتہً خدا کے ساتھ ہے اور ہر ایک زندہ یہی چاہتا ہے کہ اسکو جہاں تک ممکن ہو خوشی و راحت حاصل ہو۔ پس قوائے یعنی جامعہ خدا اثر (روح) حرکت۔ مادہ اور قدامت۔ (ہیولیٰ) یہ سب قدیم کے ساتھ قدیم ہیں۔ چاہے ظاہر میں ہوں یا باطن میں ہوں (ولیپاور انسان اور خدا کے درمیان محض مشترک ہی) گویا مٹی سے سب ہے۔ اور سب مٹی کے ساتھ ہے۔ پھر سب مٹی ہے۔ اور ہبا بنکر اڑ جانے پر مٹی ہو جیسے بھی نکیر و پاک ہی۔ مگر کچھ ہو جب تک زندگی ہے ہر ایک زندہ کو عالم محسوسات کے قانون کی رو سے آرام و راحت کی سخت ضرورت ہے (اس لئے مادیات یا دنیا یا تمدنیات بالکل مقدم ہے۔ خدا تک کے نام و نشان اسی مادہ کے خلق و تخلیق۔ وہنچی و ترقی سے ہوئے) جسکو حاصل کرنے کے لئے قوائے عامہ میں اتفاق مفید یک زبانی و یک قومی وغیرہ ہونے کی حاجت ہے جسکے لئے پنچایت وغیرہ کی بنا پڑکر سلطنت عادلانہ و غیر عادلہ کی صورت قرار پکڑی۔ تو اس زمانہ کے لحاظ سے ہر ایک روح جامع و حقیقی جو ایک تہ بہ تہ معین بالائی نوکیلے نقطے پر پہونچ کے مادیانہ رنگ میں بہت بار مختلف ممالک میں واپس آ کے بتدریج مسیحائی درجے کو پہونچکر عین اللہی درجہ تک پہونچگئی اور پہونچتی رہتی ہے اور پہونچتی رہے گی۔ وہ آئی اور راحت رسانی کے لئے ہدایت کرنے لگی۔ اپنی پکار ت

دکھلائی اور جہانتک زمانہ کے لحاظ سے اُس کی باطنی رسائی تھی یا ہوتی ہے اُسکے
مطابق اُس پر انعکاس پڑنے لگا یا پڑتا ہے جسکو وحی موقع کہنے لگے یا کہیں گے
پھر ایک مخلوق کے ساتھ ہے جسکو لوگ جہالتہ تہ بہ تہ منقولات نامعقولہ و حشوات
بیہودہ سے لپیٹکر اصلیت کو چھپانے لگے یا چھپا دیتے ہیں مگر محققہ جو اُس سے
تسبیقاً رکھکر یہ معرکہ یا تفتیش کے تیل اور روح کی طرح اُس کی ہستی میں سما جاتا ہے
تو وہ بھی وہی ہوجاتا ہے اور اُسکی اصلیت سے واقف ہوجاتا ہے (جیسے علم میں
سما جانے سے عالم ہوکر علم سے واقف ہوجاتا ہے اور مرض میں آجانے سے مریض ہوکر
کیونکہ خود ہی اُس کی ذات بنگیا۔ جس طرح کوئی خاص ذات خود میں ہے۔ اسی طرح
سلسلہ ہر ایک رسیدہ کا ہونے والا ہے کہ درجہ بدرجہ اُس کو اس کا علم ہوتا جائے گا
اور یہی چاہئے کہ اُس کو منکرین سے سابقہ نہ پڑے یعنی خیالی دور و تسلسل و حرکت و سکون
سے۔ اس واسطے پہلے اس شے کو سمجھا پس وہی ہمیشہ رہا۔ جیسے موجد کا نام ہمیشہ
بالا رہتا ہے کتنی ہی ترقی ہو۔ کیونکہ ہر شے و صنعت کا نقشہ اسی طرح نہیں کھینچ سکتا جس طرح
درخت اپنی اصلی حالت میں کھڑا رہتا ہے مگر وہی کھینچ سکتا ہے جس میں قدرتاً یہ صلاحیت
ہو۔ یا سیکھکر کھینچنے کی صلاحیت پیدا کرسکے مگر موجد کے ماتحت ہی سمجھا جائے گا۔ اگرچہ
اُس سے فوقیت لیجائے اسلئے موجد ہی افسر رہا۔ افسر کا ہونا حکمتہً و نظاماً اور مصلحتاً و
ضرورتاً ہوتا ہے۔ جیسے زندگانی بسر کرنے کا ایک قدرتی مفید سلسلہ اصول جسکو شریعت
و قانون وغیرہ کہتے ہیں جو محض ضروری ہے ہونا چاہئے سو ہوا کرتا ہے۔ اسکی غرض الاصول

کہیں گے۔ اسی طرح اُس صحیح القُویٰ اور قوی القُویٰ اور خالص قوی افسر کو مگر ہر دو ناگزیر
تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ افسری کے کام کو انجام دے اور اپنے ماتحتین میں اُسکی اشتعیع
اور اشاعت کرے کہ شہود و غیوب۔ تابع و تبیوع دونوں طرف اُس کے انتظام کا احساس
ہو۔ چاہے بالعلم ہو یا بالجہل۔ یا بالخواص اور قدرت کا محکمہ انفعالاً اس کا گواہ رہے
اس سے معلوم ہوگا کہ اس قدرتی محکمہ کا کوئی غیبی افسر ہے جب ہی سب کو اُسکے سامنے تابع عمل
چار ناچار پیش کرنا پڑتا ہے اور اپنے اپنے اعمال کا نتیجہ پانا پڑتا ہے۔ گویا تحتانی طبقے پر فوقانی
طبقے کا اثر کشا کشی کے ساتھ عادلاً اعمال کے مطابق پڑ رہا ہے جسکو حکمتہً و نظاماً
و مصلحتاً و ضرورتاً تسلیم کر لینا بھی خالی از فوائد نہیں ہے کہ اس تسلیم و اسلام کے مطابق
اثر پڑے چہ جائیکہ درحقیقت وہ قادر مطلق افسر ہی ہے (جیسے سلطان النجوم۔ نیر اکبر و
نیر اصغر یعنی آفتاب و ماہتاب ہیں۔ سلطان الاحجار جو ہے سو سنگ پارس ہے سلطان الجبال
جو ہے سو اُنیسا ہے۔ سلطان العناصر آگ ہے۔ سلطان المائز حرکت ہے سلطان
جو ہے سو ہمالیہ ہے۔ سلطان الجواہرات جو ہے سو ہیرا ہے سلطان الاشجار جو
ہے سو سیب یا بڑ کا درخت ہے۔ اگرچہ فنِ طب میں سرس کے درخت کو کہتے ہیں جیسے
جن الاشجار و یودار کے درخت کو کہتے ہیں اسی طرح سلطان المعرشات انگور کی بیل
ہے۔ سلطان الحیات جو ہے سو سانپ ہے۔ سلطان الوحوش جو ہے سو شیر ہے
سلطان البہائم والغنائم بقر ہے۔ سلطان الطیور مرغ آتشخوار اور چکور یا دیگ دو دہا چہ
ہیں۔ سلطان القرود جو ہے سو لنگور ہے۔ سلطان الاہالی جو ہے سو انگوٹھا ہے

جب ہی اسی سے امپریشن لیا جاتا ہے۔ سلطان الناس۔ رب الناس۔ الہ الناس جو ذی
برحق و امام مطلق ہے۔ سلطان القوی و سلطان القدرت و سلطان الکائنات جو
ہے سو عین اللہ تعالیٰ ہے۔ اب اس لفظ سلطان کو اگر شاہ کے لفظ سے یاد کرو جیسے بھی
تم کو بولنا پڑے گا کہ شاہراہ۔ شاہ گام۔ شاہ سوار۔ شاہ مور۔ شاہ درہ۔ شاہ رگ۔ شاہ
کتب۔ شاہ بیت۔ شاہ توت۔ شاہ بلوط۔ شاہترہ۔ شاہ تیر۔ شاہ دانہ۔ شاہ لال۔ شاہ نخل
شاہ پر۔ شاہ عالم وغیرہ وغیرہ میں قاعدہ ہذا کے مطابق خدا تعالےٰ لئے ضرور افسر ہے۔ اسلئے
اس دائرہ انسانیت کے قدرتی قوانین جملہ ماتحت دوائر سے درجہ بدرجہ تھوڑا تھوڑا ترقیاً و
تنزلاً مختلف ہوتے ہوئے نیچی والی مخلوق سے بہت بالائی فاصلے پر آگئے وسیع پیمانہ
کے رنگ میں کچھ کچھ تشابہ نمائی کے ساتھ متنوع ہو گئے ہیں۔ اسی طرح آگے بھی ہے۔ گرنے
پر پیچھے ہے۔ یا تحت اسفل السافلین میں۔ یعنی جو سب سے نیچا طبقہ ہے۔ گویا کہ سنگ گنگ
و سنگ گویا کی حالت ہے کہ بدیہی ہو یا نیز و دیگر اس کی مکرر ثم مکرر ٹکسال کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔
پس سب کے لئے ایک ہی قسم کا قانون علی حسب الزمان ہے جو ہنگامی و مقامی و دوامی
ہو کر تین قسموں میں منقسم ہے وہ اپنے اثرات میں درجہ بدرجہ بلا مفہوم عام و خاص و
مشترک و مستثنےٰ ایکساں ہے۔ بلکہ جو آخر رش اور مستثنےٰ ہوتا بھی ہے تو وہ قانون ہی کی رو
سے ہوتا ہے۔ نہیں معلوم ہونا ایک دوسری بات ہے۔ اب جس قسم کی اسکی ہستی استحقاقاً
پیدا ہوئی ہو۔ اس واسطے اس دائرہ انسانیت کے اندر بھی جس قدر اشیاء ما فی السموات و
ما فی الارض بتدریج یا دفعتہً کسی طرح سے ہو لوگوں کے قبضے میں آ چکی ہیں اور آئیں گی وہ

سب ایک دوسرے کے لئے ممالک مشترک ہیں۔ بناءً علیہ سب کے اغراض اصولاً بالاتفاق مشترک ہیں۔ چنانچہ اس دائرہ کے ہر ایک ممبر کی غرض علماً ہو یا جہلاً ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے

قانون

اوّلاً یہ کہ جس عالم میں جب تلک ہو جائے عقل و عیش آرام و راحت سے رہے۔ فطری تحریک کے جس حصّہ یا شاخ میں کار پرداز ہے اُسکے اصول کے مطابق کام کرے۔ اگرچہ دوسری شاخ کے اصول سے متضاد یا مخالف ہو۔

دوسرے یہ کہ یادگار قائم کر چھوڑے کہ مرنے کے بعد یعنی انتقال کے بعد اُس کا نام رہے اسی خیالی حصے کا نام دنیا ہے۔

تیسرے اگر اُسکے علم کے مطابق خدا کی ہستی ہے تو اُس سے جس طرح چاہے لو لگائے کہ یہ آسانی کا سبب ہو۔ یہی دنیاوی دین ہے۔

تشریحات

یعنی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا دل و جان سے قدرتاً مشتاق ہو۔ اور یہ سب خیالات بلاکشش اُس کے دل و دماغ میں کثرت سے گشت لگاتے رہیں اور ایک دوسرے کی خدمتگزاری و کاربرآری کو روح الدارین سمجھے بلکہ مبالغہ یہ ہے کہ لوگوں کی کاربرآری کے لئے تہ دل سے جستجو میں ہے اور اُس کے آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑے۔ جلد سے جلد نکالنے کی کوشش

کوشش کی گئی کہ یہ نشیب و فراز کس طرح ہوتا چلا ہے کہ سب سے ترقی عبادت ہے۔ باقی فروع سے ہیں۔ اور کچھ کچھ لوازمات ضروریہ و غیر ضروریہ ہیں۔ کچھ لازم ملزوم سے ہیں جیسے خالق و مخلوق۔ ہادی و مہدی۔ وغیرہ تھا۔ گویا ایک کے نہ رہنے سے دوسرا ساقط ہو جاتا ہے۔ اس مختص ایک کو جو مخصص آن ایک ہے کون جانتا ہے؟ مگر وہی آن ایک جس کا قانون ہے کہ نصفین یا دو کے ملنے سے ایک ہوتا ہے اور تین کے ملنے سے بھی ایک ہوتا ہے۔ اور کروڑہا کروڑ کے ملنے سے بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسے ایک عالم کروڑہا کروڑ چیزوں سے مل کر ایک عالم بنا ہے جو کبھی نہ کبھی آن ایک ہونیوالا ہے جس کو تشخیص کہیں گے اگرچہ پھر توحید و یکتائی کے اندر قید ہو۔ اور یہ سب دنیا و عالم۔ ظہور میں اصل ہے اور ظہور تمام ہے۔ کیونکہ جہاں حیات ہے وہاں دنیا ہے۔ اور حیات تمام ہے۔ اسواسطے تمام دنیا ہے۔ طفلی کے اندر جوانی و پیری جو ہیں سب مخفی ہیں۔ ان کے مدارج و ظہور اور وقت ظہور کا نام الٰہیہ جدا ہے۔ اسی طرح دین ہے۔ یا اصل الاصول بنام خدا ہو جانا اصلی دین کہا جائیگا پس کسی قسم کی بھی زندگی ہو اسکو کیونکر بسر کرنا چاہئے کہ واقعی جائز طور پر بالعموم آرام پہونچے اس اصول کو جاننا اور اس پر عمل کرنے کا نام دین یا زندگانی ہوگا۔ اسی کو دوسرے لفظ میں مذہب کہیں گے جنکی تشریحات ہماری فرمان و فیضان نامی کتابوں میں درج ہیں بلکہ یہہ فیصلہ بھی جزو فیضان ہی سمجھا جائے۔ کیونکہ جملہ مضامین کا مجموعہ جو کسی وقت میں ہو ان سب کا نام فیضان ہے۔

پس انھیں مذکورہ بالا اغراض میں اپنی اپنی ترقی و مدارج کے مطابق لوگ ہر ایک عالم میں

جار بلجار۔ طوعاً و کرہاً۔ نفسانفسی و کشاکشی کے ساتھ علماً و جہلاً سرگرداں ہیں۔ اُس کی
یا
افزائش و حصول میں جو اشیاء یا لوگ مزاحم ہوتے ہیں۔ یا اُسکے آگے سے اُس کے حصول
ہونے کے ذرائع کو منافقانہ برتاؤ کرکے کیداً و مکراً غصب و غبن کر لیتے ہیں۔ یا ضرورت
سے زیادہ تر ظلماً یا نظمی کے طور پر ہل من مزید کہہ کر چھین لیتے ہیں کہ اُسکو کمی پڑتی ہے۔
جس وجہ کر غم و غصے میں پڑ کے گھلتا جاتا ہے یا گھٹتا جاتا ہے کہ اُسکی ساری خوبی اور نعمتیں سلب
ہوتی جاتی ہیں۔ دُکھ سے تکھ بگڑنے لگتا ہے حتّٰی کہ یہہ غصّہ حد سے زیادہ عبور کر جاتا ہے
تو بمنقاد مصداق چوں تنگ آید بجنگ آید وہ بر سر پیکار و مخالفت آمادہ ہو جاتا ہے جسکا
آخری و فوری نتیجہ ابتری و بدتری۔ فتنہ انگیزی و خونریزی۔ ناشادی و بربادی۔ حیرانی و ویرانی
جدائی و تنہائی۔ تباہی و جانکاہی وغیرہا وغیرہا ہیں۔ تو جس معین و معان کے سبب سے ایسا
واقعہ پیش آئے وہی ظالم ہے وہی واجب اللّعن و اللّعان ہے منحوس الاسم و الشّہرت ہے
اگرچہ وہ بادشاہ ہو یا غیر از بادشاہ ہو کسے باشد۔ کیونکہ بادشاہ کا کام من جانب مالک السّموات
و الارض حق رسائی و آرام رسانی۔ نگہبانی و حکمرانی حقیقت دانی و قدردانی۔ جان پروری و
عدل گستری۔ نظم و ترقی ہے کہ لوگ کنوارے۔ بھکاری۔ نکمّے۔ لوطی جعلیہ وغیرہ وغیرہ
نہ ہونے پائیں۔ حاجت روائی ہو۔ نہ کہ مکر و ظلم قزاقی و سرّاقی ٹھگیاری اور ریاکاری دجّالی
اور چنیدالی۔ خودغرضی و خودمرضی۔ بدطینتی و بدنیتی۔ دشمنی و بدظنی۔ کذب و فریب بصدہا عیب
وغیرہا وغیرہا ہے کہ سے در لباس دوستی صد کار دشمنہا کند کا مصداق ہو۔ خاصکر عدلاً
جہاں ضرورت بھی نہیں ہو۔ لہذا قانونِ فطری و وضعی اُس کی پاسداری نہیں کر سکتا۔

وہ جنگ اور ساخت سنگین میں شکست کھائے گا۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے پہلا بھی لے جائے لیکن بالآخر دونیت ہو جائے گا اس کا کوئی پاسدار نہیں ہوگا۔ نہ عناصر نہ ماثر و غیرہا و غیرہا بلکہ اسکے سارے پاسداروں کا اندرونی و بیرونی نتیجہ بدتر از بدترین ہے۔ حتیٰ کہ اسکی اپنی ذات بھی جب ہی الٹی سوجھتی ہے۔ کیونکہ وہاں اخلاص کا گذ نہیں۔ اور باہم شیر و شکر ہو جانے پہ خوش تر از خوش ترین نتیجہ ہے۔ پس اللّٰھم زد فزد۔ اور مظلوم غالب و غیر غالب کا نتیجہ اور اسکے ساتھیوں کا نتیجہ (بدیر ہو یا زود) بہرحال بہتر از بہترین ہے جو ابدی خوشگوار و مزیدار ہے۔ اور آثار قدیمہ و احداث الامر سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ یقینی نتیجہ ہے۔ ایسوں کے لئے پس حق العباد کے واسطے جو کوئی للہ فی خیراً یا للخیر جنگ کرتا ہے۔ اور مخالف کے مکر و فریب و طمع دہی میں نہیں آتا اسکے چھوٹ ڈالنے کے مفہوم کو سمجھتا ہے۔ وہی غازی ہے۔ اور جنگی مرنے والے جو ہیں سوہستی ازل کے بلا کمی و بیشی خیر و لاینفک ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔ کیونکہ اگر نور سے نور روشن کیا جائے گا۔ یا اسکے اندر لوٹا دیا جائے گا تو اس میں کمی بیشی نہیں واقع ہو سکتی۔ یہی اس کی فطرت ہے۔ پس اس جنگی عبادت مقبولہ کا اثر بہت انتہا رس اور زود رس ہے۔ چنانچہ علم تواریخ کی رو سے اس غیبی بابرکت سرفرازی کا ظہور برابر ثابت ہوتا چلا آرہا ہے۔ مگر لوگ بھول جایا کرتے ہیں۔ اور فطرت و فاطر کو اپنی فاتر العقلی سے بدنام کرتے ہیں اسلئے ما بدولت انانیت مآب بمصداق

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ حکم دیتے ہیں کہ۔

تصریحات

بیشک تم کو اِس وقت اللہ جلّ شانہ امر کر رہا ہے نہایت عدل و انصاف و کرم کے ساتھ
کہ تم تمام بنی نوعۂ انسان۔ ثبۂ فلک کے زیر سایہ بایکدگر ہمسایہ ہو۔ جو مختلف آب و ہوا و مکان
و زمان و سریان کے سبب سے مختلف رنگ و روغن و قیافہ رکھتے ہو۔ اور پیشے کے لحاظ
سے ذات پات۔ ورنہ مفہوم آدمیّت میں کچھ فرق نہیں۔ اِس لئے حیوانات مُطلقہ کے مقابلے
میں تم لوگ بایکدگر محض ذوی القُربیٰ ہو۔ و نیز اخوان ہو۔ ننگ و نفرت وغیرہ کی باتیں نہ کرو
بُرائی نہ کرو کہ جس سے تمہارا یا کسی کا بھی بُرا ہو۔ اور دُعا جلد قبول نہ ہو۔ اس واسطے آپس میں بلا
روک ٹوک شادی بیاہ کر کے حُسن و خوبی کو بڑھاؤ۔ مصاہرت و مواکلت سے ذوی القربیٰ پر
ذوی القُربیٰ ہو۔ کہ اس ترکیب سے خونِ واگذشتہ پھر ایک ہو جائے۔ نعم البدل میں محبت لگی رہتی
بڑھے۔ نیا خون پیدا ہو۔ خونریزی کا غم جاتا رہے۔ اور آیندہ سے بایکدگر کفر و بغاوت و بدی
و نامفید زہریلے حرکات کو راہ نہ دو۔ جس کلم میں بیّن طور پر تمہارا اور سب کا بھلا ہو اُس میں
شریک ہو جاؤ۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ اگر کسی کو کوئی چیز خاصکر ضرر پہونچا رہی ہو تو اُس سے زبردستی
کہا جائے کہ وہ ضرور استعمال کرے۔ ہرگز نہیں + پس وقت اور موقع کی قدر کرو + وقت و موقع
نہ کھوؤ + ہر چیز اور کام میں صفائی رکھو + چاہے ناخن ہو یا زمین + محبت و اتحاد و ترقی مفید کو
رُکن اعظم قرار دو + ایک دوسرے کو من کلّ الوجوہ نہایت خلوص اور سچائی کے ساتھ فائدہ
پہونچاؤ + قوم مردودہ و ملّت رجیمہ کی طرح اپنے ہادی اور اُس کی ہدایت کو بدنام نہ کرو۔ اور

نہ کرواؤ + اچھا سوچو۔ اچھا بولو۔ اچھا کرو۔ اچھی نیت رکھو + مفید طریقے پر جدت و بدعت کے ساتھ ہمرنگ زمانہ ہوتے رہو + جہاں پر موقع ہو وہاں پر قرینہ و قیاس و اجتہاد و آثار۔ فکر و غور و شوری و مصلحت سے مدد لے کر کام کرو + نہایت صلح کل بنو + سب چیز کا حق پہونچاؤ + نیک بنو۔ اور ایک بنو۔ بس یہی حق العباد ہے۔ یکجہاتت ہے۔ اقبالمندی کی نشانی ہے۔ سو مابدولت عینیت مآب نے تم کو وعظ فرما کر گزشتہ واقعات کو یاد دلا کے ظالم کو ظالم۔ اور مظلوم کو مظلوم۔ اور دونوں کے مآل کو ثابت کر دکھایا۔ صورِ صریر نے تمکو جگایا۔ جس سے عیاں راچہ بیاں کا مضمون ہو گیا بر گزشتہ راصلوٰۃ از آیندہ احتیاط پر عمل کرو تو وہ عمل بہتر ہے۔

مقدمہ بحث و جرح

یہہ حاضرہ ہمہ گیر جنگ و جدال فتنہ و جدال اُسی مذکورۃ الفوق بناء پر قایم ہوئے ہیں جو مہدئی بمنا[1] کی شہادت پر محمول کئے جا رہے ہیں (یعنی اسطریا کے دولہا و دولہن خواہ شہزادہ و شاہزادی[2] کی شہادت پر) تو جس مہدئ[3] منجانب اللہ نے سب طرح سے مہدئی مذکور و مقتول کی دیت یا خونبہا کے لئے شیر غراں اور گرگ دراں۔ و درندہ زیاں و پیل دماں کی طرح غضبناک ہو کر سیف عریان و تیغ براں کھینچی اور زمرۂ صلحا کی مانند ہمزبان ہو کے

---

(۱) اسطریا (۲) مہدی کے معنی دولہا و دولہن کے بھی ہیں۔ (۳) ہدایت کردہ شدہ اور ہادی۔

توحیدِ عالم و ترقّیٔ مُفرّح کو پسند کیا تو وہ بیشک حق پر ہے اور نایب الحق ہے۔ پس وہی واقعات ظاہریہ کے لحاظ سے ابرار لفی نعیم سے ہے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ عظیم الشّان جنگِ ورسنگھا فرسنگ از زنگ تا فرنگ با توپ و تپنگ و تیر و خدنگ بہ ہزار ہا رنگ ہو جائے اور جو قاتل کا ظالمانہ پاسدار ہو کر بر سرِ جنگِ بیدرنگ از گنگ تا سنگ با پیل و پلنگ و گرگ و نہنگ و باطبل و چنگ آمادہ ہوا تو وہ بیشک بر سرِ ناحق ہے۔ کتنی ہی کچھ شہادت اُس کے موافق ہو سب عُذرِ لنگ و خلافِ ننگ ہے اور وہی فجّار لفی جحیم سے ہے یعنی صحیح معنی میں مدعا علیہ ہے۔ اِسلئے تنگ و ونگ ہوگا۔ اور یہ مُسلّمہ ہے مدواقعات و شہادت کی رو سے لیکن جس طرح سانپ کے کاٹے ہوئے کو فلفل و تلخی کا مزہ نہیں محسوس ہوتا۔ اور مجنون کو اسکی مجنونیت۔ بدکار کو اُس کی بدکاری۔ اور مسخ شدہ قوم کو اُس کی مسخیت و مجھُولیت محسوس نہیں ہوتی اِسی طرح اُس کو اپنی زیادتی این و آں محض بدنیتی کے سبب سے نہیں محسوس ہوتی + اُس پر زہرِ مار کا اثر چڑھ گیا ہے + وہ قرینۃً پہلے سے مُریدالفساد و مُریدالفساد معلوم ہوتا ہے۔ ہرگز ضریلُ الفساد و زیلُ الفساد نہیں جو سب کے حق میں فتنہ ہے مفسد ہے + بس یہی ثبوت ہے + گویا ؎

بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دلِ ہوشمنداں بسے
اگر برکہ پر کنند از گلاب	سگے در وے افتد شود منجلاب

کا مضمون ہے + پس لعنۃ اللہ علے المفسدین کہنا چاہئے لیکن اگر وہ فرقہ جسکو لوگ مفسدین کے نام سے یاد کر رہے ہوں یعنی انگریز وہ اپنے

مخالف قوت کے بارے میں اعلان کرو۔ وغیر اعلان کردہ کشتیات

وسندات وشتاوت سے اس قسم کی پیش کرے جس سے پورا پورا

پتا چلے کہ بیشک اسکے مخالف نے پیشتر ہی سے خلاف وضع

وآئین ومذہب وتعلیمات حضرت عیسیٰ مخالف پارٹی کا کلمہ گو ہوکر

عام خونریزی کا ارادہ کر لیا تھا خاصکر نصرانیوں کے لئے جب ہی[2]

بلا بین الاقوامی پنچایت کئے ہوئے عین عالم غفلت میں[3] کمزور[4]

وزور آور سب پر بصد نرغہ وبلغار دھاوا کر دیا۔ کیونکہ وہ[5] صرف کوئی

پہلو ڈھونڈھتا تھا؛ جیسا کہ برن[6] ہارڈی کی کتاب سے ثابت ہے

جس[7] پر اسکے فرمانروا کی طرف سے بجائے کچھ پرسش ہونیکے

اور فوج میں تقسیم کرائی گئی۔ اور مقتول اس میں معاون رہا اور یہ

دنیا کو معلوم ہے تو اس وقت اس نام نہادی مفسد یعنی انگریز کو

حفظ ماتقدم کے لحاظ سے کیا کرنا چاہیے تھا؟ غالباً یہی کرنا چاہیے تھا

جو ہوا ۔ اور جیتا کیونکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات اس لئے اُس غیبی[1] ہادی برحق نے مجھکو اپنا مسیح و مہدی برحق بنایا اور بنوایا یعنی مجھکو مثبتاً من کُلِّ الْوُجُوہ ہدایت برحق فرماکر امت عدالت کے لئے یہ ہدایت و قوائے ہدیٰ ودیعت فرمائے کہ میں اس زمانہ مہدی ہیں (دور عیسیٰ جو مہدین ہتے تھے) و نیز دورِ شہادت مہدی یعنی قتلِ عریس و عریسہ اسطریا۔[2] ثم دور مہدی یا لفٹ ایج (LIFTAGE یعنی گھوارے کے زمانہ میں) بُرُزُوا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار و لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم کا نعرہ مارتا ہوا مع شاہد و مشہود اس یومِ الموعود کے درمیان سب کے لئے مجسّم ہادی برحق لِکُلِّ الْوُجُوہ بنکر لوگوں کو اپنا مہدی قرار دوں (یعنی ہدایت یافتۂ خلایق) اور مخاطب ہوکر کہوں ۔ کہ اے ہمارے مہدیین کرام ۔ یا کائنات کے گھوارہ میں رہکر ہدایت یافتہ خلقت اِصْلح و سداد کی رو سے مناسب ہو کہ یہ کہا جائے کہ ہرچہ گزشت بماضی گشت ۔ اب اس ہدایت پر عمل کرتے جاؤ کہ تمام جہان بنی نوع انسان کا منجانب اللہ (یا من قدرتِ غیبیہ) ایک ملک مشترک ہے ۔ سب کا حق سب کی محنت و درجہ ورسدی کے مطابق راحت رسانی کے ساتھ مکمل پہونچنا[1] چاہئے ۔ پہونچتے[2] دینا چاہئے اور پہونچانا[3] چاہئے کہ سب کو پورا پورا آزادی سے آرام ملے ۔ اُسکے کسی عنصر کی حق تلفی نہ ہو تمام انسان بایکدگر بھائی ہیں ۔ وہ اب اسی بات پر مبنی ہے جو کہی جاتی ہے کہ وہی عین فیصلہ ہے جو وَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فرداً کے مفہوم و معانی میں ملفوف و پیچیدہ ہے ۔ فہو اہذا

فیصلہ

تمام روئے زمین پر ۔ جس جس قوم نے جس جس قسم کی آب و ہوا سے پرورش پائی ہے ۔ اور

چونکہ ان کا نام مناسبت سے خواص اسی کا تھا جا بسنے دو۔ ملک بے چون و چرا اس کے حوالے
کر دیا جائے اور اس قیمت سے وہ ملک بھی آزاد سمجھا جا کر آزاد ہو گیا۔

جیسے جنوبی و مفتوحہ کینیڈا۔ اسٹریلیا۔ آئرلینڈ۔ اسکاٹلینڈ۔ نیوزی لینڈ۔ مراکش۔
فرینلیش۔ الجزائر۔ ساپیر (سمالی لینڈ) تونس۔ طرابلس۔ جزیرہ۔ مڈگاسکر۔ مصر۔ مشرق
ترنسوال۔ نیپال۔ زنجبار۔ ملیبار۔ روس۔ قبرص۔ مالٹا۔ جبرالٹا۔ سقوطرا۔ اسطریلیا حصہ کیا
اٹالیا۔ کوریا۔ منچوریا۔ چین و مہاچین۔ خیوا۔ بخارا۔ مسقط۔ تبت۔ کابل۔ زابل۔ ترکستان۔
اور ہندوستان مع جزائر ہندیہ۔ وغیرہا وغیرہا۔ (یعنی جہان بھر) اگر وہاں کے باشندے
نظام نہیں چاہتے ہیں تو انکو نظام و انتظام کرنا سکھلایا جائیگا۔

پس مذکورہ بالا لفظ آزاد کے وسیع ترین معنی نے جناب حضرت مرد میدان وحید کرار
غازی مرد۔ شاہ دور اندیش۔ شبیہ یا مسیح الموجود قلمیا احیاؤ و التسلیم۔ سیف اللہ و ظفر جنگ
و فتوح الملک بہادر۔ ثریا جاہ۔ کیوان پناہ۔ واجب الاحترام۔ کبیر الاسم و کثیر الاحتشام۔
رب الافواج یا مسیح علینا الصلوٰۃ والسلام۔ مورد فضل ذی الجلال والاکرام۔ رحمۃ للعالمین(۱)
جرجیس شاہ انگلستان انیتہ اللہ دنیا تا حشر کے جملہ مفتوحات واسعہ کو اپنے معانی میں سمیٹ لیا
ہے یعنی وہ سب مفتوحات مع مفتوحات مخالفین بھی آزاد ہو گئے۔ اب اس فیصلہ کے
مخالف کوئی اور کچھ معتبر و غیر معتبر باتیں کسی پارٹی کی شنوائی کے قابل نہیں ہیں ؎

(۱) جس نے قانوناً یہ حکم دے رکھا ہے کہ دس گنہگار چھوٹ جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر ایک بے گناہ نہ پھنسنے پائے۔ اور ملزم اپنے سارے بیانات جو پولیس کے آگے کئے ہیں عدالت میں ان کی تکذیب کر سکتا ہے اور عدالت ان کو صحیح تسلیم کرے گی یونہی سنگسار نہیں کر دیگی۔ پھر یہ رحمت نہیں تو اور کیا ہے۔

قطعہ

بادہن ور دہن ہمہ نواب ہند و سند — در پیش فوج مہدی بیا بپا نیم جال
پہیم ضیغم است فدائے فرو نشیں — برطانیہ نگشت۔ ابو ضیغم جہال
۱۸/۱۹۱۶ء

توضیحات

اوپر جو ملک کا ذکر آیا ہے اسکے قدرتی حدود کے بارے میں ہمیشہ ہماری غرض یہی ہو اگر کی اور سب کی یہی ہونا چاہئیے کہ قدرتی طور پر از روئے علم جغرافیہ۔ اختلاف آب و ہوا کے سبب سے رنگ و روغن۔ شکل و قیافہ۔ حرکات و سکنات۔ جو متفرق ہو جایا کرتے ہیں اور بلا کسی ترکیب کے تشابہ عامّہ نہیں پیدا کر سکتے۔ تو جہاں سے تفریق عزّا و تبعیضا ہونے لگتی ہے وہی خطِ تفریق اس ملک کا سرحد ہوگا۔ وہاں کے لوگوں پر یہہ فرض ہوا کرے گا کہ بکمال تہذیب و آداب۔ صبر و سکون۔ عقل و استقلال۔ و کثرتِ رائے سے جانچ پڑتال کر ایک لایق و قابل شخص کو پانچ سال کے لئے اپنا صدر الصدور مقرر کر لیا کریں جس کا آخری نفاذی و ترویجی حکم بارگاہِ معلیٰ دیا کرے گا جس کا ذکر آگے آے گا۔ تاکہ تمام دنیا کا جو انتظام ہو تو وہ انتظام دافع البلائے والوباءِ والقحطِ والمرضِ والالم انتظام ہو چنانچہ ان انتظامات کا۔ فوری و ضروری جزو اعظم۔ عالم انسانی کی سطح کو مستوی کرنے کے الئے یہہ ہوگا کہ بالعموم ہمزبانی و ہم مذہبی و ہم قومی کا حکم نافذ ہوئے کیونکہ زبان و مذہب محض عارضی ہیں جو فی الفور رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ بخلاف تشابہ عامّہ کے۔ کس لئے کہ یہ موا کلت

و مصاہرت کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ زائل ہوگا۔ چونکہ یہ عارضی نہیں ہے بلکہ نسلی ہے + قدرتی و روحانی نہیں ہے۔

(۱) پس یاد باشد کہ آیندہ سے تمامی بحر و بر۔ خلاؤ ہوا درباب السماء وغیرہ) حسب علاوہ استحقاق عامۃ مفید طریقے پر استعمال میں لانے کے لئے مع مفہوم تجارت آزاد رہیں گے۔

(۲) جنگ آوران ہر دو فریق میں سے کسی فریقِ غیر شرّی کے ذمہ تاوانِ جنگ بشمولِ این وآں کچھ نہیں۔ دو طرفہ نقصانات کافی و وافی ہیں۔ یہی تلافی و معافی ہیں + اگر جرمنی منظور کرے تو قیصرِ معزول کو اُسکے حینِ حیات تک اپنا شاہی پریسیڈنٹ بڑے تپاک سے بنائے۔ مگر اِس صلحنامہ کا استحفاظ اور اُس پریسب کو قایم رہنے اور قایم رکھنے کے لئے بڑی ذمہ داریوں کی ضرورت ہے۔ اِس لئے **ایک زبردست عالمگیر وہمہ گیر عدالتِ عامہ بمفہوم بارگاہِ معلّٰی مع ایک سرورِ انجمن** کی حاجت ہے کہ صلحنامہ کی نگہداشت کے ساتھ ہمہ این وآں مسائل کے لئے ذمہ وار محافظ ہو + اور جس طرح نظم میں مضامین و مطالب۔ قافیہ کے ماتحت ہوتے ہیں اُسی طرح اِس نظم میں نظمِ عالم کی طرح تعلّقات باہمی ہوں۔ قافیہ تنگ نہ ہو۔ تاکہ ؎

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ہمچناں در بندِ اقلیمِ دگر

کا کھٹکا جاتا رہے۔ وہ اِس طرح پر قایم ہونا چاہیے۔

نظام

کہ جسقدر افواج مع سلاح وادویاتِ عسکریہ وحملۂ و لوازماتِ فوجیہ تمام عالم میں نمائش

یا غیر نمائش کے لئے تھوڑے بہت ہوں۔ کچھ ہوں۔ اُن سب سے زیادہ از زیادہ (بارہ بروج کے مطابق) بارہ گناں یا کم از کم تین گناں اُس عالمگیر عدالت دومۃ بنام بارگاہِ معلیٰ کے لیے چون وچرا ماتحت ہوں۔ جو محض بے خوف وطمع۔ سچائی اور صلح وامن ونظم کے لئے فدائی ہوں۔ جن کا واقعی یہی ایمان وایقان ہو کہ بھلائی کے لئے مستعد رہنا کرورہا کرور برس کی عبادتِ شاقہ سے بہتر ہے۔ اسکے لئے سرفروشی کرنی خدا رسیدگی کیا معنی کہ چشم زون میں عین اللہ بنجانا ہے۔ اور بہ جاتا ہے۔ اور جیتے رہے تو لقائے تاج ہے۔ صلح وامن کی گرم بازاری ہے۔ اور آقائے نامدار اور عوام الناس کا امگار کا نور عین بنجانا ہے کیونکہ بغیر طاقت جامعہ کے توازن وتسوی وتعادل وتسلی کا مفہوم پرپا ہونا محال اندر محال ہے۔ اور بے چون وچرا یہہ سچ ہے۔ یہی تعلیم ہونی چاہیئے۔ اور اس بات کو نصب العین رکھنا چاہیئے کہ ؎

ہماں بہ کہ لشکر بجاں پروری   کہ سلطاں ز لشکر کند سروری

اِن سب کا خرچ تمام جہان وجہانیان مستقل طور پر ہمیشہ دیتے رہیں۔

تنقیحات

جیسے فلکیات کی تحقیقات کرائی۔ زیچکن وغیرہ کی بنوائی۔ مرصاد وغیرہ کی بنوائی۔ جہازات وغیرہ کی تیار کرائی + موتی۔ مونگا اور سیپ وغیرہ کی نکلوائی۔ پہاڑ کی تڑوائی کان کی کھدوائی ۔ موقع موقع سے جنگل کی کٹوائی۔ اُسکے اندر راستے وغیرہا کی بنوائی

ہر ایک چیز کے کارخانہ کی کھلوائی۔ سڑک کے دورویہ درخت کی لگوائی۔ ریلوے۔ ٹرام وے۔ تار۔ ٹیلیفون۔ اور پوسٹ وغیرہ کی بندوبست کرائی۔ انہار کی بنوائی۔ کھاد کی بنوائی۔ زراعت و فلاحت کی کرائی۔ تحقیقات ادویہ و تاثیرات گوناگوں کی تحت کرائی۔ ادویات کی بنوائی۔ ہاسپٹل کی کھلوائی۔ اسکول۔ کالج۔ معبد۔ حمام۔ قید خانہ۔ رمنہ۔ عجائب خانہ و کتب خانہ کی درست کرائی۔ عمارتوں کی بنوائی۔ صفائی کی کرائی۔ صنعت و حرفت و تجارت کی فروغ دلوائی۔ آب رسانی۔ روشنی رسانی۔ ہوارسانی۔ ہوٹل۔ سیرگاہ۔ باغ۔ چاہ و تالاب و پل سازی۔ پولیس یا نگہبانی خواہ چوکیداری اور چونگی وغیرہ کی بندوبست کرائی۔ تندرستی و عدالت ملکی و نسل انسانی و بہایم وغیرہا کی حفاظت کرائی۔ افلاس و جہل و بدی وغیرہ کی نکلوائی۔ تم وغیرہ وغیرہ یہ سب پبلک کے ذمہ ہے۔ اس میں امداد دینے کا نام۔ چندہ دینے کا نام۔ زکوٰۃ یا ٹیکس۔ صلہ۔ اجرت۔ خواہ محصول ہے جو۔ ہر ایک شخص کی آمدنی کا چوتھہ ہونا چاہیئے آیندہ جیسا موقع و محل ہو۔ مگر ہر حالت میں راجا پرجا سب کا بالاتفاق یہی خیال و کوشش و عمل ہونا چاہیئے کہ جہل و افلاس کسی جگہہ بھی نہ رہنے پائے تاکہ کسی کو محصول دینا جبر نہ ہو۔ اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو ظلم اندر ظلم ہے ہرگز راجا پرجا ہر دو میں سے کوئی بھی سراہنے کے قابل نہیں"

اس واسطے اعلےٰ انتظام کے لئے ہر ملک کے (جسکی میں اوپر تعریف کر آیا ہوں) پانچ صوبے ہونا چاہیئے جس میں ووٹ یافتہ حضرات پانچ سال کے لئے ناظمین و عمائدین سے ہوں اور یہ تمام ممالک جو بارگاہ معلّیٰ کے ماتحت ہوں وہ بارگاہ معلّیٰ۔ یا عالمگیر سلطنت کا عالمگیر

دار الامارت قسطنطنیہ ہو۔ کہ جب کوئی ایک اہلِ مُلک دوسرے اہلِ مُلک پر زیادتی کرے یا بارگاہِ معلّیٰ کے کسی پاس شدہ قانون و حکم جاریہ سے انحراف کرے۔ یا زیر لوا ہونے سے گریز کرے۔ یا باہر ہونے لگے۔ یا فوجِ معینہ کی تعداد کو ظاہراً یا باطناً کسی طرح بڑھانا چاہے خواہ کوئی ایسی نئی بات پیدا کرنا چاہے جسکا نتیجہ آئندہ چل کر خراب ہونے والا ہو۔ یا کوئی سی بھی ایسی حرکت جو قرینے سے بدنیتی ثابت کر رہی ہو۔ غرہ پایا جا رہا ہو۔ ترقی کے خلاف ہو۔ یا اس کا گمان و اندیشہ ہو۔ یا باور کرنے کی کافی وجہ ہو۔ یا اُسکے امکان کا احتمال ہو جو کسی وقت امن میں خلل ڈالنے والی ہو جو صحیح منطق سے ثابت ہو تو بارگاہِ معلّےٰ اُسکی سرکوبی کر سکے کہ یہ کچھ طوائف الملوکی نہیں ہے بلکہ ملکِ مشترک کی طرح یہ ایک عالمگیر سلطنت ہی۔ جس کا ایک ایک مُلک۔ یا ہر ایک مُلک ایک ایک حصہ ہے جس پر رزیڈنٹ من غیر ذوی القربیٰ[۱] مع قلعہ و افواجِ کافیہ نگرانِ حال ہے کہ انتظام درہم برہم نہ ہونے پائے سایہ کی طرح ساتھ رہے اس لئے سب جگہ کے بنی نوع انسان ملکر اُس کی سرکوبی کریں بعد از سرکوبی اُس وقت کے لحاظ سے جو بات قرار پائے اُس پر عمل کیا جائے کیونکہ سنساری چکّر یا گردشِ زمانہ۔ اور دور کی رگڑ اور حرارت سے نئے نئے قسم کے تبدیلات و تغیرات کی پیدا ہوتی رہتی ہے جنکے اثرات کی یکجائی فراہمی اور دفعات و تکرار کی عملی اجتماعی حیثیت و کیفیت میں بازت پیدا ہونے سے فرق نمایاں ہونے لگتا ہے کہ اُسی کی مناسبت سے کام کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اگر حسب دورِ زمن کام نہ کیا جائے

---

(۱) یعنی رزیڈنٹ کا وطن وہ نہ ہو جہاں کا وہ رزیڈنٹ مقرر ہوا ہے بلکہ بالکل غیر شخص ہونا چاہیے۔

تو سراسر نقصان و فنا کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اسی واسطے ہر وقت موقع و محل و وقت اور جلب فائدہ کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے مگر توحیدِ عام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برپا رہنا کسی وقت بھی مضر ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے اس پر ہمیشہ قایم رہنا چاہیے اور سردست تھوڑے عرصہ کے لئے جو جس حالت میں ہے اُسی حالت میں رہکر ایک منسٹر کی زیرِ نگرانی حسبِ ضرورت بندوبست کرے (چاہے وہ کوئی ادنیٰ رئیس ہو یا رئیس الرؤس ہو یا اس سے بھی اعلیٰ ہو کوئی ہو اور کچھ ہو) اور جیسے جیسے عدالتِ مذکورہ یا بارگاہِ معلیٰ سے جن جن باتوں کی اجازت ملتی جائے اُس کو عمل میں لایا جائے۔ سرتابی حکم کا الزام لے کر خود کو قصور وار نہ ٹھہرائے جس کا نتیجہ خراب ہو۔ اور یہہ عدالت مذکورہ فوراً کا فوراً قایم ہو یعنی بارگاہِ معلیٰ جسکی چار پانچ شاخیں اور ہونی چاہئیں۔ ایک دار الموافقین کی جو مدلل موافقت میں بات کرے۔ دوسرے دار المخالفین کی جو مصنوعی خصومت کے ساتھ مدلل مخالفت کرے۔ تیسرے دار المبحثین کی جو دونوں باتوں پر مدلل بحث کرے۔ چوتھے دار المحققین منصفین کی جو دونوں باتوں کو چھان بین کرے۔ اس پر بارگاہِ معلےٰ دستخط کرے۔ اگر قابلِ اعتراض ہو تو اعتراض کرے بارگاہِ معلےٰ میں تمام جہان کے سربرآوردہ عقلاء اور حکماء امین و دیانت دار لوگ جانچ پرتال کر ارکانِ دولت اور اعیانِ حضرت۔ اصحابُ الشوریٰ۔ اور اربابُ النجویٰ۔ خواہ ممبر بنائے جائیں۔ اور ہر ایک ملک کے ہر ایک صوبہ میں سے ووٹ یافتہ حضرات اولیاء ہوں۔ جو اس مُلک کے نمایندہ شمار کئے جائیں گے۔ اب وقت کے لحاظ سے جسقدر اُنکی ضرورتیں ہوں کمی و بیشی کرنے کا اختیار ہے۔ جو ہر ایک محکمہ کا کنسٹوری

وشنکری اصول الگ کرے۔ پھر اس کا ضد اور اُس کی روک کے بارے میں صحیح صحیح رائے دے۔ دھوکا نہ دے۔ پھوٹ اور درہمی پیدا کرنے والی باتوں کو رفع کرنیکی تجویز پیش کرے۔ جو اِسکے خلاف کرے اُسکی گردن ماری جائے۔ ہر پانچ برس کے بعد اعیانِ حضرت بدلدئے جائیں۔ اِن سب کے قیام گاہ آمنے سامنے بہت دُور تک بسلسل چلے جائیں اور اُس مکان پر اُن کے ملک کا جدا پھریرا ہو۔

حقوق الالوان و العلامۃ

جس قدر روئے زمین پر اقسام الوان ہیں سب قسم کے الوان کے پھریرے جُدا جُدا ہوں اُن پھریروں کی زمین پر جُدا جُدا علامت ہو۔ جیسے کسی پر آفتاب تو کسی پر نجم و ہلال کسی پر دس پانچ ہلال۔ یا کسی پر دس پانچ نجوم۔ کسی پر قوسِ قزح۔ کسی پر پھول۔ کسی پر خوبصورت اشجار میں سے کوئی شجر۔ کسی پر عقرب۔ کسی پر اژدر۔ کسی پر دمبہ۔ کسی پر سانڈ کسی پر شیر۔ کسی پر مرغ و قاز۔ کسی پر جہاز۔ کسی پر ریل۔ کسی پر بوتل۔ کسی پر سیکل۔ کسی پر گھڑی۔ اورگرامیفون و ستار۔ کسی پر شمشیر۔ کسی پر مقراض و قلم و تیر و کمان۔ کسی پر دائرہ و میزان۔ کسی پر خطِ مثلث و عینک۔ کوئی سادہ۔ کوئی دھوپ چھائیں۔ کسی پر تاج۔ کوئی مختلف الالوان۔ مگر عالمگیر سلطنت کے پھریرے کا نشان عین الیقین والی نظام شمسی کی جس ... تختی ہوگا جسکی زمین فیروزی اور جمال قوس قزح کی ہوگا۔ اور اگر مثلث ہوگا۔ لیکن اگر دوسری قسم کا مربع بھی ہوجائے تو کچھ گناہ نہیں

(۱) وہ نقشہ اگر با تصویر و نقشے کے ذریعے سے بتلایا جاسکتا ہے۔

تو گویا اسی طرح ہر ایک جگہہ کا پھریرا جدا ہو۔ اور اُس پر جو مناسب نشان معلوم ہو۔ و
تا کہ مقام ڈھونڈنے والے کو تکلیف نہ ہو۔ فوراً اُس پتے پر چلا جائے۔ بلکہ مکان
کی پیشانی پر بھی نشان ہو۔ کہ جھنڈا نہ ہونے پائے۔ اور ہر ملک کا پھریرا اُسی کے ملک
تک محدود رہے گا۔ بخلاف بیرقِ بارگاہِ معلّٰے کے۔ کہ یہ ہر جگہہ اُڑ سکے گا۔ ان سب الوان
و اشکال کی قدردانی و شکرگزاری کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ مگر بوٹ یا جوتا ہمیشہ نیچا رہا کرتا ہے
بوٹ کی نشانی کا پھریرا رزالت و سفلہ پن سے یہ نہ استعمال ہو۔

ترویج اللُّغات

(۳۴) بارگاہِ معلّٰی کی زبان راگ بھاشا ہونا چاہئے (Musical language)
جو موجودہ حکمرانوں کی نہ ہو جو اب گذشتہ میں داخل ہیں۔ نہ وہ زبان۔ جاریہ مذہبی زبان
سے ہو۔ جو مذاہب قائم کئے جا رہے ہیں۔ وہ زبان آسان ترین ہو۔ پھر بھی جہانتک
ممکن ہو آسان بنائی جائے۔ اُس میں ہر کام کے لئے ضرب المثل ہو جسکے معنی میں
سالہا سال کے تجربے پوشیدہ ہوں۔ اُس میں سب قسم کے تلفظ ادا کرنے والے حروف
ہوں۔ وہی زبان سب میں رائج الوقت ہو کہ جہاں بھر میں بجمیع امور آسانی ہو۔ غالباً
وہ زبان توفی البدیہی وہی ہے جس میں یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے یعنی اُردو جو ہندوستانی
زبان ہے۔ اور بقولِ عوام النّاس ہندوستان ہی جملہ بنی نوعِ انسان کا پہلا وطن ہے
تو زمانہ ہمیشہ درپئے ترقّی ہے اور متداول ہے۔ ترقّی کے بعد تنزّلی ہے یا نیستی ہے

دوسری قسم کی ترقی کے لئے ۔یا آرام محض کے لئے۔یا پھٹکار کے لئے۔ اب جیسے عمّال کے اعمال ہوں۔ اِس لئے بھولے بھٹکے پھر ہندوستان کو سرفراز کر دینا چاہئے کیونکہ سب کا اصلی وطن ہے۔

(۴) بارگاہِ مُعلّی کا کام ہمیشہ باہمی اتحاد و ترقی اندرونی و بیرونی۔ ظاہری و باطنی۔ وجمیع اقسام کی ترقی و رفاہِ عام کے لئے کوشاں ہوتے رہنا ہوگا۔ اور اسکو عملی جامہ پہناتے رہنا ہوگا کہ سب کو آرام پہونچے۔ زندگانی اچھی بسر ہو۔ کوئی دُکھی نہ ہو۔

تفتیش الاحوال

محققینِ خلیق و باتہذیب دریافت حال کے لئے مقرر ہیں کہ غلط خبر نہ پہونچے۔ اور بدیر نہ پہونچے کہ صاحبِ حاجت کو شدّتِ انتظار سے گھلنا پڑے۔ مگر صاحبِ احتیاج و اغراض و ملتجئین اس امر کا بخوبی خیال رکھیں کہ نہایت عمدہ کاغذ پر عرض حال ما قلّ و دلّ پر عمل کریں کہ محققین کو تکلیف ناجائز نہ ہو۔ اور زیادہ وقت نہ صرف ہو۔ ورنہ آخر میں یہہ بھی جرم قرار دیدیا جائے گا۔ اگر اسکے خلاف کیا تو۔ کیونکہ یہاں خود آرام رسانی کا بندوبست کیا جارہا ہے تاکہ لوگ اچھے اچھے کام کریں۔ یادگاری چھوڑنے والاں کو موقع ملے کہ یادگاری چھوڑ جائیں کہ دوسروں کو فائدہ پہونچے۔ اور باقیات الصالحات اُن کی روح کے ساتھ جائے۔ بس جتنی بڑی نام آوری اتنا ہی بڑا عُمدہ جنم۔ اب قرشتہ بننے چاہے اور کچھ۔ یہہ کام محکمۂ خلق و تخلیق۔ صیغۂ کون و فساد کے متعلق ہے جسکی

تم کو ضرورت نہیں۔ تم کو صرف خوش اعمال ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جیسا کرو گے ویسا
پاؤ گے۔ یہہ اصول ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اسی سلسلے میں نجات بالذات
و دوامی بھی پاسکتا ہے۔ وہ سب اعمال ہی کا نتیجہ ہوگا۔ اِس بناء پر ہر کوئی اپنے خیال و
اعمال کے بموجب اپنے حشر کے بارے میں حکم لگائے سکتا ہے۔ اِس لئے چاہئے کہ دل
و دماغ فکرِ معاش سے ماؤف ہو کر بیکار نہ ہو جائے۔ کہ لوگوں کو آیندہ والی ہر قسم کی زندگی
سے نفرت ہو جائے۔ اور خدائے پاک کو ظالم سمجھنے لگیں۔ اور زندگی ہی کو جہنم یا دوزخ
سمجھنے لگیں۔ اور آہ کا نالہ مُنہ سے نکلتا رہے۔ بلکہ آرام پاکر خوشی خوشی بلا جبر و اکراہ
اپنے دل سے چیزوں کی تحقیقات و اصلیت کی طرف مائل ہوں۔ اور خدا کی اندرونی
ڈھونڈہ اور اُس سے لَو لگانے کا اندرونی مزہ چکھیں۔ اور کامیاب ہوتے ہوں۔ یہی اسکا
اصول ہے۔ مگر چونکہ سب چیزیں افسری ضرور ہے۔ کیونکہ سب چیز بایکدگر تابع و متبوع۔ و
عبد و معبود ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً پیروں میں تسھیر۔ کائنات میں خدا
خدائی کے اندر حضورِ خداوند یعنی مہبطِ خدائے عزوجل جسکو اصل معنی میں بادشاہ۔ اور
افسر خواہ اوتار کہتے ہیں۔ کہ اُس افسر کی مستقل ذات سے مفید رعب و داب و جمیع اقسام
کے مستقل و دوامی فیض و برکت کا نزول و صدور یا بحکمہ قدرت نے امانت رکھا ہے۔ کہ
خدمت و محبت و اطاعت۔ عقیدت و نسبت کے وسیلے سے اس کا ظہور ہوا کرے
اِس لئے اُس کا ایک جائز جانشین مستقل افسر کی طرح خون در خون ہوتے رہنا چاہئے
کہ اُس میں خاندانی و موروثی اثر ہو جسے خاندانِ انبیا کہتے ہیں۔ یا خاندانِ اَئمّہ کہینگے

جو ہمیشہ سے مصطفےٰ و مجتبےٰ رہا ہے۔

صفات السلاطین

جس کا ہمیشہ اپنے فن میں مکمل کامل ہوتے رہنا لابدی ہوگا یعنی عالم فاضل۔ عاقل غیر متعصب آزاد خیال۔ غایر و خالیف ترقی پسند۔ وجود رکھنے والا۔ سیاح۔ بہروپیہ کا فن جاننے والا اور غربا اور رعایا کو بال بچہ سمجھنا ہوگا۔ اور اس کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ اس سے یہہ غرض نہیں کہ اگر وہ مجرمین سے ہو جائے تو اُس سے بدلا نہ لیا جائے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بلکہ بدلا ہی اُسکے لئے اور بقائے انتظام کے لئے بہتر ہوگا۔ یہہ سب احکام دوامی ہیں۔ اسی کا نام تکمیل الدین والنعم۔ ہے۔ یا ہوگا۔ اس لئے اس کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ ولیعہد قرار دے جا چکنے کے بعد اُس ولیعہد سے سرتابی کرنے میں انتظامی معاملات و صلح و امن وغیرہا میں سخت سے سخت رخنہ پڑا کرتا ہے۔

تمثیلات

(۱) سکندر اور دارا شکوہ۔ دو بھائیوں میں سے سکندر ولیعہد بنایا گیا تھا۔ مگر اُس کی عملی تکمیل کے وقت لوگوں نے انحراف کیا۔ پھر اُس کا کیا نتیجہ ہوا؟ صاف ظاہر ہے کہ دارا شکوہ مارا گیا۔ اور سکندر ہی کو قبول کرنا پڑا۔ اسی طرح مامون (۲) و امین کا قصہ ہے۔ اگرچہ کسی طرح سے بھی سہی مامون و امین کے باپ کو تاج و تخت پہونچے ہوں کہ مامون و لیعہد

بنایا گیا۔ اور دعویدار آمین مارا گیا۔ اسی طور پر فریدوں اور اُسکے بھائی کا قصہ ہے فی[۳]
مثلِ ذالک۔ حضرت آرمیا (رامچندرجی) اور ان کے بھائی بھرت کا قصہ ہے۔ یہی نہج[۴]
حضرت محمد۔ اور اُن کے ولی عہد نبام حضرت علیؓ کا قصہ ہے جو ابھی تک لوگوں کو تلخ تجربہ
حاصل ہوتا جا رہا ہے کہ خلافت کا جھگڑا پیش ہے۔ جسکے فیصلے کا یہی زمانہ ہے۔ **شعر**

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را[۱]

خدا کے ولی عہد یا ولی عالم عیسےٰ تھے جنکے ولی عالمی کا چرچا ہے۔ خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا[۶]
اب اصلی بات یہ ہے کہ از روئے انسانیت و آداب و اخلاق و قدردانی و شکر و مصلحت
ایک انسانی خاندان تہلیل و تقدیس۔ تسبیح و تحمید۔ فیض و برکت۔ و دعا و ہدیٰ۔ تصفیہ و تزکیہ
تصلیہ و ترضیہ۔ کے لئے فی سبیل اللہ خلایق کی طرف سے نذرانا یب درمیانی بنا کر اسی
کام کے لئے وقف کر دینا چاہیے جسکو خاندانِ انبیا و لیا یا ہر نبی خاندان کہا کریں گے
اس ربانی خاندان کو فروغ دیکر خود کو فروغ و ترقی پر پہونچانے کے لئے بحر و بر عناصر و
ماثر۔ نباتات و جمادات و حیوانات وغیرہا کی طرف سے ایک اچھا خاصہ قطعۂ ارض جسکا
نام اوپر ملک رکھا گیا ہے نذراً الگ کر دینا چاہیے۔ جہاں کے وہ خود حاکم ہوں (کہ یہ
خدارسیدگی کا انعام ہے۔ سورج سے جسقدر زمین کو ملا۔ زمین نے بخار کی صورت میں سورج کو دیا
گویا برابر داد و ستد کا قانون جاری ہے) مگر ملکی انتظامات بعینہٖ و بجنسہٖ ویسی ہی ہوں
جیسے کہ تمام سلطنت کے اندر ہوں۔ ایسا نہیں ہو سکے گا کہ وہاں رزیڈنٹ مع قلعہ و افواج

(۱) [illegible]

نہیں رہے گا۔ اور نگرانی کا فریضہ نہیں ادا کریگا نہیں نہیں ضرور رہیگا۔ اس ہر بنسی خاندان کی گدی نشین کا کورٹ درگاہ معلی و عرش اعلیٰ کہا جائیگا جیسے کبھی برے معنی میں استعمال نہیں ہوگا اور یہہ خاندان ہمیشہ اولاد ذکور سے لایق و فایق رہا کریگا۔ جو معین تنخواہ کے ساتھ مقرر کیا جائیگا۔ یا خدیو۔ یا ولی اللہ۔ یا فرمانروا۔ اور اس کی بیگم۔ خدیجہ۔ اور ولی عہد خواجہ اور بارگاہ معلی کا سمور انجمن اسباط و اناث سے اولاد نرینہ لایق و فایق ہو۔ اس لئے اسکو رگھو بنسی خاندان کہیں گے۔ اس کی تنخواہ معین ہونا چاہئے تاکہ خزانہ دست برد نہ ہو۔ دونوں کے لباسی نشانی میں سبز و سرخ رنگ سے کچھ فرق ڈالدینا چاہئے جو بدنما طریقے سے مستعمل ہو۔ بلکہ نہایت خوش نما ہو کہ دیکھکر نینے سکھ کلیجے ٹھنڈک ہو۔ اگرچہ وہ کلغی یا طرہ کچھ ہو۔ مگر یہہ نشانی محض سے محض قرابت دار استعمال کریں جنکے ساتھ بار بار قرابت ور قرابت کی نوبت نہ پہونچی ہو۔ یہہ نوبت پہونچتے ہی اس رنگ کے ساتھ ایک دوسرے رنگ کی بھی آمیزش کردیں کہ خاندانی پہچان یا طرہ امتیاز تو رہے۔ مگر قریبہ و بعیدہ کا تمیز صاف آشکارا ہو جائے۔ اور بارگاہ معلی و درگاہ مصلی ایک دوسرے کے ماتحت شمار کئے جائیں۔ دونوں جگہوں پر سفیر رہیں کہ دونوں کو کھٹکا لگا رہے تاکہ ظلم و حق تلفی و غفلت و عدم ادائے فریضہ پر فوراً ایک دوسرے کو پرستش کرنے کا حق ہے جنکے ہست و نیست کے بارے میں یکساں اختیار مدلل تائید یا تردید پیش ہو۔ اگر تقصیر عظیم ثابت ہو جسکے سے انتظام میں برہمی پھیلنے کا گمان واثق ہو تو دربار سلطنت مع لشکر پالنٹ بکر اس کا فیصلہ کرے جو کچھ عادلانہ فیصلہ ہو جائے اس پر فوراً عمل

عملدرآمد ہو۔ ذرا چون وچرا کی حاجت نہیں۔ اور پبلک کا وہ حصہ جو امورِ سلطنت و دربارِ زریں
سے متعلق ہو اُسکو سورج بنسی خاندان کہا جائے گا۔ جب تک تعلّق رکھے۔ اگرچہ اُسکے
ذمہ کتنا ہی ادنےٰ سے ادنےٰ کام سپرد ہو۔ اور پبلک کا وہ حصہ جو پیشہ ور ہوگا اُس کو
چندر بنسی خاندان کہیں گے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ چھوٹا پیشہ ہو۔ تم پبلک کا وہ حصہ جو فوج
اور پولس اور کراماً کاتبین یعنی خفیہ پولس کا کام انجام دے گا اُسکو جدو بنسی خاندان کہیں گے
مگر ان پانچوں خاندانوں میں سے کسی خاندان کو ذرا سا بھی مجاز نہ ہوگا۔ کہ ایک دوسرے
پر منہ آئے یا ایک دوسرے کے سامنے فخر و مباہات بیجا کرے۔ یہہ ایک طغرائے
امتیاز صرف اس واسطے ہے کہ مشاغل و تعلقات کے حالات بآسانی معلوم ہوں۔ جیسے
افواج کے نام رکھے جاتے ہیں۔ اِس سے فوج کے درمیان کچھہ فرق نہیں ہوا کرتا جو تفرق
کرے وہ پھوٹ کا بانی ہے۔ وقت کے لحاظ سے اسکی سزا کرو۔ کبھی مخالف فرقہ قائم
نہ ہونے پائے۔ اس لئے ہر ایک خاندان میں شادی بیاہ کرتے رہنا ہوگا۔ کہ مطلق جدائی
کا نام نہ آئے۔ خاندان بدلتا رہے۔ صرف عہدے و شرافتِ طبعی و علمی و عقلی و
خصائلِ حمیدہ ہونے پر اعزاز و احترام کا استعمال بطریقِ اختصاص قائم کیا جائے۔ یہہ
سب انتظامی و انسانی و عقلی مصلحت ہے کہ رعب و داب جو جزوِ انتظام ہے اُس میں
فرق نہ آئے۔ سب لوگ مناسبِ مشاغل کے لحاظ سے اپنی اپنی حد پر قدرتی فریضے
کے طور پر رہو۔ اور سب خلقتِ انسانیہ کو ملا کر آلِ یحییٰ یا آل العین کہو۔ جب بارگاہِ معلّےٰ
اور درگاہِ مصلّےٰ میں رئیسِ مستقل نسلاً بعد نسلٍ خواہ بطریقِ صدر الصدور جیسا موقع ہو

جو پانچ سال کے لئے ہوا کرے ۔ مقرر کیا جانے لگے ۔ تو بارگاہِ مُعلّٰی کا رئیس یا خاقان المعظم درگاہِ مُصلّٰی کے رئیس کے سر پر تاج رکھے ۔ اور اگر بارگاہِ مُعلّٰی کا رئیس گدی نشین ہونے لگے یا چارج لینے لگے تو درگاہِ مُصلّٰی کا رئیس آکر سر پر تاج رکھے ۔ اور سب لوگ آکر مبارکباد دیں اور کہیں کہ اَللّٰھُمَّ فَضِّلْ عَلٰی آلِ العین جَلَّ جلالہٗ و عَمَّ نوالہٗ ۔ دربارین اور دربارِ مبارک یا دربارِ عام جسکو دربارِ مُجلّٰی کہیں گے ۔ تینوں برابر ہیں ۔ یہہ کتنا کشتی توازن و مساوات کے لئے رہے جو عین خوش نظمی ہے ۔ اَللّٰھُمَّ فَضِّلْ عَلٰی عینِ المصطفٰی و صلوٰۃ و السلام بغایت الاکرام و الانعام علٰی آلہ الامجاد دائماً ابداً ۔ پس جس طرح جمہوری نیچرل گورنمنٹ کے تین بڑے بڑے دربار ہیں ایک عناصر کا ۔ دوسرے ماثر کا ۔ تیسرے حیوانی عالم کا ۔ جن پر خدا فرمانروا ہے ۔ اسی طرح یہہ گورنمنٹ ہوگی ۔ اس نظم و انتظام کی روحانی و مذہبی شاخ ایک دھرم لگان کی ہوگی اور وہ یہ ہے ۔

جملہ معترضہ

دھرم لگان (۱)

جس قدر روئے زمین پر معابد و مذابح علٰی قدرِ ضرورت ہوا کرینگے سب کا سید المعابد یا سید المذابح درگاہِ مُصلّٰی کی قیام گاہ کا معبد و مذبح ہوگا جیسے آجکل امن گاہ و راحت رساں صوبہ بہار ہے ۔ یا بننے والا ہے ۔ جس میں قزاق و بدو و مطوّف و دغا باز جیسی خلقت نہیں رہا کرے گی اور کہیں بھی نہیں رہنا چاہئے ۔ چہ جائیکہ بیت المقدس میں ۔ پس مقام مقدس میں جس قدر

(۱) مذہبی محصول

شکریہ و سپاس کے طور پر پبلک اور گورنمنٹ کی طرف سے سینٹرل گورنمنٹ کے لئے نذرِ اللہ
تمام دنیا کے مقامی معابد کی معرفت پیشکش کئے جائیں گے وہ سب ایک جگہ جمع
ہوکر دربار مصلٰے و عرشِ اعلٰے کے ماتحت رہیں گے کہ تمامی نواحیم (معابد) کی مرمت
و زیبائش اور ملازمین کی تنخواہ میں صرف ہوں کہ نذر دہندہ کو ثواب پہونچے۔ جیسے دنیا کی
ملکِ مشترک کے لئے سب سے ٹیکس لیا جانا فرض ہے اسی طرح دینی و دنیوی فلاح
و بہبودی و برکت و خورسندی کے لئے نذر اللہ لیا جانا فرض ہے کیونکہ دین و دنیا۔ یا
آئین و سلطنت دونوں سب کے لئے ملکِ مشترک ہے اور فائدہ بخش ہونا چاہیے
اس واسطے درستگی بالاشتراک ہونی چاہیے۔ چنانچہ [illegible] آفتاب [illegible] محصول
کے طور پر مطبوخات سے حصہ لے لیتی ہے۔ کچھ وہ کچھ بھی چکھا چکایا ہوا حصہ لے لیتا
ہے تب برکت ہوتی ہے۔ سب چیز کی قیمت زر ہے۔ زر کی قیمت نور ہے۔ نور کی
قیمت نورٌ علی النور ہے اسلئے نذرانہ فرض ہے۔ چنانچہ اسمائے نذرانۂ حیات یہ ہیں۔
(۱) نذرِ پیدائش اولاد (۲) نذرِ صحت و تندرستی (۳) نذرِ غسلِ اوّل (۴) نذرِ نام زدگی
(نام رکھائی) (۵) نذرِ سالگرہ و دنداں برآری۔ (۶) نذرِ نمک چشانی (۷) نذرِ عقیقہ
و گوشوارہ جو پانچ سال کے بعد ہو یعنی عقیقہ۔ اور اگر جلد ہو تو غیر مضر ادویات کے ذریعہ
سے ہو۔ اس خردسالی میں سر پر استرہ نہ پھیرا جائے۔ اور گوشوارہ جو صرف لولاک گوش تک
محدود ہے وہ بھی بسبیلِ ادویات ہو کہ بچے کو تکلیف نہ ہو (۸) نذرِ ٹیکا و ہانی مع غسلِ صحت
(۹) نذرِ ترکِ شیر خوارگی (۱۰) نذرِ ابتدائی تعلیم (۱۱) نذرِ فراغتِ تعلیم (۱۲) نذرِ سفرِ اول

(۱۳) نذرِ دنداں ریزئی و دنداں برآری (۱۴) نذرِ تزویج (۱۵) نذرِ مراد برآری (باجا گاجا
ناچ رنگ چراغاں و آتشبازی و جلوس کے ساتھ۔ تمھیں اختیار ہے۔ مگر افلاس میں جائز
نہیں اور یہاں افلاس گناہ قرار دیا جا رہا ہے جسکو نکالنے کے لئے اتحاد ضروری ہے)

(۱۶) نذرِ ابتدائی مشغلہ یعنی کاروبار (۱۷) نذرِ صوم اول جو ہمیشہ ۱۲ ربیع ۲۵ مئی سے
شروع ہوکر اسی مئی کو ختم ہو جایا کرے گا۔ اب مئی کے مہینے کا آگے چل کر جو کچھ نام
رکھا جائے۔ گویا سالانہ اکل و شرب کا کفارہ صرف گیارہ یا سات دن کا روزہ ہوا کرے گا
تاکہ سالانہ تنقیہ ہو جایا کرے۔ مگر سحری نہیں کھانی ہوگی۔ نہ سحری کے لئے جاگتے رہنا ہوگا۔ اگر
کسی تماشے وغیرہ کے سبب سے جاگنا پڑا ہے تو کچھ گناہ بھی نہیں۔ ایسی حالت میں کچھ
کھا پی سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ روزے سے فائدہ ہو۔ خاتمہ صیام پر یوم الاولیاء منائو
گھر یا فرجام میں۔ یا کسی معین مقام پر دل خوش کرنے کو جمع ہوئے جشن کیا۔ کھایا پیا۔
رخصت ہوتے وقت دعا مانگی کہ۔ اے اللہ۔ ہم پر ہمارے خاندان پر۔ بزرگان پر
نسل آدم پر۔ ازل سے ابد تک اپنی برکت بھیج۔ آمین۔ (۱۸) نذرِ استعمال اتیل جو مخلص
ہونے کی نشانی لنگل یار نما خاتم وغیرہ ہوگی (۱۹) نذرِ ضعیفی۔ (۲۰) نذرِ وفات ابد کبھی
مرنا نصیب ہو گویا عمر بھر میں۔ نصاب یا
تعینات یا کفارۂ این و آں۔ یا جزیہ۔ یا ٹیکس۔ یا چڑھاوا۔ خواہ حسنات عظمیٰ۔ یا نذرانہ
اتنے ہی مرتبہ ادا کرنا ہوگا جتنے مرتبہ بتلایا گیا۔ آیندہ خود لوگ جیسا موقع دیکھیں لیا کریں
اور جسکو جتنا پھر موقع بن جائے۔ بہرحال بہتر ہی ہے۔ جو سب ملا کر بیس روپیہ ہوں گے جو

موجودہ روپیہ کے ساڑھے بارہ روپیہ کے برابر ہونگے اور روپیہ ہمیشہ دس آنہ کا ہوا کریگا
اور اشرفی دس روپیہ کی کہ یہ آسانی حساب تمام ہو کیونکہ سولہ آنہ کا روپیہ بالکل خلاف
قاعدہ ہے۔ اور سکہ سوائے گول شکل کے کسی اور شکل کا نہیں ہونا چاہئے کس لئے
کہ خدا کی خدائی کا سکہ جو قدرت کی شکل میں ہے وہ گول ہے۔ اور سکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
ایک ہی قسم کا رہا کرے گا۔ اُس میں جدت و بدعت۔ تبدیل و تغیر نہیں ہونا چاہئے
جس پر طغرائے تحادیٔ مع الرسم[1] ہوا کرے گا۔ یہہ سب نذرانے۔ یا جب کبھی
نذرانہ دینا ہو۔ اور دینا ہی چاہئے۔ کیونکہ مراسلات و تحفہ و تحائف سلامی بیاجی سے
تعلقات قایم رہتے ہیں ورنہ منقطع ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح نذرانہ مذکورہ گویا بطور تشکر تنجر ل
گورنمنٹ کے سامنے ربانی خاندان کے ذریعہ سے احترامًا پیش کئے جارہے ہیں۔ ہرگز
ہرگز چھوٹے چھوٹے بھی اس زر متقدس کو زر حقیر نہیں سمجھنا چاہئے ورنہ جھو دکی طرح حقیر
ہو جاؤ گے۔ اِس زر کو درگاہِ مُصلّٰی اپنے کام میں ضرورتاً بے تکلف لا سکتا ہے۔ اور
جب پبلک پر کسی قسم کی مصیبت پڑے یا روپیے کی ضرورت آن پڑے تو پبلک دربار معلی
میں درخواست دے کر لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ زر کافی موجود ہو۔ مگر بارگاہِ معلی کی معرفت
بکمالِ صراحت بیانی ضروریات بتلائی جائیں کہ مطلق غبن نہ ہو۔ غبن کرنے والے کی ہرگز
ہرگز رو و رعایت نہ کی جائے ضرور ضرور سزا کیجائے۔ ایسے موقع پر معافی گناہ ہے۔ اسلئے
کوئی شخص حساب طلبی و حساب فہمی پر برا نہ مانا کرے۔ اور خزانہ جہانتک پر رہے بہتر ہے

(۱) جیسا عالمگیر سلطنت کے پھریرے پر نشان تبلایا گیا ہے اسکے ایک طرف ہو گا دوسری طرف حلقہ تجی کے اندر رسم۔ اِس لئے اس سکہ کا نام محتا ہو گا۔

کفایت شعاری سے خرچ و امداد رسانی ہو۔ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے حکام کی کسی طرح مذمت نہ کریں اُن کے لئے سرگوشی نہ کریں۔ نہ کسی قسم کا الزام ناگفتہ بہ بلا ثبوت اُن کے سر تھوپیں بلکہ اُن کی جو تعریف کریں اور معزز الفاظ سے مخاطب کریں۔ خوش آمدانہ باتیں ہوں۔ روح فرسانہ ہوں۔ اور حکام و حاکم وقت کو بھی چاہئے کہ اپنے کردار و رویہ وغیرہ کو درست و شایستہ رکھتے جائیں کہ صحیح معنی میں ممدوح ہوں۔ ضابطہ و اصول کے پابند ہوں۔ لوگوں کو چاہئے کہ وہ صرف یہ دیکھا کریں کہ اُن کا اولی الامر پنجاہ سالہ تا آٹھ گھنٹے برابر عبادۃ اللہ فریضے ادا کرتا ہے یا نہیں؟ اور باقی تقاضا یومیہ کام اسی روز ادا کروالیتا ہے یا نہیں؟ کسی طرح کا ہرج تو نہیں واقع ہوتا ہے؟ اگر بہر طور ادا کرتا ہے۔ ادا کرواتا ہے تو کسی ناضر بررساں مشغلے پر اُسکی نکتہ چینی نہیں کیجا سکتی۔ اُس کی ٹوہ میں لوگوں کو نہیں لگنا چاہئے۔ نہ بدظن ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ خیر آ و شر آ کہہ دینا کافی ہے۔ پس ٹوہ میں ہنے اور عیب کرنے کو گناہ سمجھو۔ اس پر لوگ واجب التعذیر و العذاب قرار دئے جا سکتے ہیں۔ پس لئے اُس کے جلال و جمال۔ قہر و مہر۔ رحمت و زحمت کی تعریف کرتے رہنا چاہئے کہ خلائق بیم و رجا کے درمیان رہے جس سے انتظام چل سکے۔ پس ایجاب و قبول خواہ عہد و اتفق کی کوئی محبوب و برگزیدہ و معنی خیز ایسی نشانی مقرر کر دینی چاہئے کہ اس چکرورتی مہابھارت (جنگ عالمگیر) اور نظم جدید کے لئے یادگار زمانہ رہے کہ یہ خاص قسم کی خاتم النبوت یعنی امن و ترقی و بلندی کی انگشتری ہاتھ میں ہے۔ اِس لئے انگلی پکڑ کر پہنچا پکڑا ہے۔ کہ امن سے رہنا چاہئے۔ ہماری ہستی ایک خزانہ آلہی ہے جو بیہودہ طریقے

نہیں خرچ کرنا چاہیئے اِسلئے اس پر مار نما انگشتری بنام اِتیل ہے جسکے ساڑھے تین حلقے اس واسطے ہیں کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ کائنات کی کائنات بھی خود کو اپنے ہاتھ سے پیمائش کرے۔ اور اسی طرح بہت سے معانی ہیں جسکی تشریح اور کسی بیان کے کسی حصے میں ملے گی۔ اس انگشتری کی طرح عالمگیر سلطنت کی یادگاری میں نیا سکہ تمام جہاں میں ہمیشہ کے لئے رائج الوقت کرنا چاہیئے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یہی تشریح فیضان میں کہیں ہوگی۔ اور یہہ فیصلہ خود جزو فیضان ہے۔ اور مابدولت جناب ہادیٔ خودسر و خود مختار و عدہ واثق فرماتے ہیں کہ تا حینِ حیاتِ بشریہ و نیز بغیر بشریہ و بریٔ عن الحیاتِ مخلوقہ ہونے کی حالت میں بھی ہمیشہ کے لئے بشرط فرمانبرداری و خوش عملی و خوش خوضی و خوش فکریٔ عامیان و عالمیان۔ نسلاً بعد نسل مسحور و مجذوب و مخمور اور مسمرائز کرکے فیضان پہونچاتے رہیں گے کہ یہہ بھی تمہارا ہی مبذول کنانیدہ توجہہ کہا جائے گا۔ اور اکثر الاکاثر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور جو کچھ کیا جائے گا تمہارے بھلے کے لئے کیا جائے گا۔ ورنہ پھر وہی قہر و مہر۔ اس لئے ادباً و شکراً و ایماناً دعا مانگو کہ تمھیں فرمانبرداری و خوش عملی و کامیابی کی توفیق عطا ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو۔ اور سب کچھ خدا کردے۔ یہہ ہرگز ایمان کی تعریف نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ ایمان رکھو اور خود کرو۔ یہی ایمان رکھنے کا اصول ہے۔ سب چیز سے جسم ہے۔ جسم سے عقل ہے۔ عقل سے ایمان ہے۔ عقلِ دنیاوی۔ صرف دنیا تک شریک ہے = ایمان عقبے تک ہے اسکے بعد عقلِ کل تک درجہ

بلا مفہوم وجود ہستی رکھتی ہے، بس اسی پر ایماں رکھو۔ اور سرپرست شمولِ فیضان سے رفاہِ عام کے لئے جو آئندہ والی ترقی کا پہلا زینہ ہے یوں ہم حکم نافذ فرماتے ہیں جس کو تمھیں بالاتفاق قبول کرنا لازم ہے۔ اور بکشادہ دل صدائے مرحبا و لبیک و سعدیک بلند کر کے فی الفور عمل کرنے کے لئے معانقہ و مصافحہ کرنا چاہیے۔

فہو ہذا۔

ہر گاہ کہ امر ہذا قرینِ مصلحت جامع ہے۔ لہٰذا حسبِ ذیل حکم دیا جاتا ہے۔

(۱) سال اپنا برجی رکھو۔ مہینہ اپنا شمسی رکھو۔ مہینے کی پہلی تاریخ[۱] تنخواہ بٹ جائے۔ یوم الاحد کو یوم الراحت بناؤ۔

حکمِ اوّل

جہاں تک جلد ممکن ہو حکم کی تعمیل بجا لایا کرو۔ توہینِ عدالت نہ کرو۔ جملہ کارکنانِ این و آں ٹھیک وقت پر بیت المامور میں حاضر ہوں۔ اور حاضری کے رجسٹر پر دستخط کریں۔ نافرمانی کو حرام و گناہ سمجھے جائیں۔ اس میں بہت بڑا گھاٹا سمجھیں۔ قہرِ الٰہی کو طلبیدہ و پیش خیمہ گرداننا کسی جائز بات میں ناممکن کہکر ہمت نہ ہارو۔ بے محل ناممکن کہنا گناہ سمجھو۔ کوئی کسی علم و فن۔ صورت و سیرت۔ حکمت و حکومت۔ رفعت و عظمت وغیرہا کا خاتم نہیں۔ فنا فی اللہ ہو کہ اللہ تک جب ہو جانا ممکن ہے تو پھر کیا باقی رہا؟ الملوکیت اختیار محض ہے۔

---

(۱) تعطیل پڑ جائے یا کچھ اسباب واقع ہو جائیں تو معاف ہے۔

اُس میں داخل خارج کسی ہستی کو دخل نہیں + تمام خلقت کا محکمہ خدا کے دربار میں ایک ادنیٰ سا
پوسٹ ہے + اونٹے اونٹے بجلی اور تار۔ وحیٔ آسمانی کا کام کر رہے ہیں۔ چہ جائے کہ
انسان کا بچہ ہو۔ اُسکو ذری ذری بات کے لئے وحی و الہام کی حاجت ہو؟ بس اب
وہی فرشتے مزہ کریں + یہ وہ ترقی کا زمانہ ہے کہ آسمانی بجلی کو اپنی مرضی کے مطابق
گرنے کا حکم نہیں۔ بلکہ اب وہ وہاں گرا کرے جہاں اُسکے لئے جگہہ مقرر کردی گئی
ہے۔ اسی طرح سب کچھ حصول ہوسکتا ہے جیسے اگرزیلن۔ اور ہنڈیّ کی خفیہ روانگی
کی خبر۔ جانوران آبی اور تموّج آب و ہوا کے ذریعہ سے معلوم ہوجانا ممکن ہے۔ تو اُس کی
روک بھی ممکن ہے۔ آفتاب و ماہتاب و ستارے۔ والترن مادّے اور مہلک ادویات
سب تیار ہوسکتے ہیں + عناصر و ماتر۔ موالید ثلاثہ۔ چرندہ و پرندہ۔ درندہ و گزندہ
کیڑے مکوڑے۔ تدبیر و خصائل۔ خواص و خصائص۔ گن اور لچھن۔ سب سے زہری و
تریاقی۔ جلالی و جمالی۔ کشوری و لشکری کام لیا جاسکتا ہے۔ کچھ نا ممکن نہیں + اِس لئے
کوئی چیز بے فائدہ نہیں + وقت پر سب سے اپنا فائدہ نکالو۔ **شعر**

از بد و نیک جہاں وارستہ و فارغ زخود
من پئے کارے کہ ہم کوشم نمیدانم کسے

پس نیک و بد کی یہی تعریف ہے۔ کہ جو مضر ہے وہ بد ہے۔ جو مفید ہے وہ نیک ہے
پس مفید کام کیا کرو۔ میں مفید باتیں بتلا رہا ہوں اسی واسطے مبعوث ہوا ہوں۔

نظم

من فنافی العین ہستم۔ من چہ دانم غین را ‏ جملہ را بگزاشتم۔ حالا گرفتم عین را

ابتداء و انتہا و اوسط و جملہ منم ‏ من ندانم این و آن و واسطِ مابین را

بعض قولاً[1]۔ از بدی۔ ہرچند پرہیزیدہ اند ‏ کے بد بدیٔ اُمّتِ سرتاج۔ آں نعلین را

احتیاطِ ناروا و احترازِ ناسزا ‏ یُفگنند۔ در قعرِ ذِلّت۔ ساکنِ کونین را

نامِ اعلیٰ مے نہند و کارِ او نے مے کنند ‏ غیر مے سازند آں مردود۔ واہم و دین را

زیر و بالا۔ دین و دنیا در حقیقت واحد اند ‏ قتل از اعمالِ بدکردی چنیں حسنین را[2]

جملہ را باید کہ دریک تار۔ وابستہ شوند ‏ در تصور چشمِ یکتا و ہمیں زلفین را

ہرچہ باداباد۔ از جہل و حماقت باز آ ‏ کار نا واجب مکن۔ بگزار شور و شین را

اے بنی آدم مکن ترکِ مواخاتِ بشر[3]

گر گرفتی قولِ یحییٰ را۔ گرفتی عین را

حکمِ دوم

حالا حکم دوم این است۔ کہ۔ اپنا وقت فوراً بدل دو+ یعنی فجر کے وقت کو سمجھو کہ ایک بجا۔ اور شام کے وقت کو سمجھو کہ بارہ بجے+ پھر اُسکے بعد ایک سے لے کر صبح کے قریب قریب تک بارہ+ اس واسطے اُلٹا قاعدہ رکھنے کی ضرورت نہیں+ جو حکم تمہارے [illegible] دیوم[2] و تاریخ[3] و ماہ[4] و سنہ[5] لکھ لیا کرو۔ تاکہ نفاذ و تعمیل کی اطلاع ہوتی رہے کہ تاخیرِ عمل

(۱) جیسے جینی قوم (۲) دین و دنیا۔ (۳) بھائی چارا۔

پیچ پیش ہو سکے + سب کام عمل کرنے سے ہوگا۔ عمل کرنے کو اکسیر و زیب سمجھنا + پیرا
کام حکم دینے کے فعل کو عمل میں لانا اور برکت دینا ہے۔ تمھارا کام اسکو وجود میں لانا
اور فائدہ اٹھانا ہے۔ کیونکہ وہ تون کام حاکم نہیں کر سکتا۔ نہ یہ اصول حکومت و
نظامت و دار المحن ہے + منشی کا کام انشا پردازی ہے اُس انشار کو خوش نویسی کا جامہ
پہنانا۔ مسوّدے کو مُبیضہ بنانا خوشخط آدمی کا کام ہے۔ ہر کارے ہر شخصے بہر ۵

خُبر بخرد مند مقرباں عمل گرچہ عمل کارِ خرد مند نیست

تم اپنی قدر کرو جس طرح بیک آنِ واحد روح بے ہوش یا خدا۔ حاضر و غایب سب ہے
اسی طرح ضرورتاً اجتماعِ ضدّین کے ساتھ بیک آنِ واحد تمھاری ذات ہے۔ چنانچہ تم
جس قدر کمزور ہو۔ اُسی قدر زور آور ہو + جس قدر زور آور ہو اُسی قدر کمزور ہو۔ تمھاری زور آوری
کی دلیل تو یہہ ہے کہ کیا کیا چیزیں ایجاد کرتے رہتے ہو۔ بناتے رہتے ہو = اور
بعینِ اللہ اور کرو گے = آسمان پر اڑتے ہو۔ زمین میں گھستے ہو۔ سرنگ کھودتے
ہو + وحی آسمانی نازل کرتے ہو یعنی زپلن سے وایرس ٹیلیگرام یا لاسلکی بھیجتے ہو۔
صحیفہ آسمانی نازل کرتے ہو یعنی زپلن اور برقی پتنگ سے صحیفہ تقسیم کرتے ہو بجلی اور
عناصر تمھارے قبضے میں ہیں۔ ہنڈبّی کے ذریعہ سے تحت البحر سیر کرتے ہو + پہاڑوں کو
کالعِھنِ المنفوش کر دیتے ہو کہ ایک توپ کے گولے میں چکنا چور ہو جائے + سینہ سپر کر کے
زخم کھاتے ہو۔ اور اُف تک نہیں کرتے + اور کمزوری کی دلیل یہ ہے کہ ایک مچھّر کے
ڈسنے اور بھِن بھنانے کی آواز کو برداشت نہیں کر سکتے + اور اپنی بدنصیبی سے ہادی کی

نصیحت کو + اس لئے تم سب کچھ ہو۔ تم میں سب کچھ پیدا ہو سکتا ہے + شتال میں بلہر سے کیڑے نہیں آتے۔ بلکہ اسی میں پیدا ہو جاتے ہیں + جیسے مسمریزم کا عمل دیکھ لو + اسکے خلاف ایمان رکھنا گناہ ہے۔ بڑا گھاٹا ہے۔ اپنے ایمان کے مطابق ڈھلجاؤ گے + جس سے محدود ترقی تمھاری عین تنزلی ہو جائے گی + اگر سپوت ہو تو ترقی مفید کرتے چلے جاؤ کہ پھر ایسی نجات ہو کہ نجات بخشندہ بنجاؤ + اس پر ایمان رکھو صحیح ایمان بڑی زور آور چیز ہے۔ یہی ایمان سب کچھ کر سکتا ہے + خدا کو بھی تو اپنی ذات پر ایمان ہی ہے اسکو خود شک ہو تو خدا نہ رہے + چنانچہ تم ہماری طاقت وجبروت کو دیکھ رہے ہو۔ صرف حکم سے پہاڑ ٹل سکتے ہیں۔ اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہلکے پھلکے بنے ہوئے بے تکلف میدانِ خلا سے عبور کر کے کسی اور مقام میں قایم ہو جا سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اور ہوئے ہیں۔ پس ایماندار بنو۔ بے ایمان رہکر انعام اقتدار کی خواہش پاگل پن سے ہے۔ بے ایمان و نالائق کو زیبا نہیں۔ کیونکہ

نظم

زینت و ناز و تجمل پیر را زیبا بود	چوں اشتہار ۔۔۔ ہر ۔۔۔ نا زیبا بود
دور کہ ہر چیز بباشد۔ بیں از غور و فکر	ہر کہ بر گردیدہ۔ از دور زمن۔ رسوا بود
۔۔۔ ہر روز ۔۔۔ نو۔ بادی نو ۔۔۔ شود	ظاہرا نو مے شود۔ لیکن بباطن نا بود
چوں توجہ کرد۔ مہر دیروز تو۔ امروز شد	یوم عزو جاہ تو۔ از روئے او پیدا بود

مہرِ رخشاں چوں شود ماؤف بر اوجِ فلک تا رِ طبقاتِ زمیں حالا سرا (۱) بالا بود
کوہ را آتش فشاں سازد۔ بصد ہا زلزلہ (۲) در مصیبتہائے گوناگوں۔ ہمہ دنیا بود
چوں رسد آسیب و آفت۔ بر حرارتہائے ارض خفیۃً جملہ حرارت۔ بر فلک شید ابود
رفتہ رفتہ جملہ آتش۔ مے رود در آفتاب نسبتِ مخفیہ را داند کہ بس دانا بود
زیں طرح فاطر گہے مقطور و گاہے فاطر است گہہ بطورِ نسبتِ مذکورہ تن افزا بود
پس ہماں او تارے باشد برائے رہبری شد مصیبت از برائے آنکہ ناشنوا بود

ہر کہ بر تعلیم او عامل شدہ کامل شدہ
رفتہ رفتہ در حقیقت بس ہماں یحیٰی بود

اور واقعی یہی چاہئے۔ بس اب حکم سوم یہ ہے۔:۔

حکم سوم

عمدہ کاغذ کی بہت سی کاپیاں اور رجسٹر تیار رکھو۔ ہر ایک کاپی کی دفتین کا رنگ جدا رکھو۔ تاکہ جس حکم کو جیسی مناسبت ہو اُسی مناسبت کے مطابق نفاذِ حکم۔ کاپی یا سفینہ پر نقل کر لیا جائے کہ اُس رنگ کے استعمال کا حق ادا ہو جائے۔ یہہ اُسکی سرفرازی ہے۔ جیسے اگر فلکیات و تحت البحر کی تحقیقات کے بارے میں حکم دیا گیا ہے تو اُس کا ذکر آسمانی اور سمندری رنگ کی کاپی میں ردیف وار سلسلہ وار درج ہو۔ درجہ بدرجہ اوپر سے

(۱) سر بسوئے بالا (۲) پیشینگوئی۔

نیچے اور نیچے سے اوپر جاؤ۔ پس ازیں قبل دوسرے حکم کے بارے میں سمجھو۔ اما اینکہ سب چیز کا خرچ بھی لکھنا ہوگا۔ جیسے کتنی کاپیاں آئیں۔ اور کس قیمت پر آئیں۔ گراں تھیں یا ارزاں کن کن کاموں میں صرف ہوئیں۔ جزرسی کا بہت خیال رہے۔ اسی کا نام کفایت شعاری و اقتصاد ہے۔ حساب جو جو بخش سو سو۔ یہ زمانہ بہت حساب و کتاب کا ہے جسے یوم الحساب کہیں گے۔ کہ گرمی و سردی۔ عناصر و تاثر۔ طبایع و مزاج۔ صفات و قوائے سب کی تول جوکھ حساب و کتاب ہونے والے ہیں۔ جسکے پاس بے حد و بے حساب محبت کا ذخیرہ ہوتا ہے جسکو عشق کہتے ہیں وہی خدا و خدائی کا عاشق ہوتا ہے۔ وہی خدا رسیدہ بھی ہوتا ہے۔ ورنہ غیر ہرگز نہیں ہوتا۔ پس۔

نظم

تا دم ہذا خدارس کسے نشد از مسلمیں[1] — گو کہ بینم جا بجا و چیدہ چیدہ بدنش ہا
ہر کہ در یادِ خدا از جان و تن مستغرق است — نعرۂ انی انا الحق خود برآید از عشش[2]
مسلمِ ناکارہ مے گوید کہ او کافر شدہ — صاف ایماں مے چکد از حال و قالِ روشش
بس ہمیں کافر خدارس گشتہ باقی دور ماند — زیں سبب کافر بباش و شد مسلمانی حنش[3]
قیس چوں فانی شدہ آخر انا لیلےٰ بگفت — از تصور ہائے لیلےٰ پر شدہ جان و تنش

(۱) انتہائے عشق و محبت یہ ہے عاشق فنافی المعشوق ہوکر اپنا نام معشوق کا نام رکھ کر بتلاتا ہے۔ تو جو ایسا کرتا ہے اسکو اسلام کافر کہتا ہے جیسے منصور کو کہا اور قتل کیا۔ اور بغیر عشق و محبت کے کوئی خدا رسیدہ نہیں ہوا اس لئے مسلمان بنکے کوئی خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ (۲) عش معنی ذات (۳) سانپ۔

ہر کہ اندر حجرہائے این و آن قانع شدہ | سے وہد از کارہائے خود ثبوتِ ہر نقش
آزمائش کن اگر تو ہم نگوئی این چنین | کذب و مالیخولیا باشد خیال و حجر بخش

اے تو خلق المدبر تلقین یا تحقیق کن عمل
ہرچہ بادا باد شو پروانۂ جان و تش

حکم چہارم

جو حکم ہوگا ہمیشہ رفاہِ عام ہی کے لئے ہوا کرے گا۔ اگرچہ اُس کا اثر اور نتیجہ پوشیدہ ہو و الا ہو۔ اور اُسکے گہرے مطالب کو عام و مانع والی خلایق نہ سمجھ سکتی ہو۔ مگر جسکے پاس بیرو میٹر ہوگا وہی طوفان کی آمد سے خبردار ہو سکتا ہے کہ قانون قدرتی و مصنوعی وقتی تو ضروری ہے لیکن جیسی مصلحت ہو۔ اور جسکی ضرورت ہو وہ جاری ہوگا)

بریں باہم ہر ایک ایسا حکم جسکو احمقوں کے سبب سے حکم اسراری ہونے کا حق حاصل نہ ہو وہ بارِ عام شائع کر دیا جائے کہ ایسا ویسا حکم دیا جانے والا ہے۔ جمیع خلایق کی اس میں کیا رائے ہے۔ بے باک ہو کر اعتراض کرے۔ اور اپنی رائے ظاہر کرے۔ کیونکہ مشورہ وہی بھی نتیجہ پوشیدہ یا علم غیب کا ایک شعبہ ہے۔ جیسے جیسے علائے حسب استحقاق بہ نورانی تجربہ و طاقت بڑھتے جاتے ہیں۔ رائے اور مشورے کی حاجت کم ہوتی جاتی ہے۔ گویا قوائے شاہانہ و شہوانیہ۔ خواہ قوائے سلطانیہ و ربانیہ کا ظہور بالکل آخر میں ہوتا ہے۔ جب اُسکے اسٹاف تیار ہو چکتے ہیں۔ کیونکہ پیش خیمہ و

مقدمہ سب کا ضرور ہے + پس درجہ بدرجہ پورا علم غیب ہونے پر یقین کامل ہوجاتا ہے
کہ سرمو راے گیری کی حاجت نہیں رہتی جو اس عالم میں رہکر مختلف آب و ہوا و غذا و اشیا
سے ہمہ آن ایسا ہوتے رہنا محال اندر محال۔ اگر نہیں تو سر دست مشکل بالائے مشکل ضرور ہے
اسلئے رائے و مشورہ یعنی علم غیب کا بہت سا شعبہ و ذخیرہ من حیث الآرا ایک جا جمع کر کے
عمدہ و مفید نتیجہ نکالکر کام کرنا چاہئے۔ یہی حق ہوگا۔ پس یہہ کہنا کہ کوئی علم غیب نہیں جان سکتا
تو یہہ کہنا بھی غیب دانی میں داخل ہے۔ ورنہ اسکو کیونکر معلوم ہے کہ کوئی نہیں جان سکتا
پس تجربے[1]۔ قیاس[2] و قرینے[3] و آثار[4] و اجتہاد[5]۔ تکر[6] و غور[7]۔ حساب[8] و شمار[9] و اصول[10] و نسبت[11]
و تعلقات[12] و واقعات[13] و شہادت[14] و نظائر[15] وغیرہا کی مدد سے کسی بات کو تاڑ جانا۔ یا
نتیجے کو اندھیرے سے اُجالے میں لانا اور اسکے بارے میں پیشینگوئی کر دینا۔ مقدمہ
فیصل کر دینا۔ ایجاد کرنا۔ تاثیرات دریافت کرنا۔ یہہ تمام غیب دانی کا اصول ہے۔ تو
نبوت یا پیشین گوئی و غیب دانی و قدرت وغیرہا اقسام علوم و فنون و قواے میں سے
یہہ بھی ایک علم و فن اور قواے ہے۔ علی حسب استحقاق اسکی طاقت کا حصول
تھوڑا بہت ہوتا یہ دوسری بات ہے۔ اور یہی قانونا ہونا چاہئے جو جاری ہے۔ پس
جو کچھ علم و فن و ایجادات و تحقیقات و تاثیرات۔ رائے۔ تدبیر ظاہر ہوے اور
ہوتے جا رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تمام عالم ہی جو پہلے علم غیب
میں تھا۔ جس علم غیب کا ظاہر ہونا ہی قدرتی قانون ہے۔ پھر یہ سب علم غیب نہیں تو
اور کیا ہے؟ ضرور علم غیب ہے۔ مگر ظاہر ہو جانے پر اسکا نام علم غیب نہیں رہتا

ایسی سبب ممکن ہے۔ جس واسطے رائے و مشورہ لینا سختی سے فرض ہوگا + پھر جس طرح
انجیل کو منتشر یا مخفی سلسلہ کی بہتیری باتیں خلائق سے تقیہ و مصلحت چھپائے رکھتی
ہے۔ جب تک وقت نہیں آتا ظاہر نہیں کرتی۔ اسی طرح دنیاوی و انسانی سلطنت اور ان
میں بھی دوا امر و مصلحتہ و استحقاقاً و ضرورتاً کہیں کہیں اخفائے راز کی ضرورت پڑے گی۔
جیسے پہلے شگوفہ میں مخفی رہتا ہے پھر ظاہر ہوتا ہے ؎

جب ملے خاک میں دانہ تو شگوفہ نکلے

اس لئے پبلک کے اصرار سے قبل از وقت سیاسی و روحانی باتیں نہیں ظاہر کیجا سکتیں
کیا بچوں کے اصرار سے انکو زہر دیدیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ نادان ہیں۔ اور
یہ حمل مٹھائی دینے میں بھی عذر نہیں ہو سکتا۔ اسی کا نام عکمت اور حکمت صدق ہے۔ الا
اینکہ ہر وقت فائدہ عام کو نصب العین رکھنا ہوگا۔ سب بات کو حسب قدر ضرورت
انجمن معارف و دار الشوریٰ میں جانچا جائے اور تحقیق و اختیار و مشورہ کو بھی کہ
کہ معقول و مفید اعتراض و رائے و نکتہ چینی ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو اصلاح کرنیکے
بعد بارگاہ معلیٰ میں (شاہی دربار) پیش ہوکر وہ اسکو جانچکر حکم دے۔ اگر نقص معلوم
ہو تو اصلاح کردے اور نقص کو سمجھا دے۔ اگر مضر پڑے تو منسوخ کردے۔ بشرطیکہ
دائمی مضر نہ ہو۔ ہنگامی و مقامی و دوامی قانون و حکم کا خیال رہے۔ تاکہ خلائق
کو اپنے پادشاہ یا صدر الصدور سے مطلق شکایت کی جگہ نہ باقی رہے۔ اور
یہ سرور انجمن یا پادشاہ کی کمال عقلمندی و حکمت آرائی ہے۔ کہ تمام اہل وطن سے

فوقیت رکھنے یا نہ رکھنے پر۔ بہ ہر دو حالت سب سے رائے لیا کرتا ہے کہ اور
اُسکے دل و دماغ میں طاقت پہونچے۔ اُسکے بال بچے (رعایا برایا) خوش رہیں۔ دلوں
پر حکومت کرے۔ اُسکے جاں نثار دوست بنے رہیں۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں

بغلط بر ہدف زند تیرے

کا مصداق ہو (چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ایک خشک درخت تھا۔ لوگوں کی خواہش ہوئی
کہ یہہ سرسبز ہوتا تو اُسکے سایہ سے فائدہ اُٹھاتے۔ ایک محض کم عمر بچے نے رائے
دی کہ اُسکے نیچے بیلدار نباتات نصب کردو۔ وہ اُس پر پھیلجائے گا تو کامیابی ہوجائیگی+
اب دیکھو کہ اس رائے کو چار ناچار تسلیم کرنا ہی ہوگا+ بیشک یہاں اعتراض و تردید
کی گنجایش نہیں۔ لہذا ممکن ہے کہ بچے سے بھی اچھی رائے مل جائے۔ خیر با اینمہ لیکن
اگر رعایا سے رائے لینے کا موقع نہیں ہے تو سرور انجمن عارضی خواہ دایمی طور پر بھی
حکم دیدے سکتا ہے۔ کیونکہ ناگہانی واقعات کے لئے ناگہانی قانون ہے۔ اور
وقت کے لحاظ سے جیسی مصلحت و حکمت ہو۔ پھر یہہ بھی جاننا چاہئے کہ کس کس مقام
پر رائے لینے کی ضرورت ہے ؟ بات بات پر رائے لینے والا بھی اچھا نہیں۔ بالکل
کند ہے۔ شاہی کے قابل نہیں۔ چونکہ قطعی ناشند ہے۔ اُسے شاہی سیکھنی چاہئے
خدا شناسِ حقیقی ہے+ اوتار خداوند روح اللہ ہے۔ بادشاہ خدیو ہے۔ یا خداوند نعمت
ظلِ اللہ بھی ہے۔ خلایق خداوندگار ہے۔ تنہائی و مجنونی۔ و احمق و ناتجربہ کار۔ و

ناقص الجسم و ناقص العقل و ناقص الروح۔ افیونی بھنگڑ و باز ۔ ڈرپوک ۔ متقربین یا ہنجار کی مغالطہ وہی ہیں آجاتے و الاعراب متقربین کا رکھنے والا کہ اُسے غافل کریں ۔ اور بے حد نیک بے سود بے معنی یعنی ناقص القوے اور ناقص الصفات بلا جمال و جلال محض ابلہ آدمی بادشاہی کے قابل نہیں ۔ شاہی خاندان سے ولی عہد یا غیر از ولی عہد دوسرا شخص چُنا چاہئے جو سلطنت آرائی کے لئے من کل الوجوہ بصد خوبی و خوش اسلوبی سرفراز و ممتاز مشرف و متعرف ہو تو وہی ٹھیک معنی میں نایب مسیح ہے ۔ اور روحانیت معلومہ حاصل کرنے پر پورا مسیح اندرونی عالم میں متصور ہے یہاں نہیں (سر حد حلقوم سے جو چیز ذری سی بھی آگے بڑہی کہ غار معدہ کی کشش نے اسی طرح اپنی طرف کھینچا جیسے زمین سماوی چیز کو ۔ گھوڑے کی نال صاف و شفاف کرنے کی ضرورت نہیں اُس کی رفتار اُسکو صاف کر دے گی اسی طرح اعمالی رفتار راستہ صاف کر دیتی ہے) اسلئے اُسکی نائب مسیحیت ہی کافی ہے اس عہدے پر پہونچا دینے کے لئے ۔ مبارک ہو اُسکو جو خود کو ایسا بنائے! آمین!! جو خود کو ایسا بنائے گا تو اُسکے افعال و صفات و خصائص شاہد حال ہونگے جیسے سب چیزوں کے ہوا کرتے ہیں ۔ اگرچہ دیکھنے میں وہ چیز ناچیز سی معلوم ہو ۔ مگر جس طرح اندرونی یا بیرونی نشانہ انداز نشانہ لگتے ہی اپنے نشانے کا ٹھیک اندازہ کر لیتا ہے کہ نشانہ خطا نہیں ہوا ۔ اسی طرح قیافہ و ضمیر شناس پہچان لیتے ہیں کہ اُنکے منظور و مفہوم کا کیا صحیح انداز ہے؟ اسی مناسبت سے

برتاؤ کرتے ہیں۔ اگر خیال نہیں کرتے تو دھوکا کھاتے ہیں پھر! حالانکہ

جملہ معترضہ

لیکن اگر وہ سرورِ انجمن سبطِ رسول سے ہو یعنی خاندانِ یحییٰ یہ کے بیٹی کی اولاد سے ہو تو اُسکو معزولی کا حکم سنانے کے لئے عام پبلک سامنانہ کرے بلکہ اُسی خاندان کا دوسرا شخص انتخاب کرنے کے بعد دربارِ حضوری (دربار مصلّٰی) سے دستخط کراکر انتخاب کردہ شخص کو سامنے لاکر حکم نامہ پیش کرے اسے وہ بھی دربار میں نہیں یعنی بارگاہِ معلّٰی کے آفس میں نہیں بلکہ گھر میں + کیونکہ شاہی اور از خاندان مقدس و مجتبےٰ ہونے کے سبب سے اُسکا ادب سخت سے سخت ضروری ہے + کیونکہ میرا آنا ہمیشہ پیغمبر کے خاندان سے آرہا ہے۔ عمر و بکر وغیرہ کے نہیں۔ ہاں اگر پبلک چاہے تو معزولی سنانیوالے ہی شخص کو جسے منتخب کرچکی ہے۔ بادشاہ یا سرورِ انجمن بنائے یا پبلک سے کسی لائق شخص کو بنائے وہ کسی خطۂ عالم کا رہنے والا ہو۔ لیکن یہ حکم اُسوقت ہے جبکہ وقت کہ نسلاً بعد نسل سرورِ انجمن ہونے کی قید نہ ہو بلکہ صرف پنچایتی ہو۔ اگر نسلاً بعد نسل ہے تو اُسی خاندان سے کرنا چاہیئے۔ اگر خاندان کا خاندان گنہگار ہو یا بے دین ہو گئے خواہ کسی سبب سے گنہگار ہو گیا ہو تو تحت الحفاظت کردو۔ کورٹ آف وارڈس کردو کہ ہوش سنبھالتے جائیں اور خود کو اہل بناتے جائیں مصیبت اہل بنانے کے لئے آتی ہے لیکن اگر پیچ میں سدھر جائیں تو دیدو + محض قرابتِ قریبہ کو وظیفہ دیا جاسکتا ہے مگر کچھ نہ کچھ

نام و نام کرتا ہوگا۔ خالی نہیں پایا جائے گا۔ پھر جیسا موقع۔ مگر دربار مصلّٰی کا حاکم جسکو حضور یا فرمانروا یا تاجدار کہا کرینگے اُس کے سارے خاندان کے نام کے قبل حضرت کا لفظ رہا کرے گا۔ چاہے عورت ہو یا مرد۔ وہ کسی حالت میں غیر خاندان کا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جس طرح تم نے اپنی بھاشا میں سے ایک آدھ[1] لفظ یا دس پانچ الفاظ مختار محض یا اختیاراتِ قدیرہ کے مفہوم کو سمجھنے سمجھانے کے لئے مختص کر کے اس کا نام قرار دیدیا ہے جسکو نام کی ضرورت نہیں اور اس لفظ کو اسی مفہوم کے ظاہر کرنے کے لئے وقف کردیا ہے کہ دوسری چیز اس لفظ و مفہوم پر قابض نہ ہوسکے۔ اگر قابض رہے تو وہی مفہوم رہے۔ جیسے اللہ اور بھگوان وغیرہ کا لفظ ہے۔ اسی طرح وہ ارضِ مُقدّس۔ یا ملکِ مقدّس۔ یا بیتُ المُقدّس۔ جہاں کا وہ حضور یا فرمانروا ہے خدا کے لئے جہان بھر کی طرف سے (وہ ارض چھوڑ دی گئی ہے) وقف ہے جس کتاب میں نباتات کا ذکر ہوگا تو اسکو کتاب النباتات کہیں گے۔ جس میں اللہ کا ذکر ہوگا اسکو کتاب اللہ کہیں گے۔ اسی طرح جس مکان میں شفایابی کے سامان ہونگے تو اسکو دار الشفا یا بیت الشفا کہیں گے۔ جس میں اللہ کا ذکر ہوگا تو اسکو بیت اللہ کہیں گے۔ تو جس خاندان میں ہادی پیدا ہوتے ہیں تو اس کو خدائی خاندان کہتے ہیں۔ بس خدائی خاندان بنام ربانی یا ہرتیسی کا ارض اللہ پر حق ہے اسکو چھینے چھاننے کا کوئی اور کچھ حق نہیں۔ باغِ فدک از بہرِ مدک نہ ہو۔ وہ مجتبےٰ خاندان کو عناصر و آثر

---

(۱) آدھ کا لفظ صرف نسبت ہے جیسے پیادہ کے لفظ میں آدہ ہے۔

وقدرت کی طرف سے نذر و تحفہ بلا ہے تاکہ لوگوں کے دینی و دنیوی امور میں فیضان جاری رہے۔ لوگ درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے اس خاندان میں جنم لے کر تاجدار د تاج محل بیگم بنکے نجات پائیں۔ جیسے حکومتِ کیواں یا صوبہ بہار کا مسلم حصہ ہوگا + جو قانوناً باقاعدہ مساوی طریقے پر ملک قرار دینے کی حد بندی کی گئی ہے اس لئے تنگ دلی کو راہ دے کر ہمیشہ کے لئے خود کو لاشئے نہیں بنوالینا۔ خدا اور اسکے نام کی عزت کرو تو عزت کئے جاؤ گے[1]۔ ورنہ یاد یاد اکہ یوں تو سب اُسی کا مالِ محدودہ ہے۔ پس واضح رہے۔

نظم

آنکہ خود را مضمحل گفتا و لاشئے داشتہ — دمبدم بینم نزولش۔ در ترقی جستنش

آنکہ خود را گفت عالی۔ می شود عالی ضرور — پس ہماں عالی بگشت و گشت عالی جستنش

خویش را مرکز بدان و احترامِ خویش کن — ہر کہ شد از بہرِ یکی۔ واجب آمد رستنش

حکم پنجم

پس شاہی و ملکی اخبار و جریدہ و صحیفہ میں شاہ نامہ و رسالت نامہ۔ یا حکمِ شاہی شائع

(۱) اس سے یہ نہیں سمجھنا کہ اپنی خیر منائی جا رہی ہے لاحول ولا قوۃ۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ حکم ہی ایسا ہے کہ خدا کے نام سے ایک خط نامزد ہو کہ نسبت قائم رہے تاکہ برکت ہو۔

ہوا کہ سینکڑا دفعہ تمام مثالِ الٰہی کو دیکھنا فرض ہوگا۔ اور بہت سے اُس حکم نامہ کی شان
نزول کو ذکر کیا۔ اور جلد اسے ظاہر کرنا بھی فرض ہوگا۔ پھر اسے دینے والا کوئی
نہیں ہو۔ چنانچہ دیکھو ایک پتنگ کا ڈورا ایسے مقام کی بلندی پر پہنچا کہ آسانی سے
ہاتھ نہیں آسکتا تھا اور اس کا لینا کسی سے کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مگر چار پانچ سکے پیس کے
ایک ٹکڑے میں باندھ دی گئی اور اس میں ایک چھوٹی باندھ کر اس ڈور سے پر پھینکا دو کہ جس ہوا
ڈورا ادھر نیچے لٹک جائے پس ہم نے لیا کی شکل ہو جائے پھر پکڑ کر کھینچ لو۔ اُس وقت
لوگوں کو یہی کرنا پڑا۔ پس مشورہ لینا عقلمندی ہے۔ لیکن جہاں پر ضرورت ہو۔ ہر جگہ
نہیں ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ تکرار ہم نے اسواسطے کی کہ ضروری بات سمجھی جائے۔

حکم ششم

ہر دس برس کے بعد مردم شماری کا ہونا۔ اور ہر ایک پیشے اور فن کے اندر جدت و
و ترقی کا امتحان لینا فرض ہوگا۔ کہ کن کن باتوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے امتدادِ زمانہ
اور انقلابِ ظاہری و باطنی سے فی جمیع الامور کیا فرق پڑا ہے؟ اس کا ریکارڈ
تیار رہے کہ قرن در قرن کے بعد انقلابات کا بیّن فرق ظاہر ہو۔ اور اُسی کے
مطابق بندوبست ہو جسکو ہم رنگِ زمانہ ہونا کہیں گے۔

حکم ہفتم

مردم شماری میں علی حسب ضرورت ان سب باتوں کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ جو نیچے بیان ہونگی
خاصکر اس نوصدی یا جدید صدی کی پہلی مردم شماری میں اور وہ اول یہ ہیں۔

تفصیلات

جس قدر اسوقت تک تمام جہان میں مردم شماری کے قواعد منضبط ہو چکے ہیں سب کو
اکٹھا کرکے ملا دو کہ ان کن میں زیادہ تر باتیں نئی ہیں؟ انکو ردیف وار مسلسل کردو
جن باتوں کی ضرورت ہو اُن کا اضافہ کرلو۔ جیسے اس جگہہ مردم شماری کے قواعد
بیان کئے جاتے ہیں اگر اُن میں گذشتہ قواعد کا کوئی سرکار یا گنتی چھوٹ جائے
تو اُس میں اضافہ کرلو۔ کچھ گناہ نہیں۔ گناہ کی بات گناہ ہوا کرتی ہے نہ کہ نیکیاں ہی
کی۔ اور اُسکے یہی معنی ہوا کرتے ہیں کہ بادشاہ اور اوتار (مسیحا) بھی انسانیت میں
شریک ہونے کے سبب سے موجودہ و غیر موجودہ انسانیت کے قواعد کے مطابق
رحمتہً یا بغیر رحمتہ کذا لک بھول چوک کرسکتا ہے۔ اگرچہ قدرے قلیل ہو۔ کیونکہ
ہمہ آن علم غیب سے خبر نہیں ہو سکتی ورنہ فرصت و راحت نہ ملے۔ اور اگر پہلی
تکلیف دہ باتیں اُسکو یاد رہیں تو موجودہ جنم میں رنجیدہ رہے اس لئے یہ نسیاً اُن
رحمت ہے۔ جیسی تمھارا نام ناس رکھا گیا ہے۔ یعنی بھول جانے والا۔ جیسے

تشکیل و پیدائش و تجہیز کی حالت بھی معلوم ہوتی ہو[۱] پس عقل سے کسی غیبی خبر ملتی ہے۔ اور نہ غیب التعبیر کی خبر کیونکر ملتی ہے؟ الغرض وہ دوسرے قواعد یہ ہیں کہ مردم شماری کے لئے ہر ایک تھانہ دار کے پاس پہلے ہی حکم بھیج دیا جائے کہ اپنے احاطہ یا سرکل میں ہر ایک آبادی کے کسی معتبر و مسلم الثبوت ہوشیار شخص کو حکماً کہلا بھیجے کہ وہ شخص اپنے علاقہ کی محدود آبادی یا محلہ میں مردم شماری کے متعلق معرضہ ذیل باتوں کی تحقیقات بالاجماع کر کے پہلے ہی مرتب کر چھوڑے (جو جو سربرآوردہ اس کام میں مدد دیں ان کے نام ریپورٹ کے آخری حصے میں لکھ دئے جائیں کہ وہ سب اسمائے سربرآوردہ کسی خاص رجسٹر کے اندر درج کئے جائیں کہ جس جس موقع پر ان کی ہوشیاری کی مناسبت سے ہوشیاری کا کام لینا ہو تو وہ یاد کئے جائیں۔ یہ سب ان کا شکریہ اور ان کی قدر افزائی ہے۔ اسلئے ان کا پتا اور نشان صاف لکھا رہے) تو اب وہ مردم شماری کے متعلق کی باتیں یہ ہیں۔

قواعد مردم شماری

(۱) کس کس بستی و آبادی کو عرض البلد[۲]۔ طول البلد[۳]۔ لیل و نہار۔ طول الایام و قصر الایام سے کیا تعلق ہے؟ سمندر سے کسقدر اونچان پر ہے؟ (۲) وہاں کے موسم کا ٹمپریچر (۳)

---

(۱) جیسے سوال الست کو (۲) انگریزی میں لیٹیچوڈ کہتے ہیں۔ (۳) انگریزی میں اسے لونجیٹیوڈ بولتے ہیں۔

اکثر کیسا رہتا ہے؟ وہاں کی آب و ہوا کیسی ہے۔(۴) مٹی کیسی ہے۔(۵) وہاں سے قمرین اور خاص خاص ستاروں کی پستی و بلندی کتنی ہے اور(۶) وہ کس کس طرز و طریقے پر معلوم ہوتے ہیں؟ اور ان کا کیا اثر پڑتا ہے؟(۷) علاوہ ازیں ان کا جیوتی اثر آفتاب کے ذریعہ سے ارض و اہلِ ارض پر کیا ہے؟(۸) تاکہ مخالف انقلاب کا زمانہ ٹھیک معلوم ہو کہ اسکے مطابق کام ہو۔ جسکے اجراء و امتناع کے بارے میں عندالبیان تمہیں بحث و در بحث انکی اس جگہہ یہہ بحث چھوڑ دیجاتی ہے۔ کڑکا۔(۹) بجلی۔ آندھی۔ اولہ باری۔ کہرا۔ لاہی۔ سرا غبار۔ طوفان۔ طغیانی۔ سیلاب۔ جزر و مد۔ بیماری و اسباب بیماری۔ سامان علاج و وغیرہ اور تحقیقات موجب اموات کا کیا رنگ رہتا ہے؟ کس تعداد و مقدار سے پیمانے ہوتے ہیں؟(۱۰) وہاں کس قدر بارش ہوتی ہے؟ ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یا ضرورت سے کم؟ کم و زیادہ ہونے کے کیا اسباب ہیں؟(۱۱) مختلف(۱۲) کاشتکاری کے لئے کس قدر بارش یا آب رسانی کی ضرورت پڑتی ہے؟ وہاں(۱۳) کے عناصر و کراماً کاتبین کائنات کیسے ہیں یعنی گرمی و سردی کیسی ہے؟ کئے موسم ہوتے ہیں۔ وہاں(۱۴) کا موسم بہار وغیرہ کیا ہے؟ کب شروع ہوتا ہے۔ کب ختم ہوتا ہے؟ کیا کیا پھیر پڑتا ہے؟ وہاں(۱۵) کا رسم و رواج کیا ہے؟ سالانہ رسم و رواج و تقریب و درآمد و برآمد کیا ہے؟ موسم(۱۶) کی آمد پر وہاں جشنِ شکریہ۔ میلا جھمیلا دھوم دھام کے ساتھ ہوتا ہے یا نہیں؟ کہ یہ چہل پہل موجب خوشی و صحت ہو۔ اور چیزوں کی بکری ہو۔ از روئے(۱۷) پوشاک و حرفت و پیشہ و پوشش وغیرہا قومی تفریق کی نشانی کیا ہے؟ کیا کیا(۱۸) زبانیں بولتے ہیں؟ کاشتکاری کے

[illegible] کی حاجت ہے۔ اور اُن کو سہل و سہولت کرنے کی کیا تدبیر ہو [illegible] جاتی ہے۔ یا بنتی ہے۔ اور کون کون چیز بنتی [illegible] جب اُسکو سہل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ وہاں پہاڑ(۲۱) کتنا اونچا۔ لمبا۔ اور چوڑا کیسا پتھریلا ہے؟ کہاں کہاں کان(۲۲) ہے۔ اور کس کس چیز کی ہے اور کس مقدار سے کس قدر نکالی جا چکی ہوگی؟ کہاں کہاں جنگل۔ ودلدل۔ نخلستان۔ ریگستان۔ صحرا و میدان۔ علف زار و چراگاہ۔ باغ و بغیچا۔ غار و خندق۔ ٹیلا۔ ٹیکری۔ نشیب و فراز۔ گھاٹی اور پہاڑی مع بلندی و پستی۔ اور کہسار و کوہِ آتشفشاں روڑے۔ اور اُنکے تخمینے۔ ندی نالے۔ آہر پوکھر۔ نہر۔ تالاب۔ گھاٹ۔ بندر۔ پل۔ کنواں۔ جنگلا اور کھاڑی۔ باؤڑی۔ چھوٹے بڑے جزیرے۔ آبنائے۔ خاکنائے۔ طاس اور اور جھیل مع عمق۔ و جانورانِ آبی۔ حمام و مقبرہ۔ امام باڑہ۔ اور دہرم سالہ۔ تکیہ اور خانقاہ۔ زیارت گاہ اور مندل۔ مٹھ اور میدانِ پولو۔ کرکٹ۔ اور انجمن۔ اور وہ کس کس غرض کے لئے ہے؟ مطبع و اخبار۔ بھٹی۔ کمپنی۔ بنک۔ کچہری۔ ناکہ اور معبد۔ کتب خانہ۔ یتیم خانہ۔ عجائب خانہ۔ اور نادر چیزیں۔ پرانی چیزیں۔ زندان۔ ہاسپٹل۔ ہوٹل۔ سرائے۔ عدالت۔ پوسٹ آفس۔ اسٹیشن۔ ریل۔ کالج۔ اسکول۔ مدرسہ۔ لشکر گاہ کمین گاہ۔ قلعہ و حصنِ حصین(۱)۔ سامانِ حرب و ضرب و سلاح وغیرہ وغیرہ ہیں؟ اور کس قدر رقبہ میں ہیں؟ باموقع ہیں۔ یا بے موقع؟ کہاں کہاں جزیرے پیدا ہونگے

(۱) مضبوط قلعہ۔

اُمید ہے؟ (۲۴) وہاں دریا میں کیا کیا چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کس مقدار سے ہوتی
ہیں؟ جیسے گھونگا موتی۔ مونگا سیپ۔ اسفنج۔ کوڑی وغیرہ وغیرہ۔ اور
(۲۵) کہاں تک اندرونی و بیرونی طریقے پر۔ سماوی و خلائی۔ بحری و بری و ہوائی وغیرہ
کی پیمائش و نشانی پیمائش تحقیقاتی عمل میں آچکی ہے؟ (۲۶) وہاں گل اندازی کا کیا
سامان ہے۔ آیا وہاں گل اندازی سڑک کی طرح چوڑی ہوتی ہے یا ناہموار؟
(۲۷) وہاں کون کون سی جگہ کس کس سبب سے خطرناک ہے؟ (۲۸) کون کون سی چیزیں وہاں
خطرناک یا بیکار ہونے کے سبب سے منہدم و نیست کر دئے جانے کے لائق ہیں؟
(۲۹) سروے سٹلمنٹ یا نظامت کی رو سے اسکا کیا (۳۰) سرحد قایم ہوا ہے؟ اسکی چوحدی
کیا ہے؟ مربع یا غیر مربع؟؟ (۳۱) وہاں کی زمین ہموار ہے یا ناہموار۔ آباد ہے۔ یا
ویران۔ بنجر ہے یا سرسبز۔ اچھی ہے یا بُری۔ تندرست ہے یا بیمار؟ اُس میں
کسقدر کن کن چیزوں کا کھاد دینے کی ضرورت ہے؟ کیا کیا چیز پیدا کر سکتی ہے؟
(۳۲) وہاں کی آری بگاری چوڑی ہے یا تنگ؟ ہموار ہے یا ناہموار؟ (۳۳) ایک گز مربع میں کیا کیا
چیز کس حساب سے پیدا کر سکتی ہے؟ (۳۴) وہاں کا پٹا۔ لگان۔ قبولیت۔ وثیقہ۔ دستاویز
خسرہ۔ کھیوٹ۔ کھتیان۔ کیسا ہے؟ (۳۵) وہاں کس کس قسم کے بری و بحری درندے
گزندے[1] چرندے۔ پرندے۔ کیڑے۔ پتنگے۔ حشرات الارض و حشرات الهوا۔ ہوام[2]۔ دیدان
صغار۔ نیشترن۔ وحوش و طیور۔ مویشی شب پرا[3] و شب چرا[4]۔ دکھائی دیتے ہیں؟ تا ک

(۱) زہریلے کیڑے مکوڑے۔ (۲) بہت ہی ننھے ننھے کیڑے اور جراثیم (۳) رات کو اڑنیوالے (۴) رات کو چرنیوالے

وقت پر نقصان ... معافی سے بچاؤ کیا جائے؟ اور ان کس قدر پیدا ہونا ...

جانور وغیرہ کا حساب ہے؟ کسقدر ان کے اموات اور جسم ہوتے ہیں؟ کس کس

موسم میں انڈے بچے دیتے ہیں؟ اور کس حساب سے دیتے ہیں۔؟ اور کس قدر

خرچ ہے؟ اور کون کون چیز کس موسم میں ہوتی ہے؟ کسقدر جانور مارے جاتے

ہیں؟ کس حساب سے دودھ۔ گھی کی گرانی و ارزانی ہے؟ کون کون گھاس

پات۔ یا کس کس قسم کی گھاس پات۔ جھاڑ۔ پیڑ۔ اور کیڑے مکوڑے۔ اور دیگر اقسام

کے حیوانات ایک دوسرے سے ارتقاء کرتے ہوئے متشابہ پائے جاتے ہیں

جیسے مینڈک سے بٹیر بنتا ہے۔ اور پیاز سے نرگس۔ اُن جانوروں کی خوراک کیا

ہے؟ اور کس قدر چارہ ہے؟ اسی سلسلے سے سب کا فوٹو لو۔ خوردبین سے دیکھو!

اُن کی باہمدیگر تشابہت کے اسباب کیا ہیں؟ اور کتنے ہیں؟ اور کتنی مدت میں ترقی

کرتے گئے ہیں؟ اُن کو کن کن چیزوں سے نفرت و رغبت و نسبت و الفت و رجحان

و رہبان ہے؟ کس کس کے لئے سم۔ اور کس کس کے لئے تریاق ہیں تاکہ اُن سے

فائدہ اُٹھایا جائے۔ یکے بادیگرے درجہ بدرجہ آکل[1] و ماکول[2] کون کون ہیں؟

کس کی کیا ضد و مُصلح و بدل ہے؟ کس کس کیڑے مکوڑے اور اُن کے اعضا

وغیرہا سے کیا کیا کام نکل سکتا ہے؟ جیسے ریشم کے کیڑے۔ مدمکھی۔ بھنورے۔

خاتم الرسالت یعنی لاکھ کے کیڑے وغیرہ سے کام نکلتا ہے (چونکہ رسل و رسائل و

---

(۱) کھانے والا (۲) کھایا جانے والا۔

مراسلات پر لاکھ کے ذریعہ سے مہر ہوتی ہے اس لئے یہہ خاتم الرسالت کہے گئے)
اسی طرح سب چیزیں ہیں بے علمی کی وجہ سے ناکارہ معلوم ہوتی ہیں۔ ضرورت کے
سبب سے حِلّت و حُرمت کا حکم لگایا گیا ہے۔ جیسے موسےٰ کے وقت میں تجارت و
سفر اور اسراف کے خیال سے اونٹ حرام کیا گیا تھا اور صفائی کے لئے سُور حرام
کیا گیا تھا تاکہ اسکی جان بخشی سے غلاظت وغیرہ صاف ہوتی رہے۔ حالانکہ سُور
کا گوشت بہت مزیدار ہے اور غلاظت استعمال کرنیکے لئے تو مرغا مرغی گائے بیل سب استعمال کرتے ہیں
برخلاف اسکے محمدؐ نے جنگ میں بھوکے پیاسے مرنے کے سبب سے اونٹ کو حلال
کردیا۔ اور اونٹ کثرت سے بھی ہو گئے تھے۔ ہندوستانی اوتار نے کھیتی۔ دودھ
گھی کی ارزانی کے لئے گائے بیل کی جان بخشی کی۔ حالانکہ تندرست اور موٹی تازی
گائے کا گوشت اُسکے مصلح اور بدل کے ساتھ بہت مزیدار ہے۔ گائے اور سُور
کے گوشت کا عمدہ مصلح شراب اور پھل ہے۔ کیونکہ یہہ گوشت دیر ہضم ہے۔ اس سے
سوء الہضمی۔ ہیضہ۔ غلیظ امراض سوداوی۔ ورم طحال۔ وجع المفاصل۔ عرق النسا
پیدا ہوتا ہے۔ اور قاطع حمل و مسقط الحمل ہے۔ علاوہ ازیں خارش و جذام بھی پیدا
کرتا ہے۔

نباتاتی تحقیقات

(۲۰۵) بہرحال یہہ دیکھو کہ کس کس ملک میں کس کس قسم کے گھاس پات۔ کانٹے دار بے کانٹے دار
پودے۔ گاچھ۔ پیڑ جھاڑ۔ لتر۔ جڑی بوٹی۔ آبی۔ خاکی۔ ہوائی۔ نباتات پائیجاتے ہیں

اُن سے کیا کیا کام لیا جاسکتا ہے؟ کون کون بیماریوں میں کام آسکتے ہیں؟ (۵۳) اُن سے
کس قسم کا رنگ - گوند - چھال - پھول - پھل - تخم و ثمر - عطر و تیز شمیونی - روغن جوہر
عرق و شیرہ - کھار اور ست وغیرہ نکالے جاسکتے ہیں؟ (۵۴) کتنے کتنے شجر سے اور کس کس
طریقے سے ایک دوسرے سے تشابہ ہوتے ہوئے ہٹتے دور ہو چکے ہیں؟ کہ
اصلیت سے فاصلہ پڑنے پر قطع تعلق ہو گیا ہے - کوئی رشتہ نہیں معلوم ہوتا -
جب تک کہ سلسلہ وار اُن کا ارتقاء نہ بتلا یا جائے[(۱)] - (۵۵) ان سب کے رنگ و شکل و نمو اور
نمو و بلوغ - عنصر و ذرات ... بقاء و فناء و ارتقاء کے بارے میں مقامی و غیر مقامی
لوگوں کو کیا کیا تجربہ حاصل ہوا ہے؟ انھوں نے ان چیزوں کا کیا کیا نام رکھا ہے؟
وہ سب اسماء اردو زبان میں لسانی قالب بدل لے سکتے ہیں یا نہیں؟ وہاں کے
لوگ سچ سچ بیان کریں جھوٹ موٹ نہ ہو - ورنہ سزا ہو گی + ملک اور صوبہ - ضلع
و تحصیل و پرگنہ - تھانہ - ڈاک خانہ - موضع و محلہ - قومیت و پیشہ کے ساتھ بتلانیوالے
کا نام بھی لکھ لیا جائے کہ تجربے کے خلاف ہونے پر اُسکی طلبی ہو + (۵۶) سب کا تخم لو - فوٹو لو
نقاش سے اسی رنگ و روغن کے ساتھ نقشہ کھنچواؤ بلکہ فوٹو ہی کے ذریعے سے ہو
کہ دشواری نہ ہو - سب کو سلسلے سے مرتب کرو - اور تمام نباتات شمار کر لئے جائیں
درختوں پر نمبر دو - (۵۷) اسی طرح انسانی ارتقاء کی باری آئے گی کہ اُسنے مادرِ گیتی کے
رحم میں کیا کیا شکلیں بدلی ہیں؟ اور رفتہ رفتہ موجودہ شکل تک نوبت پہونچی ہے

---

(۱) نمبر ۴۳ کے تشابہ حکم نمبر ۵۲ اور ۵۳ و ۵۴ ہے لیکن عین وہی نہیں ہے فرق ہے - غور کرو -

پھر اس بات کی تحقیقات کیجائے کہ فلاں چیز فلاں ہی ملک میں کیوں پیدا ہوتی ہے
دوسری جگہہ کس ترکیب سے وہ پیدا ہوسکتی ہے۔ ؟ اور اگر ہر جگہہ ہے تو ذرا ذرا
فاصلہ پڑنے سے کیا کیا اور کتنا کتنا فرق پڑتا چلا گیا ہے۔ اسکا نام علم الفصل ہے۔
اب وہ کوئی چیز ہو یا کچھ ہو۔ جیسے ہندوستان میں گنگا۔ یا کوے۔ کہیں کا فور۔ کہیں
کوکین۔ کہیں ربر وغیرہ وغیرہ۔ اُسکے تمرین و آب و ہوا۔ اور ارضی تعلقات کی تحقیقات
کیمیاوی طریقے سے کیجائے کہ قوائے صائمہ و خالقہ چست و چالاک ہوں۔ کہ تعلقہ
معجزات تک بنانے آجائیں۔ طاقتِ کُن فکان حاصل ہو۔ کیونکہ یقین اللہ کے
بندے ہو۔ جیسے سب کا دار و مدار آفتاب پر ہے۔ اور آفتاب کا مدار انسان پر
کیونکہ اُسکی حرارت انسانی جامہ میں ہو کر کمال کو پہونچی ہے۔ اور انسان کا دار و مدار
اولیاؤں پر۔ و لیاؤں کا دار و مدار نسبتِ علیاً پر نہ کہ نسبتِ عبدیت پر۔ پھر اُسکا مدار
ہو جانے پر جو ایک ذوقِ محض ہے۔ بس ختم شد۔ کون کون محوسین اور شعبدہ باز
اور طلسم وال ہیں۔ اُنھوں نے اسوقت تک کیا کیا تجربہ حاصل کیا ہے؟ جس
سے فائدہ پہونچ سکے۔

تلقیحات

جہاں بھر کو چھان مارنا چاہئے۔ اُسکے لئے کچھ دیری ہوگی تو کچھ پرواہ نہیں قطرہ

(۱) دیبات۔

قطرہ سے بوتل[1] بھرے گا۔ بوچھار سے نہیں بھرے گا۔ اگر ایسا ہوگا تو بدیر ہوگا۔ اور مظروف بہت صرف ہونے کے بعد + تمام جہان میں اس قدر کنکر پتھر ٹھیکرا ٹھیکری ایک ہی روز میں تو نہیں بھر گئے؟ مگر بھر گئے۔ تو خالی بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسی[2] چھلنی تیار ہوسکتی ہے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ سب کام کوشش سے ہوگا۔

بصد ہا سال طے گردیدہ راہے

نمی باشد سخن را سال و ماہے

تو صفائی کے لئے سالہا سال ہی سمجھ لو۔ کیونکہ فطرت سب کو سادہ لوح پیدا کرتی ہے پھر کوشش کے قلم سے اُن کی سادہ لوحی رفع ہوتی ہے۔ فطرت نے حق و باطل میں پہچان بتلائی ہے کہ فطری سادہ لوح باتیں فانی ہیں۔ اور خود کردہ و حاصل کردہ باتیں فطرتاً باقی ہیں۔ جیسے جہل وغیرہ ہے کہ فانی ہے۔ علم کسبی ہے۔ سو باقی ہے۔ جب تک ضرورت ہے۔ کیونکہ طفلی شیریں لہو ولعب ہے۔ جوانی نمکین ہے۔ بیماری و دشمنی اور مصیبت وغیرہ ہیں۔ اور پیری و معذوری تلخ و حمضیں ہے۔ فنا بھی ایک کھیل ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے + مگر بچپن کی بات بچپن میں معلوم ہوتی ہے۔ جوانی کی جوانی میں۔ پیری کی پیری میں۔ فنا کی فنا کے بعد۔ اس لئے چاہیئے کہ لہو و لعب خریدار ہو جائے یہی ہدایت ہے۔ اسی طرح خود کردہ و خدا کردہ افعال کی بہت مثالیں ہیں۔ خود غور کر لو۔ یہہ اسلئے ہے کہ خدا جو ہے سو خود ساز خود گر ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ تم بھی خود گر بنو۔

(۱) بوتل تذکیر ہے (۲) غربال۔

از لب و ہان تنگ چہ شیریں بہانہ است

چنانچہ خدا نے تم میں یہ مادہ رکھ دیا ہے۔ جب ہی تمہارے افعال و ایجادات کے نام مصنوعات ہیں۔ وہ بھی درپردہ قدرتی ہیں۔ اسلئے یہ بھی قدرتی ہوگا۔ جو آیندہ طرح کرو گے۔ بس آج نہیں کل سہی۔ کبھی نہ کبھی تو ختم ضرور ہی ہوگا۔ آگے کا حصہ اسطرح باقی رہے گا۔ اور سہل ہوتا جائے گا۔ جیسے ماضی کے محالات آج امکان میں۔ و نیز صحیح تحقیقات کی چاٹ لگ جائے گی + رتی رتی کا حساب معلوم ہوگا + سب چیز کی پیمایش کا طریقہ معلوم ہوجائے گا + حق و باطل کی ٹھیک طور پر پہچان ہو جائے گی + علم بڑھیگا گرانی دل سے جاتی رہے گی + تندرستی اور قوے اعلےٰ درجہ کے بنتے جائیں گے + نسل اچھی ہوگی + سرچشمہ تناسل خراب نہ ہوگا جیسے آجکل ہے۔ نسل اچھی تو وہی ہے جو اچھے کام کرے ؎

مور ہماں بہ کہ ندارد پرش

پس بیکاری سے قوے زنگ آلودہ نہ ہوسکیں گے۔ کاروبار میں لگے رہو گے۔ دوسروں کے کرتوت سے تم نے فائدہ اٹھایا تھا اب تمہارے کرتوت سے دوسرے اور تم اور نسل آیندہ دونوں فائدہ اٹھائیں گے۔ جو عین تمہاری ہی خوبی ہے۔ بزدل و ناحساب دال و شریر قوم سلطنت و جنت و راحت کے قابل نہیں۔ فنافی العبد جو ہے سو عبد ہو۔ فنافی الروح جو ہے سو روح ہو۔ فنافی العین جو ہے سو عین ہو۔ جس کو جیسی نسبت ؎ در نیت بہ ہر دریا ز نیت بہ ہر کانے

(۶۱) اب یہہ دیکھو کہ وہاں کس کس قسم کے اجناس ہوتے ہیں۔ پھل پھلیری۔ سبزی ترکاری میوہ فواکہات وغیرہ کیا کیا ہوتے ہیں؟ (۶۲) تمام روئے زمین کے اجناس و نباتات وغیرہ کا نام مسلسل ردیف وار ہوں؟ اور وہ کیونکر نشو و نما پاتے ہیں؟ کیونکر آب و ہوا و حرارت کے وسیلے سے اُن میں طاقت نمو سرایت کرتی ہے؟ (۶۴) حسب خواہ ہم کیونکر انکو جلدی ترقی دے سکتے ہیں؟ (۶۵) اسوقت تک کتنے اقسام کے مطبوخات و ماکولات و تقریبات بن چکے ہیں (یعنی حلوا مٹھائی وغیرہ) کس قدر سکّے۔ پھر سے۔ ٹکٹ۔ نئی قسم کے ایجاد ہو چکے ہیں؟ (۶۷) وہاں کسقدر خوراک۔ پوشاک۔ بلکہ سب چیز کا خرچ ہے؟ کس حساب سے وہاں پیدا ہوتی ہے؟ (۶۸) یا آتی ہے۔

تعمیرات

(۶۹) کس قدر مکانات ہیں؟ بے مرمت ہیں یا با مرمت۔ گھن دار ہیں یا بے گھن۔ مربع ہیں یا غیر مربع۔ اور کسقدر رقبہ میں ہیں۔ اور تندرستی و پیشہ کی مناسبت سے اُس شخص کے مکان کو صحیح کسقدر رقبہ میں ہونا چاہیئے؟ (۷۰) تہہ خانہ بھی ہونا چاہیئے یا نہیں؟ (۷۱) کس کس قسم کی دکان کے بعد کس کس قسم کی دکان چاہیئے؟ اور کتنے کتنے فاصلے پر چاہیئے (۷۲) وہاں کے مکانات کس ساخت کے بنے ہوئے ہیں؟ خام ہیں۔ یا پختہ یا لکڑی پتھر کے ہیں؟ (۷۳) ہوا اور شعاع کا اُن میں پورا گزر ہوتا ہے یا نہیں؟ رُخ تو نہیں مڑتا؟ سامنے موری تو نہیں ہے؟ (۷۴) سب موسم کے لحاظ سے آرام دہ ہے کہ نہیں؟ اگر اچھا مکان

ہے تو اسکا فوٹو لو۔ گلی کوچے تنگ ہیں کہ کشادہ۔ صاف ہیں کہ میلے؟ بدررو زمین دوز ہے کہ سطح رو؟ وہاں داخل ہونے سے پہلے کس قسم کی بو محسوس ہوتی ہے؟ کچی یا پکی وہاں سڑک ہے یا نہیں؟ سڑکیں کتنے میل میں ہیں؟ سایہ دار ہیں یا بے سایہ یعنی دو طرفہ درخت ہیں کہ نہیں؟ کہاں کہاں پل ہے۔ کس انداز سے ہو کتنا لمبا چوڑا ہے۔ مضبوط ہے کہ کمزور۔ اُس میں محراب کتنے انچہ اور فٹ کی ہے؟ کہاں کہاں میل اور پُل کی ضرورت ہے؟ سڑکوں کی مرمت کرنے کے لئے سامان مہیا کرنے میں کیا کیا دشواریاں ہیں؟ وہ سب سامان کتنے فاصلے پر ہے کہ کام کرنے والوں کو دقت یا سہولت ہوا کرتی ہے؟ ۵ زدشواری کار از کار رفت کا کا مضمون نہ ہوتا ہو وہاں سڑکوں کے دورویہ درخت کو کاٹنا۔ یا نقصان پہونچانا جرم سمجھا جاتا ہے۔ یا نہیں؟ میونسپلٹی کا بندوبست۔ گلخن کا بندوبست۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کا بندوبست۔ آب رسانی۔ ہوا رسانی۔ تنویرات رسانی۔ پوسٹ آفس۔ ٹیلیگرام۔ تھانہ۔ پولس سب کا وہاں بندوبست ہے کہ نہیں؟ اور ان سب کی کسقدر تعداد ہے؟ اور کہاں کہاں ہیں؟ نمبردار ہیں یا بے نمبردار؟ وہ جگہہ عام سڑک سے فاصلے پر ہے یا کیا؟ فنِ تعمیرات کی رو سے مکانات و آبادی وغیرہ سب ٹھیک ہے کہ نہیں؟ وہاں عام بازار یا ہفتہ واری بازار لگتا ہے کہ نہیں؟ وسائل وزن تمام جگہوں یکھ برابر ہیں کہ نہیں؟ وہاں کیا کیا چیزیں عمدہ بنتی ہیں؟ وہاں کی کیا کیا چیزیں مشہور ہیں؟

---

(۱) روشنی (۲) باٹ وغیرہ

(۱۱۰) ان کا پتا اور نشان کیا ہے؟ (۱۱۱) اس تمام سے تواریخی واقعات کیا ہیں؟ (۱۱۲) یہاں کس کس
پیشے کے لوگ ہیں؟ (۱۱۳) وہ دودھ۔ گھی۔ تیل۔ آٹا۔ جنس۔ گوشت وغیرہ وغیرہ خالص فروخت
ہوتے ہیں یا کچھ آمیزش کے ساتھ جس سے صحت اور دماغی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ
ہوسکتا ہے کہ ملک دفعتاً پست ہمت ہوکر خراب ہوجائے گا۔

(۱۱۴) ازقسم ضروریات استعمال آب بردن کی مفقود ہو۔ اسی طرح جانوران مریض یا
ذبح ہوتے ہیں یا تندرست؟ محض بچے بیچارے ذبح ہوتے ہیں یا سیانے؟ دربار خداوندگار
نے اس پر کچھ خیالات مبذول کئے ہیں یا نہیں؟ یعنی پبلک نے دربار خداوندگار
سے مقصود پبلک کا دربار ہے یعنی بارِ عام۔ کیونکہ پہلا دربار یہی ہے (اسی لئے ہم نے
تین دربار مقرر کئے ہیں۔ ایک کا نام دربار خداوندگار ہے یا دربار تجلی جس کو
پبلک کہیں گے۔ دوسرے کا نام۔ بارگاہِ معلّٰی۔ یہ تمام عالمگیر سلطنت کا دربار ہے
جسکے پادشاہ یا پریسیڈینٹ کو خاقان خواہ خداوند۔ یا سرور انجمن۔ یا صدر الصدور
کہیں گے۔ چاہے معین خاندان کا ہو یا غیر معین خاندان کا شمسی و قمری و نجمی و ارضی
سماوی و روحانی و ربانی سب خاندان برابر ہیں۔ نظام و ضرورت اور درجے کے
لحاظ سے فوقیت ہے۔ بایکدگر بیجا و رنج افزا فخر کی ضرورت نہیں۔ نہ بالادست کو حقیر
سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسلئے سب کے لئے حد ہے۔ اعضاء کی طرح اپنی اپنی حد
پر رہو۔ شخصی حکومت میں خرابی ہو تو جمہوری کرو۔ جمہوری میں خرابی ہو تو دونوں سے
مرکب کرو۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ تیسرے دربار کا نام درگاہِ معلّٰی یعنی روحانی

یا خدائی دربار ہے۔ جسکے مستقل بادشاہ کو خدیو کیہاں و تاجدار۔ خواہ حضور یا فرمانروا کہیں گے۔ اور خدیو بیگم کو خدیجہ و تاج محل بیگم نسلی محترم کی ضرورت نہیں۔ الخلق عیال اللہ اگرچہ سورج اور سراج کا فرق ہے مگر پھر بھی عالم انسانیت ایک شخصیت ہے۔ ایک رگ کٹنے تو سرا پا دکھ ہے۔

یہہ تین دربار اس لئے ہیں کہ دربار خداوندگار یعنی پبلک۔ پولیس کے ذریعہ سے بارگاہ معلی تک خبر پہونچائے۔ کسی سخت و اہم معاملہ میں تینوں دربار اکٹھا ہوں اور معاملہ فیصل ہوا تو خالص چیز کا نہ کہنا (جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے) اور جھوٹے اشتہارات سے لوگوں کو دھوکا دینا۔ یہہ سب اہم معاملات سے ہیں + نسل و اخلاق و انسانیت و انتظام پر اسکا پورا اثر پڑتا ہے۔ جو فوراً قابل پرسش ہے ۵ ناخن چو سر بلند شود قطع لازم است۔ خیر یہہ ایک جملہ معترضہ تھا جو سخت ضروری سمجھ کر بیان کیا گیا اب اسکے بعد ضروری بات یہہ ہے کہ یہہ بھی دیکھا جائے کہ ملک میں کسقدر سادھو۔ نانگے ننگ دھڑنگ۔ جٹا دہاری بت یا مہنت۔ مفت خورے۔ گیسو دراز خان فقیر بے خانماں۔ کچھ بیٹھے بدوش خانہ مشائخین ناکارہ ۵ بے فیض خلوت نشیں ہیں۔ اور بجائے خود کمانے کے لوگوں کی کمائی مفت کھاتے ہیں اور نذرانے لیتے ہیں۔ نذرانہ بجز ہادی برحق اور اسکے خاندانی و نسلی جانشین کے کسی کو زیبا نہیں۔ اگر نسل ہے مگر جانشین نہیں ہے تو اسکو بھی زیبا نہیں والی کی سید وغیرہ ہیں تو کیا پھر ہے۔ یہہ نذر اس واسطے ہے کہ اس کا فیض اندرونی طور پر نذر دینے والے خلقت کی نسل میں سریان کرے جسکو کہتے ہیں کہ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ یعنی تم

منزلِ مرام کو نہیں پہونچ سکتے۔ جب تک کہ اُس چیز کو ہر شہنشاہی خاندان۔ دیوی۔ دیوتا
خاندان کے سامنے دست بستہ بکمالِ ادب نہ پیش کرو۔ جسکو تم بہت چاہتے ہو۔ اور
وہ محبوب شئے زر ہے۔

تہ ہیبت ولقمئہ دریں عالم زر است

اس واسطے زرینہ دعوت بہت علیا دعوت ہے۔ چنانچہ اسی پر تمام چیزوں کا دار و مدار ہے
جسکے خزانوں میں کثرت سے سونا، چاندی۔ اور بجلی کا حصہ نہ ہو تو وہ خدا بھی
نہیں ہو سکتا۔ یہہ عنصرِ زرینہ عورتوں میں عام طور پر بہت ہے اسلئے یہہ زیادہ تر
واجب الاحترام ہیں۔

اس جگہہ چونکہ عورتوں کا ذکر آگیا ہے۔ اور یہہ بھی معاملہ قابلِ غور و فیصلہ طلب ہے
اس لئے جملہ معترضہ کے طور پر یہیں کا یہیں فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی نہ کسی جگہہ
اسکو بھی فیصلہ کرنا ہی تھا۔ چنانچہ وہ فیصلہ کن جملہ معترضہ یہ ہے۔

جُملہ معترضہ

فضائل النسوان

نظم

حقۂ مختصر بیاشنا ز در عناصر۔ ادنش   رونقِ حسن و تجلّی را انجو بی دادنش

از متانت با لباسِ فاخرہ۔ استادنش | چتر زلفِ عنبرین را۔ درہوا بگشادنش
برلبِ نازک سرِ انگشت را۔ بنہادنش | چشم را۔ گہہ بر فگندن۔ گہہ بزو نشا دنش
اہلِ حال و قال و نقالانِ عالم زاہمیں | سنت زن۔ کا کل آرائی و ہم مکبنا دنش

صرف از تارِ نگاہش جملہ یحییٰ[1] راگشد
زین سبب شد۔ خوش نصیبی سخت عزت دا دنش

پھر عورتوں کی بے حرمتی کسقدر نا زیبا ہے۔ پھٹکار ہے اُس پر جو ایسا کرے
دیکھو اسب چیزوں میں سعد و نحس کو دخل ہے۔ اسی طرح زن و مرد میں بھی ہے۔ مگر عورتیں
عموماً آفتاب و محیددب و مستور محلول و ماتوہ خواہ ولی یا مرگا[2] کی طرح کچھ ایسی مدہوش و مست
ہوتی ہیں کہ اُن کو اپنی روشنی و تجلی۔ قوتِ جاذبہ و نور۔ اور مشکیت کی خبر نہیں کہ اُن کے
نافہ میں کستوری ہے۔ اسلئے اپنے سے غیر کو مشکین اور بے درد سمجھنے لگتی ہیں۔ یہ بھی
اُن کی محبت کا کمال[1] ہے۔ اسی کمال[2] سے مردوں پر غلبہ حاصل کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے
کہ اسی تغلب و تصرف کے سبب سے اکثر بیٹی یا اولادِ اناث جنا کرتے ہیں۔[3] مغلوب کو
اپنی ذات بنا لیا کرتی ہیں جیسے آگ دہوئیں کو آگ بنا لیا کرتی ہے۔ اگر عورت[4] اور مرد
دونوں کی تعلیم یافتہ پلیٹن ہو تو بہت زیادہ یقین کا حصہ نثر کیب حال ہے کہ عورت کا
غلبہ ہو۔ منطق[5] و فلسفہ عورت کے دربار میں گھٹنے ٹیکتے ہیں۔ انکو مات کرنا مشکل ہے۔

آب را از پنجہ گوہر کشیدن مشکل است

---

(۱) زندہ (۲) غزالِ نر سنسکرت میں۔

لوگ کہتے ہیں کہ پرانی دنیا ئی تو حوا کے سبب سے ظاہر ہوئی۔ اور نئی دنیا کنواری سے۔ بامداد ملک انڈس۔ گویا دین و دنیا صرف عورت کے وسیلے سے نمودار ہوئے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ آدم کو خدا نے حکم دیا تھا کہ گیہوں نہ کھانا! مگر حوا نے آدم کو حکم دیا کہ ضرور کھانا! چنانچہ آدم نے کھالیا۔ ایسی حالت میں خدا کا حکم منسوخ ہو گیا اور حوا کا حکم نافذ ہو گیا + شکستی۔ پر تم شکستی پر غالب آئی + گویا باطناً خود ہی یہ مجسم فرمان الٰہی ٹھہری۔ کیونکہ معشوق تو فرمانروا ہوتا ہی ہے۔ فرماں بردار تو ہوتا نہیں۔ اس سے اُن کی محبوبیت و معشوقیت ثابت ہوئی۔ چنانچہ عورتوں کا نام معشوق۔ جان حبیات۔ یا حوا۔ اور لاڈو رکھا ہی گیا ہے۔ یعنی لاڈ اور پیار والی۔ جس کی عربی الہ کا لفظ ہے۔ اب یہ کیا ہوئیں؟ قابل غور بات ہے + غور کرو اگھر کا انتظام عورت ہی کر سکتی ہے۔ مرد سے نہیں ہو سکتا + مادہ مدکھی جسکو نحل کہتے ہیں وہ بغیر امداد الیعسوب (نحل نر) انڈے بچے جس طرح دیتی ہے اُسی طرح چند عورتوں کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے بغیر امداد کسی مرد کے بچہ دیا اور وہ دودھ پیدا ہوا ہے۔ گویا سمار وغ نکلا تو بے تخم کے۔ جیسے پودینہ وغیرہ۔ مگر مرد نے بغیر امداد عورت کے بچہ نہیں دیا۔ اگرچہ حال میں ایسا بھی مشہور ہوا ہے لیکن سربرآوردہ و رفیع الشان شہرت نہیں ہے۔ عورتوں کو تریا کہتے ہیں یعنی تین زبردست طاقتوں کا مجموعہ۔ مرد کو یہ لقب حاصل نہیں + ابن مادر کہنے میں شک نہیں رہ سکتا مگر ابن پدر کہنے میں بہت سے مقامات میں شک رہ سکتا ہے

ا ـــ گُل گُل۔ یا سانپ کا چھاتا۔ خواہ کگرمتا۔

کہ بالتحقیق وہ کس کا بیٹا ہے؟ ابن الغیب ہے یا ابن حاضر؟ گویا ولدیت پر پورا
پورا ماں کا قبضہ ہے۔ باپ کا مشکوک + اسلئے عورت مقدم ہوئی(۱)۔ عورتوں کا
ظاہر و باطن اکثر الاکاثر ٹماٹر کے جیسا ہوتا ہے کہ وہ اندر باہر سرخ ہی سرخ ہوتا ہے
ایسا نہیں کہ جیسے اور چیزیں ہیں ظاہر کچھ اور باطن کچھ۔ عورتیں(۲) البرزخ بین الاثنین ہیں یعنی
جنین یا بچے کی سانس اور عالم اکبر کی سانس کے بیچ میں اُن کی سانس ہے۔ مرد کو
یہ بات حاصل نہیں۔ عورتیں بنیادِ تخلیق ہیں(۳) کیونکہ جو کے کھیت میں خود بخود گندم نہیں
اوگتے مگر گندم کے کھیت میں جو خود بخود اوگ جاتے ہیں تو عورت گندم ہے۔ اس کو
گندم سے پوری نسبت ہے۔ مشہور ہے کہ آدم نے گیہوں کھایا یعنی حوّا کو بیوی بنایا
چنانچہ اگر عورت کے قارورے سے گندم سینچا جائے اور وہ متفاوق ہو کر روئیدگی
وسبزگی اختیار کرکے نشو ونما پانے لگے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکی مکمل انسانیت میں کسی طرح کا قصور
نہیں ہے۔ یعنی مریضہ خواہ بانجھ نہیں ہے۔ اگر نہیں اوگے تو اسکے خلاف سمجھنا چاہیے +
اسی طرح جو کے حق میں مرد کے قارورے کا اثر سمجھا جائے + اسلئے عورت پہلے
پیدا ہوئی۔ اور استثناءً مکمل پیدا ہوئی ہے نامکمل نہیں۔ اسکے خلاف نظیر نہیں تو
وہ جو پہلے پیدا ہوگا تو اسکو پہلے بود و باش و خورد و نوش کی حاجت ہوگی + جسکو پہلے
حاجت ہوگی وہ پہلے رفعِ حاجت کے لئے تدبیریں سوچے گا + وہی پہلے اس کے متعلق
ایجادی کرشمہ دکھلائے گا + اسی واسطے عورت نے پہلے بود و باش و خورد و نوش کے

(۱) کچھ ضرور نہیں کہ مقدمہ کہا جائے۔ (۲) لال ہوگئی۔ اس میں میم نسبت کی ہے۔ جیسے بیگم۔ خانم۔ نیلم۔ ماتم۔ پیتم۔ متیم۔ بالم میں

سامان مہیا اور ایجاد کئے + سب سے پہل موجود ہونے کا فخر اسی کو حاصل ہوا۔ چنانچہ
ہر جنس مادہ ہی انڈا بچہ دینے کے لئے پودو پات خورد و نوش کے سامان
ایجاد اور مہیا کرتی ہے۔ بچوں کی پرورش[16] مادہ یا ماں کے ذمہ ہے۔ گھر دوار[17]۔ اور
آنگن کے صاف صوف کرنے کے لئے جھاڑو اور صفائی کی بھی یہی موجدہ ہے[18] چونکہ
اسکا نام عورت ہے یعنی صاحب ننگ اسلئے یہی مردوں کی ننگ و ناموس ہے
اسکو ننگ پوشی کے لئے زیادہ لباس کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اُسکو کافی نہیں
بچہ بچوں کو ڈھانپنے اور چھپانے اُڑھانے کی بھی ضرورت ہے۔ اسلئے کاتنا بُننا
سینا پرونا سب پہلے اسی سے ایجاد ہوئے۔ اگرچہ پہلے پہل اسنے پتّے یا چمڑے
وغیرہ سے کام لیا ہو۔ اور اُن کو تنکوں یا کانٹوں سے جوڑ کر کار برآری کی ہو
تو پارچہ بافی و خیاطت کی ابتدا پہلے اسی سے ہوئی۔ لہٰذا نسّاجی و خیاطت کی بھی
یہی موجدہ ہوئی۔ جیسے مکڑی اور بئے نے قدرت سے سیکھا۔ اسنے بھی قدرت
سے سیکھا۔ اُسکے[19] خون اور دودھ سے بچے میں جملہ طاقت آئی۔ چاہے بادشاہ
ہو یا اوتار۔ اسواسطے معماری و رزّاقی و ستاری و نساجی و خیّاطی و صفائی پہلے عورت
سے عمل میں آئی[20]۔ جس قدر اُسکے جامے سے دودھ اور خون نکلتا ہے اگر مرد کے
جامے سے نکلے تو اُسکی بُری گت ہو جائے۔ ذیابیطس اور شکر اُگلنے کو تو برداشت
نہیں کر سکتا۔ خون اُگلنے کو کیا برداشت کرے گا۔ جوانی کا اچھی طرح منہ نہ دیکھ سکے[21]
عورت کے ماہواری خون میں وہ طاقت ہوتی ہے کہ اگر نیا پودا اُس کے ہاتھ سے

انگیٹھی اگر دوسری جگہہ نصب کرایا جائے تو اُسکی جسمانی بجلی کی حرارت کو وہ پورا برداشت
نہیں کرسکتا اور نشو و نما کی طاقت کھو بیٹھتا ہے۔ اسلئے ایسی حالت میں اُس کے ہاتھ
سے روٹی اور پخت و پز بہت مناسب نہیں نہ کہ ناپاکی کے سبب سے۔ سو یہ بات بھی مرد
کو حاصل نہیں۔ عورت(۲۲) کی جسمانی بجلی کی حرارت بحالتِ صحت۔ جو پخت و پز میں سرایت
کرتی ہے۔ وہ کہیں مردانہ باورچی کی بجلی سے قوی ہوتی ہے۔ عورت(۲۳) سخت تپش کے
زمانے میں بھی چولھے یا آگ کے پاس گھنٹوں بیٹھ کر کام کرسکتی ہے۔ بخلاف مردوں
کے۔ سب(۲۴) پر آگ پانی غالب ہے۔ آگ پانی پر فنا غالب ہے۔ فنا پر ہمہ اوست کا
مفہوم۔ اسی طرح عورت سب پر غالب ہے۔ بچہ(۲۴) زچہ کے دفعیہ علالت کے لئے پہلے
عورت ہی نے دوا دارو ایجاد کی۔ اسلئے ایجاد طبابت کا طُرّہ بھی اسیکے سر رہا(۲۵)+ ٹوکری
کھانچہ (خوانچہ) بنا کر اُسمیں بچے کو رکھ کر جھلانا صاف کہہ رہا ہے کہ ٹوکری اور گہوارے
کی موجدہ بھی عورت ہی ہے۔ بچہ(۲۶) کی حفاظت کے لئے چقماق سے آگ نکالکر لکڑی جلاکر
روشنی پیدا کرنا۔ اور روشنی کو ہوا سے بچانے کے لئے آنچل یا کسی اور چیز سے اوٹ
قایم کرنا سائنس اور لالٹین کی ایجاد کی ابتدا ہے + انسان کی منطقیہ تعریفات میں
سے ایک نو ایجاد تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ اَلْاِنْسَانُ طَبَّاخٌ یعنی انسان وہ ہے جو
پکا کر کھائے۔ اور حیوان وہ ہے جو پکا کر نہ کھائے۔ تو عام طور سے پکانا چرہانا۔ اور
مرد سے اچھا پکانا چرہانا۔ اور رسد پانی۔ چولھا۔ چکی۔ سب اسی کے ہاتھ میں ہے
اور چولھے(۲۷) چکی(۲۸) کی بھی موجدہ ہے۔ آج بھی بچپن میں اِس کا ہی کھیل ہے۔ چونکہ اسے بچوں

کو لوری کھلانی پڑتی ہے۔ گنگنانا پڑتا ہے۔ اسلئے پہلے زباندانی اسی سے ایجاد ہوئی
(۲۹) پھر اُس زبان دانی کے اندر لوری کی خاطر تُک میں تُک ملانا بھی ضروری تھا جو گانے (۳۰)
کی صورت پیدا ہو سکے۔ اسلئے شاعری اور موسیقی کی بھی یہی موجدہ ٹھہری + چنانچہ اسکا (۳۱)
گلا مردوں کی بہ نسبت ایک اچھا خاصہ اُغنیہ یا باجا ہے۔ اَب (۳۲) رہا دستی باجا جسکو مزمار
کہتے ہیں وہ عورتوں کی چٹکی۔ تالی۔ تھپکی۔ جھنجھنا سازی اور ڈھولک اور چوڑی سازی
گھنگرو گری سے ایجاد ہوتا گیا۔ کیونکہ بچوں کو بشاست و مسرت اور راحت و آرام رسانی
کے لئے ان سب چیزوں کی ضرورت ہے۔ نیز (۳۳) عورتوں کو بچوں کے اندر دلچسپی
پیدا کرنی پڑتی ہے اِس لئے اُنھیں چیستاں۔ پہیلی۔ کہانی۔ ایجاد کرنی پڑی اسواسطے
اُسے سخت و زبردست حافظے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ خدا کی طرف سے اُسے دیا گیا ہے
جب ہی اسکو۔ نسخہ جاتِ ادویہ۔ حصے بخرے کی فہرست۔ مہمان کی آمد و رفت کرسی نامہ
نام بنام۔ واقعات و حادثات زبانی یاد رہتے ہیں۔ اس قدر مرد یاد نہیں رکھ سکتا +
(۳۴) پہلے فنِ کلالی و سفالی۔ اسی نے ایجاد کی کہ مٹی کی ناہموار پیالیاں بنائیں اور
آگ میں جلائیں کہ بچوں کو بجائے چلّو سے پانی پلانے کے اُنھیں پیالی سے پانی پلائے۔
اب فنِ کلالی ترقی پاکر کتنا ہی کچھ اعلےٰ پیمانہ پر پہونچ جائے یہ دوسری بات ہے۔
بڑوں کا تو کام ہے کہ فقط مدد دے دیں اور ماتحتین اُسکو انجام تک پہونچائیں۔ بس
اُسنے مدد دے دی۔ چونکہ اسے بچوں کو کھلانا۔ کودانا۔ ورزش کرانا پڑتا ہے۔ اسلئے
ورزش اور رقص و تماشے کی وہی موجدہ ٹھہری۔ چنانچہ آج بھی سرکس میں عورت زیادہ تر

پوری دکھلاتی ہے۔ تنتے ہوئے رسے پر تھالی کے اندر سر رکھ کے آسمان کی طرف پاؤں بلند کر کے سر کے بل دوڑتی ہے۔ سر پر پانی سے بھرا ہوا گھڑا بے تکلف رکھ کے چلتی ہے + تمام عالم تماشہ گاہ ہے۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ بجلی۔ دھواں زلزلہ۔ آنکھ کی پتلی۔ نبض وقلب۔ تنفس و دوران خون۔ فکر و خیال وغیرہ وغیرہ سب چکر میں ہیں۔ ناچ رہے ہیں جسکی نقل پوری طرح سے عورت اُتارتی ہے۔ یعنی خوب ناچتی ہے۔ (۴۶) قدرت نے عورتوں پر کثرت سے نعمتیں حلال کی ہیں۔ جیسے رنگین پوشی زیورات وجواہرات کا استعمال۔ اگر یہہ استعمال نہ کریں تو ان چیزوں کی قدر و قیمت بھی نہیں۔ اور اُن کے استعمال کئے جانے کا فریضہ اور اُس فریضے کے حقوق نہ ادا ہوں اُن کی حق تلفی ہو۔ یہہ بات مرد کو حاصل نہیں۔ ہاں امرد ہونے کے پہلے یا دورِ امرد ہونے کی صورت میں کچھ دنوں تک وہ بھی استعمال کرلے تو زینت بخشا معلوم ہوگا۔ تو یہہ رنگین پوشئی و درخشانی جسکو پہلے حاجت ہوئی۔ اُسی نے پہلے تلاش بھی کیا ہوگا۔ اسواسطے رنگ وغیرہ کی بھی موجدہ عورت ثابت ہوتی ہے۔ (۴۷) درخشانی کو نورانیت سے تعلق ہے اِس لئے نورِ الٰہی کی بھی یہی ملکیت ہے گو اُس سے بوجہ شدت حصول بے خبر ہو۔ (۴۸) تمام جانداروں میں نر خوبصورت ہوا کرتا ہے۔ مگر انسانی عالم میں برخلاف اسکے عورت خوشنما ہوتی ہے۔ (۴۹) مردوں کے منہ پر جنگل جھاڑی لگی رہتی ہے۔ تو ان اللہ جمیل و یحب الجمال تبھی متنا پخشین عورتوں کی نقل کر کے زلف وکاکل ورنگین پوشئی وحنا بندی۔ صندل۔ کاجل وغیرہ اختیار کر کے محبوبیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حال وقال نام رکھ کے رقص و تماشہ دکھلاتے ہیں

یہاں تک کہ خود کو علت نا گفتہ بہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پورے کلچک پر نشاد۔ یا مخلے خان بہادر۔ یا رسوا نشاد خوار و رسیاہ اکبر بنجاتے ہیں۔ جسے علت المشائخ کہتے ہیں۔ بعض دو رخے اور سہ رخے ہو جاتے ہیں تو ٥

بیک در نشاید دو سوراخ سُفت

اسی سبب سے عرفانِ اصلی و تصوفِ روحانی بدنام ہو گیا۔ اور مشائخ و مشیخت کو روک دینے کی فوری ضرورت آن پڑی ہے۔ زلف میں چونکہ (۳۹) بل دینا پڑتا ہے اس لئے رسی کی ایجاد بھی ضرور پہلے عورت سے ہوئی ہے۔ اُسنے بال میں بل دیا غیروں نے اور چیزوں میں۔ مگر جسکو بھوک نہیں وہ کھانے کے صحیح لطف و مزے سے آگاہ نہیں۔ تو جس کو رحم نہیں اُسے اختناق الرحم کیا ہو گا؟ اسکا وہ دعویٰ نہیں کر سکتا + اسی طرح جسکے پاس عقل و نورِ ایمان نہیں وہ انصاف کیا کرے گا؟ کہ فلاں بات سچ ہے اور فلاں بات جھوٹ۔ اسلئے وہ عورتوں کی حق تلفی کرے گا اور اُن کی عظمت کو چھپائے گا۔ تو ترقی و تنزلی دو ہی باتیں ہیں جسنے اچھا کیا زور پکڑا۔ اوپر چڑھا۔ جسنے برا کیا۔ کمزور ہوا نیچے گرا۔ تو یہ نیچ لوگوں کا مقولہ ہے کہ عورت گھٹیل ہے۔ جسکی عورت قید۔ اُس کا مرد قید اُسکو آزاد و حاکم سے کیا نسبت؟ جیسی نسبت ویسی برکت؟ ٥

مکافاتِ عمل از ہیچ کس رشوت نمیگیرد

نیند (۴۰) ایک اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔ یہ بھی عورت کی مٹھی میں ہے۔ کہ جس وقت چاہا سو گئی + بیداری (۴۱) کس قدر مشکل کام ہے سو وہ بھی اُسکی مٹھی میں ہے کہ خطرے کے وقت

اور ذی فراش مریض کی خدمت کے لئے لگاتار اور شب و روز جگتی رہتی ہے۔ اسکو زیبا ہے۔ تیمار داری[۴۳] کے فریضے کی ادائی عورت سے بڑھکر مرد نہیں ادا کر سکتا اسکو جنگ احد وغیرہ کے بھی وقت میں لوگوں نے محسوس کیا ہے۔ اور یہہ فریضہ عورتوں کے سپرد ہوا۔ اور انھوں نے اُسے بالکل بے حجاب ادا کیا ہے۔ حجابی و بے حجابی عاصمہ کے لئے یکساں ہے سے

خانۂ شطرنج را کے حاجتِ دیوار ہست

عورت[۴۳] خوب محنت کرتی ہے + تھکتی نہیں + ہارتی نہیں + دکانِ حسن[۴۴] فروشی و عیش و نشاط کو مدت ہا مدت تک بے تکان چلا چکی ہے۔ مگر مرد اپنی مردی کی حیثیت سے وہ ایک گھنٹے لگاتار نہیں چلا سکا۔ عورت ایک منٹ کے لئے بھی مرد ہونا پسند نہیں کر سکتی۔ بخلاف مردوں کے کہ یہہ عمر بھر عورت ہونا پسند کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہیجڑے زنخے۔ دورخے گواہ ہیں۔ ساری برات[۴۵] اور ڈاکٹر بلکہ دنیا بھر کی گواہی دولھے کی مردانگی کے حق میں بے کار ہے مگر صرف ایک دولھن کی گواہی قابل یقین ہے۔ جسکی تصدیق عورت اور آلاتِ امتحانیہ کر سکتے ہیں۔ تو جس طرح نامرد کی قدر و قیمت عورت کے نزدیک ہیچ ہے۔ بلکہ ساری خلایق کے نزدیک حتےٰ کہ خود اُسکے نفس کے آگے بھی۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ صاحبِ صفات ہو۔ اِسی طرح کافران و جحود[۱]۔ نافرمان و مردود۔ نافرجام و مطرود۔ کی قدر و قیمت خدا و خداوند کے نزدیک ہیچ در ہیچ ہے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ

---

(۱) بڑے لوگ۔

وہ خود کو دینیدار کہتے ہوں۔ کیونکہ فلسفہ اصول بتلاتا ہے۔ منطق صحت و غلط کی چھان بین کرتی ہے۔ سائنس عملی جامہ پہنا کر صحیح نتیجہ بتلاتا ہے۔ تو ان تینوں کی گواہی اُن کی دینیداری کے بارے میں خلاف ہے۔ دیکھو کتنے ہی کچھ (۴۶) اس قدر آل قدر بال بچے ہوں مگر سب کو ایک عورت سنبھال لے سکتی ہے۔ اپنی ذاتی رُبوبیت سے اُن کی پرورش و نگہداشت پر غلبہ حاصل کر لے سکتی ہے۔ بخلاف مردوں کے کہ وہ نہیں کر سکتے۔ تو وہ جو بچوں کے جیسے معمولی خصائل کی پرورش و نگہداشت کر سکتی ہو وہ جوانوں اور خلقِ خدا کی بھی کر سکتی ہے۔ وہ ملکہ بن سکتی ہے۔ اُسکا ملکہ بننا خلافِ دین و مذہب نہیں ہو سکتا خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب اُسکا کسی یا قریبی رشتہ دار نہ ہو۔ جیسا کہ آجکل کہیں کہیں ہے جسکو لوگ دین و مذہب کے خلاف سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دائماً ابداً صورتِ نساء پر ناجائز طریقے پر بجمیع الوجوہ صورتِ رجال قوّام و غالب سمجھا جاتا رہے۔ نعوذ باللہ من ذالک یہ رائے ماضیہ یا رائجہ غلط ہے۔ کیا بی بی حوّا۔ بی بی مریم۔ بی بی فاطمہ۔ بی بی امیرا دکھن کی بیگم۔ تارا بائی۔ چاند بی بی۔ زیب النساء۔ موجودہ زمانہ کی صوفیہ و نبیہ بی بی اینی بسنٹ وغیرہا سب کی ذاتی عظمت کو بالائے طاق کر دینے کا خیال ہے؟ نہیں ہو سکتا

باطل ست آنچہ مدعی گوید
خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

(۴۷) (۴۸)

عورت پر شدتِ ربوبیت کے سبب سے مصنوعی عبادتیں اسقدر فرض نہیں جس قدر مردوں پر + عورتوں کو قدرت کی طرف سے بلا مفہومِ نقص و کمال سب چیزیں اعلےٰ ملی ہیں۔ ان کے (۴۹)

سب حواس و قوے تیز ہیں۔ ان کے قوائے قلبیہ تیز۔ قوائے مصورہ تیز۔ و قوائے عاقلہ تیز۔
کراماً کاتبین کو جاسوسی کے محکمہ کو جلا دینے والی۔ کیسا ہی کوئی شخص ہو اُسے چشم زدن میں
بے وقوف بنا کر فریب دیدینا اور گرفتار کر لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بقول انکے

مجھکو کرنا ہے آخر انتسلیم
اِنَّ رَبِّی بِکَیدِہِنَّ عَظِیم [1]

(۵۱) یہہ ولادت کی تکلیف کو جانتے ہوئے بھی بچوں کو پیار کرنے سے نہیں ہٹتی ہیں۔ سچے پیار سے پیش آتی ہیں۔ اپنی بوٹی نوچکر کھلا دینے کو تیار ہوتی ہیں ان کو پیار کرنے کی یہانتک عادت پڑجاتی ہے کہ انکی خمیر ہوجاتی ہے۔ کیونکہ انکو ہمیشہ پیار ہی کے اندر رہنا پڑتا ہے۔ اسلئے یہہ خود ہی خدا کی پیاری ہیں۔ سراپا روح القدس ہیں۔ بی بی مریم کا نام بھی روح القدس ہے (۵۲) انکو لکنت کا عارضہ کم دیکھا گیا ہے + یہہ اکثر ضرب المثل میں بات کرتی ہیں۔ یہہ ضرب المثل کی بانی ہیں۔ (۵۳) ماقل و دل۔ [1] جوامع الکلم [2] اور بدائع الحکم [3] بات کرتی ہیں ع

ضرب شمشیر ندارد۔ اثر ضرب مثل

(۵۴) یہہ ان کی خوبی ہے۔ عورتوں کے سامنے مردوں کو اپنے جوہر دکھلانے میں تقویت پہونچتی ہے۔ اور اُن کی شاباشی سے دل بڑھجاتا ہے۔ چنانچہ جانوروں میں جس دم مادہ سر ہلا کر داد دے دیتی ہے تو نر کا جی نہال ہوجاتا ہے۔ جیسے تیاز کو دیکھو۔ تیتر کو دیکھو کہ جنگ کے وقت تیتری اُسکو شاباشی دیتی ہے تو خوب لڑتا ہے۔ اسلئے شکست کے

---

(۱) اے خدا یہ عورتیں بڑی مکارہ ہیں۔ (۲) قلیل کے اندر دلیل بہت ہو (۳) کلام جامع (۴) حکمت سے بھرا ہوا۔

مقام پر ہر ایک مرد اپنی بیوی سے اوہر اُدہر کے عذر لنگ پیش کر دیتا ہے۔ گویا وہ
کسی طرح شکست نہیں کھا سکتا تھا۔ مگر اس میں فلاں قسم کی بات پیدا ہو گئی۔ یا خود
آپ نے پہلوتہی کی۔ تاکہ اس کی عزت اسکی آنکھوں میں بڑہی رہے (۵۵) جہاں عورت
صحافشہ ہو وہاں فحاشی کا میلا جھمیلا لگ جاتا ہے۔ آبادی ہو جاتی ہے۔ لوگ دوڑتے
چلے جاتے ہیں۔ گویا ایک انار صد بیمار۔ ایک انگور صد زنبور کا مضمون ہو جاتا ہے
واقعی ؎

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

بہت ٹھیک ہے کیا اب بھی شک ہے؟ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن جہاں مرد
ہو تو یہہ امید نہیں۔ کہ ایسا میلا جھمیلا ہو۔ مگر ہاں عورتوں کے لالچ میں کبھی بانا
بدل کیے۔ اللہ و الا بنکے کسی جگہہ بیٹھہ رہے تو البتہ یہاں کا میلا جھمیلا ہونے لگتا ہے
لیکن کبھی نہ کبھی ظاہر ہی ہو جاتا ہے کیونکہ ؎

فربہی شئے دگر و بلغم و اورام جدا ست

خدا رسیدگی اور چیز ہے۔ مکاری اور چیز ہے۔ غواص پہچان لیتا ہے کہ موتی کہاں ہے
(۵۶) ترجو ہے سو مادہ کے استمام کے لئے مثانہ وار جھلگو بنا رہتا ہے (۵۷)۔ یہہ عورت حیات
کی ہستی ہے۔ مزید الحیات ہے (۵۸)۔ قبہ نور ہے (۵۹)۔ نور کا بقعہ ہے (۶۰)۔ سراسر خون و حیات
ہے۔ نبوت (۶۱) کے معنوں میں سے پیشینگوئی۔ اور اکٹھراہٹ یا بالیدگی کے بھی معنی ہیں
سو عورتوں کی نبوت تاب جوانی کی انشافی (۶۲) بالیدگی پیشینہ ہے (۶۳)۔ عورت زادہ ظلمات

کی فطرتاً صراطِ مستقیم ہے۔ راستہ۔ طریقہ اور مذہب ہے۔ ضرور راہی ہے۔ راہی تھکے راستہ نہ تھکے لَقَدْ سُرَّ مَنْ رَاٰہَا[1] کا مضمون ہے۔ عورت کی رفتار میں طاقت و کشش اسکی گفتار میں کشش۔ اسکے طور و اطوار میں کشش۔ اسکے دیدار میں کشش۔ اسکی چال ڈھال میں کشش۔ اسکے حال قال میں کشش۔ اسکے خط و خال میں کشش۔ اسکے حسن و جمال میں کشش۔ اسکے عرض حال میں کشش۔ اسکے جاہ و جلال میں کشش۔ اسکے لب و رال میں کشش اسکے رنج و ملال میں کشش۔ گویا کہ اسکے بال بال میں کشش ہے۔ بس بول دو کہ ؎

ابر است و بہار است و ہوا ہم مزہ دارد

برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

کا مضمون ہے۔ اسکی حیا۔ خموشی و گویائی سب بات میں طاقت و کشش بھری ہوئی ہے ایک زبردست بجلی کا کوڑا۔ اور موت کا شیریں طمانچہ ہے۔ سراپا کہربا اور مقناطیس ہے جیسے آفتاب اور قوائے غیبیہ خالص کشش ہیں۔ اسکا نام نسا ہے یعنی کائن و کائنات و مافیہا سب کو بھلا دینے والی۔ غم غلط کر دینے والی۔ طاقت و کشش۔ پردہ دری و پردہ داری سب اسکے اختیار میں ہے۔ یہہ پوری پوری سکتی ہے۔ جسکے پاس عورت نہیں اُسکا گھر ویران ہے۔ وہ آدمی بے ابرو سمجھا جاتا ہے۔ اُسکو کوئی جلدی قرض و دین و مستعار نہیں دے سکتا۔ لین دین سے پرہیز کرتا ہے کہ یہ بے گھر و دوار اسکا کیا اعتبار ہے۔ اور اُسکا دماغ برابر نہیں رہتا۔ اُسکی تجارت و زراعت و صحت و تندرستی میں

---

(۱) مسرور ہوا جسنے دیکھا۔ یا منزل کاٹی۔

برکت نہیں ہوا کرتی داؤد اور سلیمان کی صحبت کا قصہ تم نے توراۃ میں دیکھا ہوگا وہ قصہ شناہد ہے
کیونکہ تجارت و زراعت و تندرستی میں بہت بڑا ہاتھ عورت کا ہوتا ہے۔ یہی کھیتیوں کو
اَلَم نَعَم۔ الائے بلا سے صاف و پاک کرتی ہے۔ اچھے برے حق و باطل کو
ایسا چھان پھٹک کر نکالتی ہے جیسا کہ چھلنی۔ خیر کر اور آٹے کو جدا کرتی ہے۔ یا سوپ
(۶۹) کنکر اور غلے کو جدا کرتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں عورت کی ایجاد کردہ ہیں۔ (۷۰) اسنے
کیا کیا نہیں ایجاد کیا ہے۔ (۷۱) اسنے اور اپنے شوہر اور بچوں کے کپڑوں اور لتوں
کو صاف صوف کرنے کے لئے خاکی یا اور قسم کا برادہ اسی نے ایجاد کیا ہے۔ فن
(۷۲) قصاری (دھوبی کا فن) اسی سے پہلے عمل میں آیا۔ (۷۳) اسنے مسکن کی پیش افتادہ
زمین میں پہلے اسی نے چھوٹی موٹی چیزیں بوئیں اور روپیں۔ جس سے زراعت اور
نخل بندی کی بنا پڑی + (۷۴) بچوں کی خاطر پہلے اسی نے چڑیا منیا پالا پوسا۔ کتے بلی کو
باندھ چھاند کرنے کے لئے اسی نے کھونٹا کھونٹی گاڑی۔ (۷۵) فن حفاری کی بھی یہی موجد
ہے + (۷۶) لوگ کہتے ہیں کہ اگر حاملہ عورت کی نگاہ مار سیاہ پر پڑ جائے تو اسکو کچھ نہیں
سوجھتا۔ ادھر ادھر لوٹا پھرتا ہے۔ گویا اندھا ہو جاتا ہے تو یہ بات مرد کو حاصل نہیں۔
(۷۷) لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو اپنی مخلوق سے ماں کی طرح محبت ہے۔ باپ کی طرح نہیں۔
تو اس جگہ بھی ماں ہی بڑی رہی یعنی عورت۔ (۷۸) بیشک عورت مستجاب الدعوات ہوتی
ہے اسکی منتیں پوری ہوتی ہیں۔ (۷۹) یہ عورتیں جفاکش ہیں ولادت جیسی کرب و بلا میں
مبتلا ہو کر پار گھاٹ لگ جانا انھیں کا کام ہے۔ مرد کو دو چار روز انقباض ہونے کے بعد

اگر بستگی اور خشکی کے ساتھ انبساط ہوتا ہے تو امان امان پکارتا ہے۔ عرق عرق ہو جاتا ہے۔ اور ثقیل غذا سے پرہیز کرنے لگتا ہے۔ مگر عورتیں سب قسم کے بقولات کو چٹ کر کے ہضم کر جاتی ہیں۔ عورتیں مہد و شاہد کی سرکار ہیں۔ اُن کی گود پہلا اسکول ہے۔ یہیں سے تربیت و ہدایت پہلے شروع ہوتی ہے۔ اب وہ تربیت و ہدایت جیسی ہو۔ وفاقی ہو یا نفاقی۔ خیراً ہو یا شراً۔ اچھی ہو یا بری۔ تعلیم یافتہ لوگوں کی حالت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ شاگرد و اُستاد کیسے ہیں یا کیسے تھے کیونکہ

شاگرد رفتہ رفتہ باُستاد میرسد

اسلئے ایجوکیشن اور ڈائرکشن۔ یا تعلیمات و ہدایات یہیں سے ایجاد ہوئیں۔ مرد اگر پاجی ہو تو عورت درست کر دے سکتی ہے۔ لیکن اگر عورت پاجی ہو تو مرد نہیں درست کر سکتا۔ اگر عورت درست ہو سکتی ہے تو پھر عورت ہی سے درست ہو سکتی ہے۔ یہہ مدعیہ نہیں ہوتی بلکہ عملی طور پر ثابت کرتی ہے۔ یہہ مرد کو درست کرنے میں کبھی ملکہ و مادرِ مشفقہ بن جاتی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ بتلاتی ہے۔ کہ تم اتنی دیر سے کہاں تھے؟ ابھی حساب بتلاؤ۔ کیفیت پیش کرو۔ کبھی خواہرِ شفیقہ بن جاتی ہے اور محبوبہ تو ہی ہے۔ اور واقعی صحیح معنی میں یہی سچ مچ کی بیوی ہے۔ درجۂ تثلیث و توحید اسی کو حاصل ہے۔ اگر شوہر و فرزند بدبو سے بدبو مرض میں بھی مبتلا ہو جائے تو بلا ناک بند کئے ہوئے اور بغیر گھن ظاہر کئے ہوئے بھوکی پیاسی شب و روز خدمت کرنے کے لئے تیار ہے۔ سبحان اللہ اکبار رحم و محبت ہے۔ کیا خلق و مروت ہے

کیا خلاق و وفا ہے کیا ایثار و حوصلہ ہے کیا صبر و تحمل ہے۔ کیا شکر و توکل ہے۔ کیا قناعت و ہمت ہے۔ سراسر رحمت و نعمت ہے۔ اگر کسی عورت کا اکلوتا بیٹا کسی سبب سے قریب الہلاک ہو۔ اور کوئی کہے کہ جب تک ماں بیٹے میں زوجیت نہ ہو لڑکا جی نہیں سکتا تو ماں راضی ہو جائے گی۔ اگرچہ اسکے بعد منہ نہ دکھلائے اور خود کو ہلاک کر دے یہہ دوسری بات ہے مگر کر گزرے گی کرتے

حیرت افزاید بجیرت آورش صد آورش

پس اللہم صل علے نسوان دایما ابدا۔ ان کے آگے سر جھکاؤ۔ عورت اگر دعا مانگتی ہے تو سچے دل سے گڑگڑا کے دعا مانگتی ہے۔ یقین مانتی ہے۔ عناصر و آثار و فطرت کو گواہ رکھتی ہے۔ پھر دعا قبول ہونے کے بعد ایفائے وعدہ کرتی ہے۔ اگر مرد صاحب اخلاق ہو۔ کماست ہو۔ طاقتور ہو۔ اگرچہ تونگرا ہو تو اور مستزاد ہے۔ پھر عورت اس سے خلع کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتی۔ لیکن درانحالیکہ اس کو سب طرح کی تکلیف ہو اور اس کو خیال ہو کہ

در چیر کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

تو بے شک بے وفائی کر گزرے گی۔ کیونکہ یہی اس کا علاج ہے۔ اس واسطے صحیح معنی میں عورت بے وفا نہیں کہی جاسکتی۔ نہ گنہگار ہو سکتی ہے۔ اسکو یہی کرنا چاہئے کیونکہ مرد نے اسے زندہ در گور کرنا چاہا۔ اسلئے حفاظت خود اختیاری ضرور ہے کیونکہ

تراکہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت — کا مضمون پیش آیا

اِس لئے اس کی مناسبت سے یہ باتیں عمل میں لائی گئیں۔ عورت اکیلی مدخل ومخرج[89] ہے۔ یہہ بات مرد کو حاصل نہیں۔ عورت[90] نہایت دوست پرست اور وفادار ہے۔ اپنی سکھی سہیلین کو انتہا درجہ چاہتی ہے۔ باکیدیگر تحفہ و تحائف کے مراسم زیر مشق رہتے ہیں۔ اگر سکھی سہیلین۔ پڑوسن ہمنام ہے تو پھر کیا کہنا ہے۔ باکیدیگر میتن کے نام سے یاد کرتی ہے۔ یعنی اے میری ہمنام میت یا ساتھی۔ اور بایک دگر مان دان رہتا ہے۔ واقعی یہی چاہئے۔ بس ؎

مخلوقِ خدا کُن زندگانی   بہ آداب بہ اخلاق و بہ تہذیب

یہہ بے صبر بھی بہت ہوتی ہے[91]۔ اس میں صفات متضاد و جمع ہیں۔ جیسے خدا میں۔ چنانچہ اگر کوئی اپنی بیوی سے یہہ کہے کہ سو کے اُٹھنے کے بعد تم سے ایک عجیب و غریب بات کہیں گے۔ تو پھر دیکھو کہ اب وہ ہرگز اُسکو سونے نہیں دیگی۔ گدگدائے گی نوچ نوچ کے اُٹھائے گی کہ ابھی کہدو۔ یہہ اُسکی بے صبری کی دلیل ہے۔ عورت[92] دولت کی سخت لالچی ہے۔ کیونکہ خود سمجھی ہے کہ زر۔ زر کشتہ در جہاں گنج گنج کا مضمون ہے۔ اس واسطے یہہ اچھی بات ہے۔ عیب نہیں۔ کیونکہ ؎

خرس باشی و خوک باشی و یا سگِ مردار باشی
ہرچہ باشی باشی۔ لیکن۔ اندکے زردار باشی

اور یہہ صفت ٹھیک ہے۔ پھر دیکھو کہ عورت کفایت[93] شعار بھی ہے۔ چندی چندی تاک کو جمع کرتی رکھتی ہے۔ کیونکہ گھر کو ہمیشہ میں ضرورت بھی ہے۔ یہہ[94] طوفانی بھی ہے

وتنی سی بات کو افسانہ کر کے بتلاتی ہے۔ جیسے خدا کے حرف یا انا کن انا کے مفہوم کو بزبانِ حال اتنی بڑی کائنات میں بیان کیا گیا ہے۔

وائے بر قدرِ سخن گر بسخنداں نرسد

عورت بالعموم رقیق القلب۔ سریع البکا۔ اشک ریز۔ منکسر مزاج۔ صابرہ۔ شاکرہ۔ قانعہ۔ جفاکش ہے۔ رحیمہ پھر ظالمہ بھی ہے۔ بزدل پھر دلیر بھی ہے۔ کیونکہ بے انتہا غصّہ ور ہے۔ ذری سی بات میں خود کو اور اپنے بچوں کو مار ڈالنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر کہیں ناجائز بچہ ہو گیا تو فوراً گلا گھونٹ کے مار ڈالنا اور ایک قطرہ آنسو بھی نہیں بہانا اسکا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اب اس فعل کے اندر کسقدر بے رحمی کو دخل ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اگر بچے کی صحت کے لئے اندھیری رات میں مسلا دہار پانی برس رہا ہو۔ اور اسکو کسی خطرناک جگہہ سے مٹی اُٹھالانے کے لئے کہا جائے تو دلیرانہ وہاں چلی جائے گی۔ یہہ (۹۶) زمین والوں سے بڑھکے رازدار ہوتی ہے پھر راز کو فاش کرنے والی بھی ہے۔ تخم ناکمل کو مکمل کر دینے والی۔ اس لئے تخم جو ہے سو تکمیل پانے کے لئے اسکی آغوشِ رحمت میں آتا ہے۔ لہذا مرد جو ہے سو اُسکے لئے سخت غرضمند ہے۔ پہلے اپنی غرض ظاہر کرتا ہے۔ ڈہول تاشے کے ساتھ برات لئے ہوئے دروازے پر آ کے کھڑا ہوتا ہے کہ خدا کے لئے پناہ دو

(۱) اے میں یا میرا حصہ جو عالم اور جزوِ عالم کی شکل میں دوسرا میں بنگیا ہے۔ سب مرحلے تمام کر کے پھر پہلے جیسا ایک ہی میں بنجا!

کہ ایک سے ان ایک ہو جائیں یعنی پیدا کر کے بہت سے ہو جائیں۔ صرف میرا ہی ایک وجود رہکے منقطع نہ ہو جائے۔ اور اس ایک سے دوسرا ایک نہ ہو یہاں تک کہ لگاتار بہت سی اکائیاں دوئی کی صورت میں بڑھتی جائیں جسکو خاندان کہیں گے۔ لہذا اہل غرض کو چاہیئے کہ ماتحت رہے (خاصکر جہاں پر سخت ضرورت ہو مگر بقول اہل علم وصاحب ہوش کجا شخص فرومایہ کند گوش۔ اس لئے اسکی تصدیق نہیں کرتے)[97] چنانچہ عورتیں مردوں کو اپنی برابری کا نہیں سمجھتیں۔ انکا جھوٹا نہیں کھاتیں۔ اپنی چیزیں خاصکر کھانے پینے کا برتن وغیرہ نہیں چھونے دیتیں انکو ناپاک سمجھتی ہیں۔ بلکہ تھوتھو کرکے بکرے کی طرح بدبو وار جانتی ہیں۔ باوجود ان سب باتوں کے جاننے کے بھی یہہ مردوں کو سرفراز کرتی ہیں واللہ سراپا محسنہ ہیں اور بیشک مرد کے مقابلے میں خوشبو ہیں اور وہ بدبو۔ جتنے کہ یہ پرسوت۔ زچگی۔ اور حیض کی حالت میں بھی اپنے اور اپنے بستر کی ایک خاص مست بو رکھتی ہیں۔ کاجل۔ سرمہ مسی۔ اٹھن لوازمات صفائی و زینت و آرائش سب انھیں کی ایجاد ہے۔ انھوں نے ہی اپنے لئے انکی حاجت محسوس کی اور ایجاد کیا۔ عورت ہی ٹیکس لینے کی بانی مبانی ہے چنانچہ اپنے شوہر سے زوجیت کے بدل میں دین مہر و نان و نفقہ لیتی ہے۔ یہی عدل و عدالت کی موجد ہوتی کہ جب اسکے بچوں میں باہم جھگڑے ہونے لگے۔ تو ان کو بھی فیصل کرنے لگی۔ سزا کے موقع پر سزا۔ جزا کے موقع پر جزا۔[101] انعام و اکرام کے موقع پر انعام و اکرام۔ اور حقوق کے موقع پر حقوق متعین کئے۔[103] پس ان مذکورہ باتوں کی بھی یہی موجدہ

(۱) نا آشنۂ

ہے۔ یہاں تک کہ بال بچوں کا بول و براز صاف کرنے کے سبب سے بھنگی تک کا کام ایجاد کیا۔ پس حد ہوگئی۔ اسکو خاصکر خاوندی حسن و عشق سے بہت ہی دلی لگاؤ ہے۔ اور یہہ معلوم ہی ہے کہ ؎

زعشق کارِ دو عالم بدست می آید
خوشا کسیکہ توسّل باین جناب گرفت

یہہ عموماً تماشہ بیں ہے۔ راحت پسند ہے۔ عزت پسند ہے۔ خوبی پسند ہے۔ سادہ مزاج و نیک دل ہے۔ معصوم صفت ہے ؎ خوب کہلائے نرم گفتار است اور جسوقت چاہے اپنا نیچر بدلدے۔ عمر بھر بے نقاب پھرے جی میں آجائے تو پردے میں بیٹھ جائے کچھ اندیشہ بھی نہ کرے۔ اگرچہ اسکی تندرستی میں فرق آجائے عمر گھٹ جائے مگر پرواہ نہ کرے۔ جیسے بعض قوم بے انصاف ہے۔ یہہ بھی بے انصاف ہوجائے کہ دائی ماما کو باہر نکلنے دے اور خود سب سات پردے کے اندر۔ کیونکہ سب کے سب پردے میں ہوجائیں تو باہر کا کام و ہام کرنیکے لئے دائی ماما اصیل کہاں سے آئے۔ اسکے معنی یہ ہوئے کہ غریب بے پردہ رہے اور امیر پردہ دار مگر صحبت بے پردہ والی کی رہے اسواسطے وہ قوم اور اسکی عورتیں اپنی شائستہ صفات کھوبیٹھی ہیں۔ عیاں راچہ بیاں کا مضمون ہے۔ جو لوگ ان میں سے مستثنے ہیں وہ مجبود نہیں ہیں مگر مجبود (یرے لوگ) کے نزدیک نااہل ہیں تو ان نااہلوں کی بات کا خیال کیا ہے اس لئے اسے اہلیت والو اہل بنے رہو ؎

بال جتنے تھے ہوئے سارے سپید رات گذری نور کا تڑکا ہوا - دیکھو!

(۱۰۵) عام طور پر عورتوں کے مقابلے میں سب مردانی صورتیں فاسقہ وفاجرہ ہیں - عورت کی مثال مرد کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسا کہ اس شعر کا مفہوم ہے کہ

اسپِ تازی اگر ضعیف بود

ہمچناں از طویلۂ خر بہ

(۱۰۶) سنو - دیکھو خدا اُسمان ہے یعنی گھمانے والا - اور دُنیا سمجھ ہے یعنی گھومنے والی ناچنے والی - مگر ناچنے میں مرد جو ہے سو عورت سے نہیں بڑھ سکتا - نہ بھاؤ اور ترتھ بتلانے میں بڑھ سکتا ہے - اور ترتھ زبانِ حال ہے - اور تقریر زبانِ مقال - اور تحریر زبانِ مثال ہے - (۱۰۷) تو زبانِ حال میں عورت ہی بڑھی رہی - جو ابتدائی زبلندائی ہے اور قدرتی زبان جو اشارۂ وحجاز میں ہوتی ہے اور وہی خدا کی زبان ہے اُسکو بھی عورت قدرتی طور پر سمجھتی ہے اور اُسکی ترجمان ہے - جب ہی بچوں کے اشارے واستعارے کو سمجھتی ہے - اور مرد نہیں سمجھ سکتا - کیونکہ

رسد بمغزِ سخن ہر کہ ایں سخن فہمد

(۱۰۸) اب غور کرو کہ ہیجڑے اور ناچنے والے مرد جو ہیں سو عورت ہی کا لباس پہنتے ہیں - جب ہی ان کے رقص ونگار میں لطف وذوق پیدا ہو جاتا ہے ورنہ ہرگز نہ ہو - اسلئے (۱۰۹) موکل - تو سے - فرشتے - اور آثار وتاثیرات سب کے سب عورت کی شکل میں تبلائے گئے ہیں - چنانچہ اکثر مذاہب میں تمام اربابُ القویٰ دیبی کہے جاتے ہیں اور ان کی تصویریں

عورت کی شکل میں بتلائی جاتی ہے۔ کتابِ محمد میں بھی سب ارباب اور دیبیوں کے
نام زنانے ہیں۔ بجائے مرسل کے انکو تانیثاً مرسلات کہا گیا ہے۔ بجائے ناشر کے
ناشرات کہا گیا ہے۔ جیسے مرسلات و عاصفات۔ ناشرات و نازعات و ناشطات
و ذاریات۔ جاریات و ذاریات۔ حاملات و سابحات۔ لات و بلات۔ یعنی رب الہوٰ
و رب النیران و رب النشاط وغیرہا وغیرہا کمہ

چہ فہمد نکتۂ اہل خرد را
ہر آنکہ مغز اندر سر ندارد

اسلئے غور کرو۔ دیکھو کہ اگر کوئی ایسا خطاوار ہو جسکے صحیح معنی میں قطعی معافی بلا انتہائی
بلیغ کوشش کئے ہوئے سخت ناممکن معلوم ہو رہی ہو تو وہ انتہائی بلیغ
کوشش بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتی ہے کہ خطاوار شخص اپنی لڑکی کو سزا دینا کہ
معاف کرنے والے شخص کو نذر کر دے۔ پیش کر دے۔ یا بیاہ دے۔ بس یہ کام
انجام پاتے ہی بلا چون و چرا۔ بادشاہ یا معاف کرنے والا شخص نورًا کا فورًا
خالی معاف ہی نہیں کر دے گا بلکہ نثار ہونے لگے گا۔ تو اب یہ معافی و مغفرت و
نجات بھی عورت ہی کے دم سے قرار پائی۔ چنانچہ اگر بی بی خدیجہ بیوہ نہ ہوتیں
اور بی بی شہر بانو پارسن نہ ہوتیں تو نہ معلوم عتابِ محمدی و عیسوی سے یہود ان
و مجوسیان فی الحال خدا معلوم کیسے کیا ہو جاتے۔ ان کا وجود تک باقی نہیں رہتا
کیونکہ جس قوم کی عورت اوتار اور بادشاہ کی بیوی ہوگی تو اسکی خاطر اس قوم پر اسکی نظرِ عنایت

مستفید ہوجائے گی۔ تو جب مغفرت و نجات عورت کے وسیلے سے قرار پائے تو
(۱۱۱)
عرفان بھی اُسیکے وسیلے سے حاصل ہوگا یعنی خود شناسی و خداشناسی۔ چنانچہ بچہ پدر پرست
سب سے پہلے ماں ہی کو پہچانتا ہے۔ باپ کو نہیں۔ بلکہ باپ کو بھی ماں ہی کی معرفت
سے پہچانتا ہے۔ جیسے مادرِ گیتی کے ذریعے سے ازلی ابوالآباء کو تو یہہ عرفانی سبق
اور اُسکا حصول عورت ہی کی طرف سے ہوا۔ بس مجازی حقیقی کا عکس ہوا۔ گویا ؎

لعل در کوہ است پوشیدہ بسنگ ۔ ہست ہر شاہد نہاں اندر لباس

(۱۱۲)
دیکھو بغیر عورت کے دین و دنیا میلا جھمیلا۔ ناٹک تھیٹر۔ سرکس تماشا۔ بھانڈ کی مجلس
عبادت گاہ فروغ نہیں پا سکتے۔ نہ اُن کی تکوین و تدوین کے حقوق و فریضے ادا ہو سکتے
(۱۱۳)
عورت ہی سب چیز کی مرکز ہے یہاں تک کہ انتہائی ترقی جو عرفان و نجات میں مضمر و
محتجب تھی وہ بھی اُسی کے ہاتھ رہی۔

تصوّر و بُت پرستی

چنانچہ اسوقت تک جو حصولِ ترقی و عرفان کے لئے تحقیقاتی اصول قایم ہوئے ہیں وہ
سب ابداعِ تصویر پر منحصر ہیں۔ اور علے الاکثر تصور کے لئے کوئی نہ کوئی۔ اور کچھ نہ کچھ
مجسّم شئے ہونی چاہئے۔ تو انسان کے لئے منظرِ فطرت و فضائے عالم سے فوق الفوق
جسیمہ تصور کے لئے بجز شکلِ انسانی کوئی دوسری چیز فی الفور مدخل فی الذہن نہیں ہوتی
اِسلئے یہی مقرر ہوئی۔ خاصتہً جو بے عیب و پاکیزہ صفات کی صوری[1] نقل ہو۔ خواہ
تصویر ہو یا کم از کم اُس تصویر کو خالص پاکیزگی کے مفہوم سے نسبت دیکر عقیدہ رکھتے ہوئے

(۱) صورت والی

تصور میں کانٹھا جائے۔ کہ قوائے ہاضمہ کی طرح فضلے کو باہر پھینک دے۔ اور جوہر کو اپنی ذات کا جزو لاینفک بنا لے۔ اسی کو کہیں گے کہ اُطلبُو الخَیرَ عِندَ حِسانِ وجوہ۔ واقعی ؎

بے کشش۔ نتوان بروں۔ از قیدِ دنیا آمدن

بے رسن۔ از چاہ۔ ہیہات است بالا آمدن

پس یہیں سے بت پرستی کا سنگِ بنیاد پڑا۔ تو گویا اضطراری حق کی پہچان یہی ہے کہ جہاں بھر کے دل میں بلا تفریق بیک آنِ واحد ایک ہی بات آئے۔ اگر اسکو چھوڑانا چاہیں تو جزوِ ہستی ہونے کے سبب سے کسی نہ کسی طرح پھر گھس بیٹھ کے اپنی جگہہ بنا لے۔ پس اسی اصول کی بناء پر جہاں بھر میں بت پرستی پھیل گئی۔ مگر ؎

دعوئے حق را۔ کند باطل۔ گواہِ بے شعور

عذرِ نامعقول۔ ثابت می کند۔ تقصیر را

چنانچہ اس بت پرستی کی ابجد خوانی بچوں کے کھیل سے شروع ہوئی۔ کیونکہ بچوں کو قدرتی طور پر کھلونے سے بے حد شوق ہے۔ پانی یا آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر اس طرف لپکتے ہیں۔ اگر وہ نہ کھیلیں تو اُن کی زندگانی کے حصے کسی نہ کسی طرح ماؤنٹ وکٹر دریائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب دم کچھ کھانے کی چیز رنگین گل بوٹے کے ساتھ گڑ وا گڑیا۔ اور کھلونے کی شکل میں بنائی جاتی ہے تو وہ بڑی بشاشت اور روح افزائی کے ہمراہ اُس طرف بے ساختہ مائل ہو جاتے ہیں۔ یہ فعل ہر ایک معصوم

بچے کا ایمائے فطرت و اہدائے قدرت کی تصدیق کرتا ہے۔ اسلئے عورت کو مصوری و نقاشی و رنگ سازی و بت گری وغیرہ کی جانب منتقل ہونا پڑا۔ اور عملی جامہ پہنا کر ایجادی عالم میں لائی۔ اور یہہ ثابت کیا کہ اَلاِنسان مُصوّرٌ و نقاشٌ۔ پس مذہب و عقیدے کی ابتدا جو قدرتی طور پر بت پرستی ہے وہ عورت ہی کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوئی۔ اگرچہ

ہر خیالستان میں ہے خطِ صورت شاہ کی
اور یہ صورت ہی اسکی ایک صورت پر نہیں

پس سیدھی سادی بات یہ ہے کہ اچھے کام کرو۔ کھاؤ کماؤ۔ موج و مزہ کرو۔ انندھ کیسے رہو۔ کسی کو دکھ نہ دو۔ واجبی طور پر خدا کو یاد کرلو + آگے بڑھو تو جدت و بدعت و ایجادات و اتحاد و ترقی کے ساتھ صفاتِ الٰہی پر غور کرو۔ تو یہ غور کرتے ہی ذاتِ الٰہیہ خیال میں آئے گی۔ اور فوراً تصور قایم ہوگا۔ اور تصویر ڈھلے گی۔ اور بت پرستی میں داخل ہوجائے گی کہ گویا

جامۂ طفلی۔ بہ ہنگامِ نمو۔ بس تنگ شد
پرزہ پرزہ گشت۔ چوں۔ با جسمِ فربہ جنگ شد

کا مضمون پیش آئے گا۔ اور یہہ قدرتی بات ہے۔ بُری نہیں۔ اس لئے ہزار ہا ہزار لوگوں کو بت پرستی سے روکا گیا۔ مگر اسکی قدرتی صداقت نشو و نما پانے سے باز نہ آئی اس میں اصلاح تو بہرطور ممکن ہے لیکن انتساخ بالکل ناممکن ہے۔ ہزار کوئی اوتار اسکی برائی سمجھا کے چلا جائے مگر اسکے جاتے ہی لوگ اسی کو پکڑ لیں گے اور

پکڑ لیا کرتے ہیں کہ ؎ بہ بتاب عشق ہر چہ کند حق بدست او۔ حالانکہ ؎

تمثالِ او۔ بوہم و خیال و بہ آئینہ

در علمِ ذاتِ پاک خودش ہم تہی کشند

کا مضمون ہوتا ہے۔ تاہم وہ کہتے ہیں کہ وہ کیا کریں معشوق نہیں تو معشوق کے جوتے کی خاک ہی سہی۔ کچھ مضائقہ نہیں ؎

اگر بہ عشقِ صنم گر۔ صنم پرستی شد

صنم پرست و صنم گر۔ صنم و حید آمد

لہذا بت پرستی۔ یا بت پرستی کا مفہوم۔ روح افزائی و دلچسپی و تسکین دہی اور دل بہلانے کے لئے مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتا رہا۔ کہیں یادگار زمانہ ہونے کی صورت میں معشوق یا موجد یا مورثِ اعلےٰ یا نامی آدمی کا اسٹیچو (جسیمہ) قائم ہوا۔ کہیں مختلف صفات کو شکل و صورت میں قیافتہً بتلانے کے لئے کہ بد معاشی کی ایسی تصویر ہونی چاہئے اور نیک معاشی وغیرہ کی ایسی۔ خدا کی شانِ بے نیازی وغیرہ کو ظاہر کرنے کے لئے فلاں قسم کا مرقع یا تصویر ہونی چاہئے۔ اور فلاں تصویر کے ذریعہ و تصور سے اِس طور پر فنافی الشیخ ہونا چاہئے۔ اور فلاں طریقے سے فنافی الاوتار یا فی الرسول۔ ثم بعد ذالک فنافی اللہ کہ شعر ہذا کے معنی کا مصداق صادق آجائے کہ ؎

اچھا ہوا جو میں غمِ جاناں میں مر مٹا ۔۔۔ جھگڑا مٹا۔ فساد مٹا۔ شور و شر مٹا

مگر جسکو حس عنصر و خلط و طبائع و اثر یا روح سے نسبت ہوتی ہے وہ اُس کا مثیل کہا جاتا ہے اور اسکو اپنا مربی و رب گرداننے لگتا ہے۔ جو متحیر ہوکر خدا سے نسبت رکھتا ہے وہ روحانیاً متجلی ہوکر انا اللہ بول بیٹھتا ہے۔ واقعی مصنوعی بات کٹجائے تو کٹجائے مگر قدرتی بات ہرگز نہیں کٹ سکتی۔ چنانچہ دیکھو دماغ میں لوگوں کا فوٹو کھچ جایا کرتا ہے جب ہی ایک دوسرے کو پہچان سکتا ہے ورنہ کبھی نہیں پہچان سکتا۔ جیسے مرتے وقت نہیں پہچانتا۔ یہہ نقشہ یا تصویر آنکھوں کے اندر پتلی کی شکل میں سمایا ہوتی ہے۔ چنانچہ آئینہ اور پانی اور جملہ متجلی چیز دیکھتے وقت۔ یہہ بُت و تمثال سایہ کی طرح حاضر ہے۔ خیال جو ہے سو دن رات تصویرات تو بہ نو گڑھتا رہتا ہے اور خیال کے بغیر کچھہ کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ تمام عالم ہی ایک عالم مثال ہے۔ جو قبل از پیدایش خدا کے ذاتی بت خانہ کے اندر تھا جو مشیت سے ظاہر ہوا۔ تو جیسی اسکی مصوّرانہ مشیت تھی ویسا اُسکا ظہور ہوا۔ پھر کیوں نہ تصور قایم ہو ؎

اگر براہِ تصور خدا شود رہبر
رسد بمنزلِ مقصود ہر کہ راہی شد

مجنوں کے اندر لیلی کا تصور ہی تھا یا کیا؟ اسواسطے بت پرستی کا مفہوم فوٹو کی شکل میں ہوکر بے نقابی کے ساتھ عام ہوگیا۔ گھر دوار کا زینت بنگیا۔ تجارت وترقی کو کیٹیلاگ کے ذریعہ سے پھیلاؤ دینے میں معاون ہوا۔ اسی بناء پر یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دوران حمل میں عورت کا جیسا خیال ہوتا ہے ویسا ہی

بچہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ممکن ہے کہ جنس کے پیٹ سے اونٹ
کا بچہ پیدا ہو۔ اور انسان ہی سے شترہ یعنی شیر کا بچہ پیا اور بچھو۔ مگر انسان کا ہم جنس
نہ ہونے کے سبب سے ہرگز اسکو فرزندی کا درجہ حاصل نہیں ہونے دیں گے۔
نہ اس کو ہم جنس اولاد بننے کی صلاحیت ہے۔ اسلئے اسکے والدین اس سے
دور گریز کرینگے۔ ہرگز اسکے لئے یہہ نہیں چاہیں گے کہ وہ ان سے مراتب ومناصب
میں پاوے کیونکہ ہم جنس نہیں ہے۔ اسی طرح مجسم روح ہمیشہ مجسم خدا ڈھونڈا کرتی
ہے کہ اس کا ہم جنس ہو۔ تاکہ آگے کے لئے وسیلہ ہو۔ اسلئے اوتار کو خدا مان کر
پرستش کرنے لگتی ہے اور وہ اوتار خدا ہوجایا کرتا ہے۔ کیونکہ قانون ہی ایسا ہے
جب ہی لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور میں کہتا ہوں کہ
انسان نے بھی جیسا خدا کو مان لیا۔ چاہے وہ ہو یا نہ ہو۔ جب ہی ہادی
کو خدا اور بعد از خدا مانا۔ اسواسطے بت پرستی نہیں رک سکتی۔ لیکن وہ جس قدر قوی
ہوگی۔ جلد شفا ہوگی۔ کمزور جانور کا گوشت کمزور کرے گا۔ قوی کا قوی۔ کمزور نسبت
کمزور کرے گی۔ شہ زور نسبت شہ زور کرے گی لہذا ؎

خاک از تودۂ کلاں بردار

کیا نہیں دیکھتے کہ اگر گندھک غالب آئی تو سونا بنا۔ قمر یا پارہ غالب آیا تو چاندی
جس میں جو مادہ زیادہ ہوگا۔ اسی مناسبت سے اسکی صورت بنے گی۔ پھول کی بو
اڑی قوت اڑ گئی۔ کتاب کا اثر کم ہوا۔ نسبت کا اثر کم ہوا۔ قولاً نافذ فعلاً منسوخ اور

اور یہ ہرگز غلط نہیں۔ پس سہ

چو جرم ہم بر آمد درست۔ از قلم

مرا۔ از ہمہ حرف گیراں۔ چہ غم

بنا، علیہ حاملہ کو عالیشان خیال رکھنا چاہیے۔ پاک صفات اوتار وغیرہ کا خیال ہو۔
کیونکہ دن کے وقت رات کا حصہ اندھیرے تہہ خانہ میں ہے۔ اور رات کے وقت
دن کا حصہ سورج کے نایب کے دربار میں جسکو سراج کہتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے
مجسم نور کا حصہ اوتار میں اور اوتار کا غیر جسمانی حصہ خدا میں گویا لاسلکی کے دو ستون
ہیں۔ ایک مجسم دوسرا نا مجسم، اور ازیں قبیل جسقدر اچھی باتیں ہوں کہ اچھا اثر پڑے
یہ بات عورت ہی کے ذریعے سے حاصل ہوگی۔ بنا برین عورت خالقہ و پاریدہ
تصویرہ ہے۔ حمل کے زمانہ میں ہمیشہ اسکا تصور حمل کی طرف رہتا ہے۔ جب چاہے
اونسل کی نسل خراب کردے۔ جیسے یہود کے یہاں دیکھا جاتا ہے۔ پس سہ

گر نباشد در تصور۔ جلوۂ نور خدا

بت پرستی بت پرستاں را کجا باشد روا؟

جسنے عین و تصور سے چھوڑایا۔ بیشک اسنے خدا سے چھوڑایا۔ تصور اور خدا میں
اتنا ہی فاصلہ رہتا ہے جیسے زبان اور بیان میں۔ قلم اور رقم میں۔ اگرچہ شے موجود
و موجود ہو۔ لیکن اسکا وجود مادہ کے واسطے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح
خدا کا نور ذوالنار کی تحریری و تقریری بتلائی ہوئی ترکیب و تعلیم کے واسطے سے ظاہر

ہوتا ہے۔ پس جو پتلا یا جا رہا ہے سب مخلوق صرف بت [illegible]

نظر جس سے جلوہ خدا کا نہ آ سکے

وہ بت۔ یا الٰہی۔ جہنم میں جائے

تو زبان مثال یعنی تحریری زبان پہلے نقاشی سے قائم ہوئی۔ چنانچہ جیسے اُن کو بیل کا مفہوم سمجھانا پڑتا تھا تو بیل کی شکل بنا دیا کرتے تھے جس میں بہت تضیع اوقاتی تھی۔ اس لئے یہہ خود بخود ترقی کرتے کرتے مختصر صورت میں آگئی یعنی حروف ایجاد ہوئے اور وہ شکل حرفوں میں بتائی جانے لگی۔ یہہ عورت کی ابتدائی نقاشی کی انتہا ہوئی۔ یا یوں کہو تحریر کی بھی موجدہ عورت قرار پائی۔ عورت میں بھی خدائی صفت ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا سب گناہ معاف کر دے سکتا ہے مگر اس میں جو اسکے شریک کئے جاتے کو نہیں معاف کرے گا جسکو شرک کہتے ہیں۔ تو یہہ صفت بھی عورت کی ہے۔ جیسا کہ عورت اپنے شوہر کی سب خطاؤں کو معاف کر دے سکتی ہے لیکن اگر شوہر اسکا کوئی شریک و انباز پیدا کرے جسکو سوتن کہتے ہیں تو اُس کی اس خطا کو کبھی نہیں معاف کر سکتی۔ اسکو سچ پر کی لکھی بھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ مگر مرد اسکے مقابلے میں شرک ثابت ہوتا ہے کہ سوتن پیدا کر دیتا ہے۔ اور خرابہ پیدا ہوتا ہے۔ سارہ اور حاجرہ کا قصہ مشہور ہے۔ پس عورت کے دینی عقیدے کی ایجاد جو قدرتاً بت پرستی کی صورت میں ہوئی وہ آج تک عقیدے میں شریک ہے اور ابدالآباد تک رہے گی۔ چاہے اصلاح و عمدگی کے ساتھ رہے یا بد ترتیبی سے

گر رہے گی ضرور۔ چاہے اپنی ہی صورت و ہیان میں رہے۔ یا کسی کی۔ خدا ہو یا ملا
تصور ہو۔ خواہ قدرتی منظر ہو۔ یہہ سب مدارج ہیں لہذا اصلاحِ پاکیزہ کی ضرورت
ہے سو کر دی گئی۔ اس میں کچھہ مضائقہ کی بات نہیں + خدا کے وسیلے سے
اور اُسکی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جب جائز ہے تو ملا کی طرف بھی جائز ہوگا
اب وہ ملا کسی طرح کی صورت رکھتا ہو۔ کچھہ ہو۔ کیونکہ خدا، و ملا، دونوں مخلوق ہیں
اور داعی و دعا بھی مخلوق ہیں۔ یہہ سب ذرائع ہیں۔ بغیر ذریعہ کے کچھہ ممکن نہیں۔
تو ہر شے خود اپنا ذریعہ ہے کہ اگر اسکی ہستی کا ذریعہ نہ ہوتا تو کیوں دوسری ہستی کا
ذریعہ ڈھونڈھتا ؟ پس جس طرح قطب نما شمالی حصہ بتلاتا ہے۔ مقناطیس آفتاب
کے متعلق بے شمار باتیں بتلاتا ہے۔ پارہ طوفان اور طبائع کی حالت بتلاتا
ہے۔ لاسلکی و بے تار کی تار برقی (غیب کی خبر دیتی ہے۔ کلبِ حساس شکار
کی خبر دیتا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ کوئی چیز خدا کے متعلق بیان کرے۔ یا
اشارہ کرے یا بتلائے۔ تو وہ چیز (یا خود ہی خدا، روح) البتہ بہت قابل قدر
ہوگی۔ پس اُسی بے انتہا قدر دانی و قدر افزائی کا نام پرستش ہوگا۔ اب چاہے
وہ شے کالا پتھر ہو یا لال پتھر یا سفید پتھر ہو یا آفتاب ہو۔ (جس پر مکان و
زمان و سریان و نظامِ شمسی و کائنات و مافیہا کا دار و مدار ہے۔ ع

حاجتِ مشاطہ نیست روئے دل آرام را

چنانچہ اُسی کے طلوع و غروب و درمیانی حالت پر تقسیم اوقات عین عبادات

ومشاغلِ عشق ہیں۔ اور آفتاب سے بڑھکر کوئی چیز نہیں۔ جن بناء پر حسنِ انسانی و لیاقت مندی کو اُس سے نسبت ویکجائی ہے اور خدا کو نور کہا جاتا ہے کہ بہ آتشِ منجمد یا آفتاب اگر ایشور ہے تو خدا پرم ایشور ہے۔ (یعنی پرمیشور ہے) یا آفتاب کے سوا بادام و نرگیس و غزالی یک عینِ وا ہو۔ یا تثلیث حیات[1] وچشم[2] و تصور[3] ہو۔ کہ حیات کے وسیلے سے چشم حاصل ہوئی اور چشم وا کا تصور کیا گیا۔ پس حیات وچشم و تصور کی تثلیث شورہ گندہک اور کوئلہ کا کام کرتی ہے وہ کیا ہے کہ شورہ[1] و شور کرے۔ گندہک[2] زور کرے۔ کوئلے اُڑے کا مضمون پیش آتا ہے۔ اسمیں حیات نے شورہ کا کام کیا۔ آنکھ نے گندہک کا۔ تصور نے کوئلہ کا۔ پھر چشم[1] نے بندوق کا۔ نسبت نے لکھی کا۔ حصول مقصد نے شکار کا۔ بعدہٗ بتلانے والے نے میر شکار کا۔ تو وہ میر شکار ہیں ہوں لیکن ؎

ما را چو بینی ناتواں۔ لاف۔ بیرونِ خود مزن
برق است در رعد نہاں۔ در برق۔ روحِ جانِ من

تو شکر[1] بدہاں ہو کر شکر[2] کرو۔ کہ شکار[3] ملا۔ لیکن بے شمار پانی ہونے پر بھی پپیہا پیاسا رہے تو اُسکے نصیب کی خوبی ہے۔ پس دنیا میں سب چیز کی پرستش ہو چکی ہے۔ صرف عین اللہ ہی باقی ہے۔ جو ہمیشہ باقی ہے۔ تاک جھنی۔ اور جھنڈی سراسر جڑ ہی جڑ ہیں۔ جہاں سے کاٹ کر نصب کر دو تو وہیں سے ہو جائیں۔ لہٰذا عین ہی قصور ہیں ہے ؎

یادش بخیر۔ ہر کہ ببیند۔ بہ پہلو او

دیگر عین الحیوان نہیں کیونکہ جس چیز کی آنکھ ہوگی۔ وہی چیز سامنے اگر کھڑی ہو جائیگی مبارکباد! تو جس چیز کا تم تصور کروگے تو وہ تمہارے عناصر و طبایع کی مناسبت سے تصویر کھینچکر بتلائیگی۔ وہی تمہارا وسیلہ ہوگی۔ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ اگر اس میں اصلاح کی حاجت ہو تو اصلاح کر لو کہ تصور کا نتیجہ خراب نہ ہو ٥

دایہ پرہیز کند۔ طفل چو بیمار شود

حالانکہ۔ عورتوں (۱۱۷) کو مرد ہزار اشارہ دیتا رہے تو اسکا اس پر کچھ اثر نہیں۔ یا ہو تو بالکل مخفی ہے۔ لیکن اگر عورت مرد کو اشارہ کرے تو اسیوقت اسکی کھٹیا ارتھی۔ جنازہ نکل جائے۔ اگر عورت (۱۱۸) شہوانی نگاہ سے کسی مرد کو دیکھے تو مرد اس سے نگاہ نہیں لڑا سکتا۔ فوراً نیچا دیکھنا پڑے گا۔ اسلئے مناسب ہے کہ عورتوں کے معاملات و مقدمات کے لئے عورت ہی کی کچہری ہو۔ اگر حاکمہ حاملہ ہو کہ ناقابل حضوری عدالت ہو تو اس کا کوئی قایم مقام ہوا کرے۔ ان کی پارلیمنٹ الگ ہو۔ انکی رائے اور اپیل کا فیصلہ البتہ مرد کر دیا کرے۔ اور مرافعہ مردانہ عدالت میں ہو۔ وہاں بوڑھی وکیلہ مقرر ہو سکتی ہے۔ زندانِ نسوال میں زیادہ تر ملازمین ایسے ہونے چاہئیں جو مادرزاد نامرد ہوں۔ اور ناقابلِ علاج یا بڈھے ہوں اور جو رجولیت کھو چکے ہوں۔ اور بڈھی دلیر عورتیں ہوں۔ عورتوں کے عبادت خانہ میں عورت خود ہی امامہ بنکے ان سے پرستش کرائے

(۱) قایمہ مقام کرنے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر زنانہ و مردانہ عبادت خانہ دونوں سے مرکب ہو تو عورتوں کی نشست الگ بالاخانہ پر ہو۔ اور اگر نیچے ہو تو ایک سیٹ یا بیٹھک پر مرد و عورت دونوں نہوں خصوصاً جوانانِ حسین۔ اور جب تک مجوود (بڑے لوگ) کا وجود دنیا میں باقی ہے جو عنقریب فنا ہونے والے ہیں ان سے بشدت پرہیز کیا جائے۔ چنانچہ روئے زمین کی سب عورتیں کسی سے حضور (بے پردہ ہونے میں) ہونے میں کبھی نہیں چونکتیں مگر مجوود سے۔ یہہ بہت ہی جلد سے جلد فنا الفنا ہو جانے والے ہیں۔ انشاءالعینُ بالعین۔ خیر۔ زنانہ ہاسپٹل اور زنانہ مدارس کے سبھی کارپرداز عورتیں ہوں۔ مگر بالکل اعلے محکمہ جسکے یہہ ماتحت ہوں وہ مردانہ ہو۔ یہہ سب برائی سے محفوظ رہنے کی کارروائیاں ہیں۔ کیونکہ ؎

زمار خستہ گیوسے دلیراں ترسد

چناں کہ مارگزیدہ۔ برسیماں ترسد

تو زہد و تقویٰ اسی کا نام ہے کہ موقع چورانے کا ہے۔ مگر ہرگز چوری نہ کیجائے۔ اِس سے یہہ غرض نہیں ہوسکتی کہ چونکہ عورت بے حد طاقتور ذات ہے اسلئے اسے نَن[1] بنانا چاہیے۔ اُسکا پاؤں چھوٹا کر دینا چاہیے۔ سر مونڈ دینا چاہیے۔ قیدِ سخت میں ڈالنا چاہیے۔ قیدِ تنہائی کی سزا دینی چاہیے۔ جیسے پانی کے سیلاب کو ناجائز طور پر گڑھے یا تالاب میں کہ پانی گندہ ہو جائے۔ بجلی کو تار میں قید کرنا چاہیے

(۱) کنواری جوگن۔

اور آگ کو چھپنی۔ یا فانوس ہیں۔ شیر کو پنجرے میں۔ نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے

دایہ بیزار است از طفلیکہ پستاں میگزو

لہذا یہ بالکل غلط منطق ہے۔ جیسے آدمی کے بھی کان ہیں اور گدہے کے بھی کان ہیں۔ اسلئے آدمی گدہا نہیں کہا جاسکتا۔ یا ہٹا کٹا جوان آدمی کسی مسٹنڈے آدمی کے کاندہے پر سوار ہو کے کسی مجمعِ عام میں فخریہ حاضر ہو کہ اوروں کی مختلف قسم کی سواریوں سے اسکی سواری ممتاز و اشرف ہے کیونکہ اشرف المخلوقات کے کاندہے پہ سوار ہو کر آیا ہے۔ تو یہ دلیل بالکل لغو و بیہودہ ہوگی۔ بھانڈوں کی نقل ہوگی۔ ایک اچھا خاصہ سوانگ ہوگا۔ عزت دار سواری نہیں سمجھی جائے گی اور فخر کرنا صحیح منطق کے اصول کے ماتحت نہ ہوگا۔ اسی طرح یہ عورتوں کی قیدبندی کی دلیل ہوگی۔ یاد رہے کہ عورتوں کو تکلیف دینے سے۔ انکو اندر رکھنے سے انکو کلپانے سے۔ خاندان کا خاندان۔ قوم کی قوم۔ ملک کا ملک۔ ستیاناس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صاف عیاں ہے۔ اسلئے چاہیے کہ

پائے۔ در دام رنج و غم نہ نہد

مرغِ دانا۔ برائے یک دانہ

دیکھو! عورتیں تو بیچاری خودبخود اس طرح سے ہیں جس طرح سے خدا ہے جسکو سرِ چشم سکتی کہتے ہیں کہ پردے میں بھی ہے اور بے پردہ بھی۔ عالم کا سراپردہ اسکے لامکاں کے اعتابِ علیا کا پردہ سرا ہے۔ اور پھر عالم کے اندر اسی طرح بھرا ہوا

ہے۔ جس طرح روح سارے جسم میں ساری سی۔ روح پردہ پوش ہے کہ

درمیان خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

کا مضمون ہو رہا ہے۔ تو یہہ زنانی شکتی جو اکیلے مکان میں رہتی ہے یہہ
کبھی اگر چاہے تو اپنی مرضی سے زنگیانہ جو الیدار حسن افزا نقاب موقع و محل
اپنے تاج کے ساتھ منہ پہ لپیٹ کر جلوہ گر ہو سکتی ہے۔ یا جیسی عورتوں کی مرضی
نقاب رکھیں یا نہ رکھیں جو۔ ان سے بے ادب ملاپ کرے۔ اپنی آنکھوں پر
پلک کے برقع کو عمل میں لائے۔ خود ہی کو پردہ نشین سمجھے۔ جب تک پرائی
عورت اسکو مخاطب نہ کرے بلا وجہ اس طرف رخ نہ کرے۔ اگر عورت
مخاطب کرے تو سر جھکا کر ادب سے جواب دے۔ اسکا نام زہد عظیم ہوگا
نہ کہ مخنث بنکر اور جنس لطیف کو چار دیواری کے اندر دفنا کر۔ عورت کو نقرانی
کا نعرہ زیبا ہے۔ مرد کو ناجائز طریقے پر آنکھ کھنا سخت گستاخی ہے۔ بس با ادب
با نصیب۔ بے ادب بے نصیب نہ بنو۔ ایسے موقع پر عورت کو چاہیے کہ
اسے ڈانٹ بتلائے۔ کیونکہ

ترشروئی۔ از برائے دفع صد مہماں بس است

چین ابرو۔ چوب دربانست۔ صاحب خانہ را

ملاحظہ کرو کہ خدا کے نیست و نابود ہو جانے سے تمام عالم نیست و نابود ہو جائیگا
(۱۱۹)
اسی طرح عورت کے مرجانے سے اسکے پیٹ کا بچہ مر جائے گا۔ یہہ بچے

حق میں محییہ (حیات بخش) ہے۔ مرد کے مرنے سے نہیں۔

فقہ

عورت کا درجہ بڑا ہے۔ اگر کوئی عورت اپنے پہلے شوہر سے خلع کرانا چاہے
تو اُسے اختیار ہے۔ لیکن جیسے وہ اپنے دین مہر کے لینے کی حقدار ہے اسی طرح
ایسی حالت مذکورۂ بالا میں مرد اُس سے ڈیڑھ سو روپیہ لینے کا حقدار ہوگا۔ اور
وہ روپیہ دس آنہ کا ہوا کرے گا۔ اگرچہ شادی کرنے میں کتنا ہی کچھ خرچ کیا ہو۔
کیونکہ شادی پادشاہ کی ہو یا کسی کی بھی اُس کا خرچ ہمیشہ پانچ سو روپیہ تسلیم کئے جائینگے
اور روپیہ دس آنے کا سمجھا جائے گا۔ اور بحالت تاوان جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے
روپیہ۔ کیونکہ جھوٹے دین مہر سے اولاد بھی اور حلال زادی نہیں پیدا ہو سکتی۔ اور
نسل کی نسل تخم کا تخم خراب [illegible]

خشت اول چون نهد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

اسواسطے تناسل کی بنا کذب پر نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین
اسی طرح اگر کسی کی منگیتر کسی دوسرے کو دلائی جانے کی ضرورت پڑ جائے تو اسکو
تمام شادی دولھے کی طرف سے جو کچھ خرچ ہوا ہو منگیتر کی طرف سے ادا کر دینا چاہئے
جو زیادہ سے زیادہ سوا سو روپیہ ہوا کرینگے۔ اگرچہ کتنا ہی خرچ کیا ہو۔ اور روپیہ
ہمیشہ دس آنے کا ہوا کرے گا۔ لیکن خرچ کی دستخطی رسید بھی ہو تو بہتر ہے۔ شادی
کے بعد عورت کا شوہر اُس عورت کو اپنے گھر لیجانے کا ہمہ آن مختار ہے

اس میں ناجائز چون وچرا نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کنوارا مرد کسی کنواری (بن بیاہی) کی
بالجبر عصمت دری کرے تو عصمت در شخص کی شادی (سخت سزا دیے جانے کے بعد)
اسی عورت سے کردی جائے جسکی اسنے بالجبر عصمت دری کی تھی۔ بشرطیکہ وہ
عورت راضی ہو۔ اگر راضی نہیں ہے تو سزا میں اور اضافہ کردیا جائے۔ لیکن اگر
راضی ہو تو دین مہر کے علاوہ دوسرا دین مہر سزاً یہہ کیا جائے کہ اسکا یہہ شوہر
تمام عمر اسکی غلامی میں دست بستہ حاضر ہے۔ اسکی مرضی جائز کے خلاف
کبھی کچھ نہ کرے۔ اور اسکو کبھی طلاق نہیں دے سکتا۔ اگر اسے ہلاک کرے گا
تو خود ہلاک کیا جائے گا۔ ہاں عورت کو اختیار ہے کہ اسے چھوڑ سکتی ہے یا
اسے معاف کرسکتی ہے۔ اگرچہ ضمیر کی آزادی ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ مگر
وہ آزادی جو اسکے مضار و مفاد کے متعلق اسی کی ذات تک محدود ہو دوسرے
تک نہ پہونچے۔ مفید صلح و امن و ضابطہ عام میں فرق مضر نہ ڈالے۔ تو چونکہ
اسنے بالجبر عصمت دری کی اسلئے اسکی ضمیر کی آزادی سلب کیجارہی ہے۔ پس

"ہر انچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است"

اگر کوئی کنواری بالغہ۔ یا بیوہ۔ جو پوری اپنی ذات کی مالکہ ہو کسی ایسے شخص سے
تعلق پیدا کرے کہ جسکی بیوی نہ ہو تو یہہ تعلق ناجائز نہیں۔ نہ اولاد حرامی ہوگی
اعلان تو کبھی نہ کبھی ہو ہی جائے گا۔ لیکن اگر پہلے سے جفت رکھہ کر کوئی
ایسا کرے تو ناجائز ہوگا۔" [۱۲۰] اب دیکھو کہ گنڈا۔ تعویذ۔ فال وشگون۔ ٹونا ٹوٹکا

جادو سحر۔ کہانت و نبوت (پیشینگوئی) شعبدہ و طلسم۔ اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے۔ وفاداری کے ساتھ۔ شوہر کو مخلص بنے رہنے کے لئے۔ دشمن سے بچنے کے لئے۔ اسی نے ایجاد کیا ہے۔ اسی واسطے لوگ اسکو ساحرہ۔ یا ڈائن وغیرہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ٹوٹکوں میں سے ایک ٹوٹکا یہہ ہے۔

ٹوٹکا اور لٹکا

اگر کوئی عورت کچھہ عرصے تک کاغذی لیموں کا عرق گرم پانی میں ملا کر پیا کرے تو دُبلی ہو جائے۔ اُسکی بھوکھ کھلجائے۔ جگر کی سستی نیست و نابود ہو جائے۔ اور یہہ نسخہ محض عورتوں ہی کے لئے ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔

دوسرا ٹوٹکا یہہ ہے کہ:۔ نرسل کے نیم پختہ تخم کا ہار بچے کے گلے میں ڈالدینے سے بچے کے بہ آسانی دانت نکلیں گے۔ خواہ لومڑی یا شیر کا دانت پنہا دینے سے یہہ مقصود حاصل ہوگا۔

تیسرا ٹوٹکا علم الالوان کے مطابق یہہ ہے کہ سفید بکری کی مینگنی بچے کے سرہانے رکھدینے سے بچہ نہیں روئے گا۔ نہ ڈرے گا۔ یا موئے کا ساگ رکھدینے سے بھی یہی بات حاصل ہوگی۔

چوتھا ٹوٹکا یہ ہے کہ خرچنگ۔ بچے کے گہوارے میں لٹکا دینے سے بچہ ہمیشہ خوش رہیگا۔ ازیں قبیل بہت سے ٹوٹکے ان عورتوں کے ایجاد کئے ہوئے ہیں

جو بالکل درست ہیں آزما کے دیکھ لو۔ ایسے ایسے ٹوٹکے خانہ بدوش عورتیں اکثر عمل میں لاتی ہیں۔ عورتوں میں نبوت اور پیشینگوئی کا جو مادہ ہے[121] وہ ظاہر ہی ہے کہ علم الاصوات[1] کے ذریعے سے نبوت یا پیشینگوئی کرتی ہیں۔ چھپکلی کے دائیں بائیں گرنے سے نتیجہ اخذ کر کے نبوت کرتی ہیں۔ عورتوں کے خواب بہت سچے ہوتے ہیں[122] یہ خود اعلیٰ درجہ کی تعبیر دیتی ہیں۔ عورت پردے کے اندر سے مرد کو دیکھنے کی مجاز[123] ہے۔ مگر مرد کو اجازت نہیں۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے (کیونکہ برقعہ و پردہ اور حبس بیجا ایک ذلیل رواج ہے) عورت جو ہے سو بالعموم عورت کے سامنے[124] برہنہ ننگی ہو سکتی ہے۔ مگر مرد جو ہے مرد کے سامنے نہیں ننگا ہو سکتا۔ مگر بحالت مرض ڈاکٹر کے سامنے۔ اور دور خول پر تو خدا کی پھٹکار ہے۔ عورت پالیں نشین[125] اور مرد پائیں نشین ہے۔ عورتوں کا مو باف مردوں کی لنگوٹی ہے۔[126] یعنی سادھوؤں کی یا لنگوٹی پوش لیڈر۔ یا مہاتمہ کی۔ کیا بزرگی ہے تیرے مو باف کی والدا کہ جاہل اور نام نہادی خدا رسیدہ کی ستر پوش ہے۔ تیری بزرگی کیا پوشیدہ رہ سکتی ہے ؎

محو گردد ز انگشت کسے   انچہ کلکِ کاتبِ قدرت نوشت

جس طرح خدا ہٹھی ہے[127] کہ اسکی ہٹ کو رام ہٹھ کہتے ہیں کہ اگر کسی چیز کو دنیا سے منوانا چاہا تو منوا ہی کے چھوڑا۔ اسی طرح تریا ہٹھ بھی مشہور ہے کہ یہ جس بات پر اڑ جاتی ہے تو اس میں وہ استقلال کا کمال دکھلاتی ہے کہ شاید و باید۔

(۱) علم آواز۔

کہ جہان بھر کا جہان بھر ایک طرف ہو جائے تو ہو جائے مگر یہ اپنی ہٹھ پر ویسی ہی اڑی رہتی ہے۔ جیسے خدا۔ اور کر ہی چھوڑتی ہے۔ کچھ کرتے و برتے نہیں بنتی۔ مار ڈالو تو مار ڈالو۔ مگر جس طرف ہو گئی تو ہو گئی ؎

اگر کوہ جنبد۔ نہ جنبد نساء

واہ واہ سبحان اللہ۔ قولِ نسواں جاں دارد۔ چنانچہ دنیا میں بے شمار نظیریں موجود ہیں۔ جیسے[127] قیس اگر عشق رسیدہ ہوا۔ تو لیلیٰ کے ذریعے سے ہوا۔ مگر لیلیٰ کو نہ کہہ سکا انا لیلیٰ کہہ کے رہ گیا۔ لیکن زلیخا نے یوسف کو لے لیا۔ اور کبھی انا یوسف نہیں کہا۔ کبھی اس میں فرعونیت و نمرودیت و دجالیت آئی۔ فرعون۔ نمرود۔ شداد۔ دجال[128] ہونا مردوں کی شان ہے۔ اسواسطے کہا جا سکتا ہے کہ آدم[129] نے شکست کھائی حوا سے۔ ابراہیم نے شکست کھائی سارہ سے۔ یوسف نے شکست کھائی زلیخا سے موسےٰ نے شکست کھائی صفورا سے۔ داؤد نے شکست کھائی زنِ اوریا سے۔ حمدون[1] نے شکست کھائی ہیجہ سے۔ ہاروت نے شکست کھائی زہرہ سے۔ رام نے شکست کھائی سیتا سے۔ کرشنا نے شکست کھائی رادہا سے۔ منی نے شکست کھائی تارا سے۔ مجنوں نے شکست کھائی لیلےٰ سے۔ صفا نے شکست کھائی مروہ سے راحل نے شکست کھائی سلمیٰ سے۔ سعد نے شکست کھائی موفا سے۔ کنعان نے شکست کھائی زرقہ سے۔ وامق نے شکست کھائی عذرا سے۔ فرہاد نے شکست کھائی شیریں سے۔ حمرا نے شکست کھائی خالصہ سے۔ نر نے شکست کھائی مادہ سے۔ یحییٰ

(۱) نام یکے از عاشقین

نے شکست کھائی ہو جاتے۔ یعنی اسد نے شکست کھائی ماریا (مریم) سے۔ کہ مریم میں سے روح اللہ یعنی عیسیٰ بعد برآمد ہوا عدو میں سے نہیں۔ چنانچہ تلمیحاً مشہور ہے کہ ہابیل اور قابیل اور تمام دیوتاؤں میں جو جنگ ہوئی تو ثریا کے سبب سے ہوئی جیسے سب نروں میں ہوتی ہے۔ اور یہہ سچ ہے کہ اگر یہ نہ ہوں تو ہرگز جنگ و فساد نہ ہو۔ ان کے لطف و ذوق کی یاد۔ اور ان کے آرام و راحت رسانی کے خیالات بدرجہ مجبوری جنگ وغیرہ کراتے ہیں۔ اس سے یہہ بری یا گنہگار نہیں سمجھی جا سکتیں کیونکہ انھوں نے ایسا کرنے کے لئے نہیں کہا ہے۔ عورتیں تو جمالی و (۱۳۳۰) شمس الضحیٰ ہیں۔ اور مرد جلالی و بدرجی ہیں۔ جب ہی شادی کے بعد ایک دوسرے میں رنگ تبدیل ہوتا ہے۔ اور باہم گنگا جمنا ہونے لگتی ہیں۔ جیسے موسے اور بیلے کے ملنے سے چمبیلی رنگ اور انکے بایکدگر قلم لگا دینے چمپا۔ عورت امامہ ہے اور دوسرے لوگ پیروکار۔ پہلے ہی ایمان لاتی ہے اسکے بعد دوسرے لوگ۔ تواریخ* شاہد ہے۔ عورت (۱۳۳۱) پھلتی بھی ہے اور پھولتی بھی ہے۔ مرد میں یہہ بات نہیں۔ مرد بوند ہے۔ (۱۳۳۲) عورت سمندر ہے۔ ندی سمندر سے ملنے کو دوڑتی ہے سمندر ندی کی طرف نہیں دوڑتا۔ (۱۳۳۳) اگر عورت کی طرف سے کسی کو کہا جائے کہ فلاں صاحبہ فرماتی ہیں کہ واپسی کے وقت فلاں چیز لیتے آنا۔ یا کسی طرح سے اور کوئی بات تو اُسکے کہنے کا مرد پر فوراً اثر پڑے گا۔ اگرچہ تاخیر آنی کو راہ دے مگر اثر ضرور کرے گا۔ بلکہ جو بات یہہ کہدیتی ہے فوراً اثر ہوتا ہے

---

* یہ لفظ واحد اور جمع دونوں ہے۔

یہہ بدذات خود جادو و سحر ہے۔ اگر باپ اپنی مردہ زوجہ کی اولاد کو موجودہ بیوی کی اولاد[135] سے کم چاہنے لگتا ہے مگر یہہ اپنی ہر ایک قسم کی اولاد کو چاہتی ہے۔ آپس میں لڑوا دینا[136] خونریزی کرا دینا۔ اسکے بائیں ہاتھہ کا کھیل ہے۔ مثلاً حبیبؐ محمد کو یہہ کہدیا کہ فلاں ابن فلاں نے اُسے بُری نیت سے اشارہ کیا ہے۔ یا ہاتھہ پکڑا ہے۔ یہہ بات سنتے ہی بلا تفتیش فوراً کی فوراً جنگ و خونریزی رکھی ہوئی ہے مگر اے ہماری نور عین اور لخت جگر بیٹیو! ایسا تم ہرگز نہیں کرنا ؎

سیرت کے ہم غلام ہیں۔ صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سپید۔ مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

دیکھو۔ یہہ تہمت عظیمہ تمہارے لئے عظیم الشان گناہ ہوگا۔ زلیخا کا پاٹ نہ پڑہنا کہ

یوسف بہ ریسمان و زلیخا بچاہ رفت

کا مضمون ہو۔ ورنہ کبھی بخشایش نہ ہوگی۔ تمہاری ساری خوبیاں کوڑی کی تین تین ہوجائیں گی۔ شریفہ و عفیفہ بنی رہو۔ ورنہ ؎

مہ چو لاغر شود انگشت نمای گردد

عورت جس قدر کذابہ ہوسکتی ہے۔ اسی قدر صدیقہ بھی ہوسکتی ہے۔ مرد نابکار ہزار بار[137] جھوٹی حلف لینے کو تیار ہوگا۔ مگر عورت ایک بار بھی آمادہ نہیں ہوگی۔ اتفاق سے اگر اُسنے مجبوراً ایسا کیا بھی تو دل ہی دل میں امان امان پکارتی رہے گی اور خدا سے ڈرتی رہے گی۔ بڑی خدا ترسا ہے۔ اسکے ناجائز پردہ نشینی کے فعل سے

اکثر نابنجاران زمانہ نے بے طرح ناجائز فائدہ اٹھایا ہے کہ کسی غیر عورت یا امرد کو پردہ میں بٹھا کے جھوٹی گواہی دلوائی ہے۔ تجربے اور رپورٹ سے یہہ بھی بات ثابت ہوئی ہے کہ مجبودانِ زمانہ بکثرت امرد پرستی و نمک حرامی و محسن کشی و احسان فراموشی وبدگوئی کے مذہب کا پیروکار ہیں اے معاذ اللہ ۵

بادو دشنام بادو شمشیر است

اثر بد۔ چو آہنی تیر است

اے اچھے لوگو! ان کو بیشتر از فوراً دنیا سے نکالو۔ بدکار۔ لوگوں کو مجبور کر کے خود کو بدکار کھلواتا ہے۔ اگر نہیں کھلایا جاتا تو بُرے بھلے سب کو اچھا برا کہہ کے برا بھلا سننا چاہتا ہے۔ یہی مجبود ہے۔ پھر چاہتا ہے کہ لوگ اُسے بھلا سمجھیں کیا ظلم ہے واللہ ۵

رواں نساختہ۔ ابجد۔ بمکتب معنی

مگر۔ بعلم جہالت۔ یگانہ اُستاد

لاحول و لاقوت الا باللہ العلی العظیم۔ خیر دیکھو عورت پر تعلیم(۱۳۹) کا اثر بہت جلد ہوتا ہے مسمریزم کا اثر بہت جلد قبول کرتی ہے تو وہمی بھی بہت ہے۔ اس پر وہم کا بھتنا فوراً سوار ہوتا ہے۔ اور نقالانِ زمانہ کی طرح حال قال لاتی ہے جھومتی ہے۔ اور جھومتے جھومتے اس نوبت تک خود کو پہونچا دیتی ہے کہ بے ہوشی کا ہونا لابدی ہو جاتا ہے دانت اس زور سے بالقصد باہم مِلا دیتی ہے(۱) کہ رستم وہمی بھی اسکو جدا نہیں کر سکتا

(۱) عام لوگ اسے دانت کِلا کہتے ہیں۔

و اللہ ؎

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی۔
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اور واقعی تدرتی طور پر ایسا ہے بھی کہ زحمت اور رحمت دونوں کی آغاز اسی کی ذات سے وابستہ ہوتی ہے پھر مرد تک پہونچتی ہے۔ اسپر ادبار آنا مرد پر ادبار آنیکی نشانی ہے۔ اسپر اقبال کا حملہ کرنا۔ مرد پر حملہ کرنے کی نشانی ہے۔ جیسے طاعون اکثر پہلے عورت کو ہوتا ہے اُسکے بعد مرد کو۔ آتشک۔ سوزاک۔ کوڑھ۔ خرابی نسل سب پہلے اس سے شروع ہوکر مرد تک پہونچتے ہیں۔ اسی طرح صحت و تندرستی و اقبال وغیرہ وغیرہ کے بارے میں بھی سمجھنا چاہیے۔ یوں تو یہہ خرابی تمام میں پھیلی ہوئی ہے مگر جحو کے یہاں زنانہ و مردانہ دونوں خرابیاں متوازی جارہی ہیں ؎

آہ کو روکا تو سینہ جل گیا
تھم رہے آنسو۔ تو آنکھیں آگئیں

کا مضمون ہو رہا ہے۔ عورتیں کذابہ۔ کیادہ۔ خبائثہ۔ کینہ کش۔ ناسپاس جنگجو بدظن (خاصکر اپنے مرد سے۔ اسلئے کہ مرد بدچلن نہ ہو) جاہلہ۔ حمیقہ۔ بدنہاد وغیرہ وغیرہ بھی ہیں۔ اور اُسی وقت اُسکے مخالف صفات والی بھی۔ گویا جامع الصفات ہیں۔ مکمل الاخلاق[1] ہیں۔ ابتدا ہیں۔ انتہا ہیں۔ گن بھی ہیں۔ گھن بھی ہیں۔ منسلہ ہیں۔ مہدیہ ہیں۔ رحمانہ ہیں۔ شیطانہ ہیں۔ الٰہ یا لااٰلہ ہیں۔ ستارہ ہیں۔ عذاقہ ہیں۔ خالقہ ہیں۔ باریہ ہیں۔ مصورہ ہیں۔ اولات الربوبیت اور اولات الجلال

(۱) مکملۃ الاخلاق لکھنے کی ضرورت نہیں۔

والاکرام ہیں۔ عملاً رحمۃ للعالمین ہیں۔ لہٰذا اسماء الحسنٰی کی شان و مصداق ہیں جیا
چاہے جنت میں لے جائیں۔ یا جہنم میں لے جائیں۔ یا خدا تک پہونچا ہیں۔ ان کو
بالکل اختیار ہے۔ خادم الخلق ربکم یا خلق کا مضمون ہے سب انھیں کا جلوہ ہے
یہ نہیں تو سب اندھیرا ہے۔ بچو۔ ان سے۔ ڈرو ان سے۔ پناہ مانگو ان سے!
ان کی سخت ادب کے ساتھ عزت کرو۔ سقراط۔ سعدی۔ نپولین۔ سب اپنی
بیوی سے ڈرتے رہے۔ بادشاہ اور اوتار بھی ڈرتا ہے۔ عورت کی چند خصوصیات
اوتار جیسی ہیں وہ یہ ہیں کہ اگر اوتار کو مان کر اس سے کہا جائے کہ آپ کا پیشرو اوتار
جو آپ نہیں تھے دوسرا تھا۔ وہ آپ سے بڑا ہے۔ مگر پھر بھی ہم آپ کو اوتار ہی سمجھتے
ہیں۔ ہمارے حق میں دعا کیجئے۔ تو وہ صاف اخلاق و نرمی سے کہدے گا
کہ جو ہم سے بڑا ہے اسکے پاس جاؤ۔ اور برخلاف اسکے دوسرا یہ کہے کہ ہم تو
سب کچھ آپ ہی کو سمجھتے ہیں۔ آپ صبحِ صادق ہیں اسلئے؎

صبح کاذب از دروغ بے فروغ
ہست پیشِ صبحِ صادق شرمسار

تو وہ اوتار اس دوسرے شخص کو دعا دے گا۔ اسی طرح انسان کو چاہئے کہ وہ
اپنی بیوی کے سامنے بھولے چوکے بھی کسی غیر عورت کے حسنِ صورت و سیرت
کی تعریف نہ کرے۔ یہاں تک کہ اپنی سابق بیوی کی بھی۔ کیونکہ اسکو سخت گزند
پہونچے گا۔ جیسے اگر تمہارے سامنے وہ کسی غیر و زندہ مرد کی جملہ صفات کی تعریف

کرے تو تم کو برا معلوم ہو سکتا ہے۔ اور مشکوک ہو سکتے ہو۔ اسلئے وہ بھی اپنے
پہلے شوہر کا ذکر نہ کرے۔ پس عورتوں کو ناپاک نہ سمجھو کہ اُن کی سُسرال (یا سمدھیانہ)
کا کھانا ممنوع العمل سمجھا جائے۔ داماد اور بہنوئی کو داماد اور بہنوئی کہنا گناہِ عظیم
گردانا جائے۔ یا شرمانے کی عادت ڈالی جائے۔ خواہ اُنکو ڈائن اور ساحرہ
کہکر شہو کا پیٹا جائے۔ ایسا نہیں چاہیے۔ نہایت گناہِ عظیم ہے۔ عورتیں اختناق الرحم
کی حالت میں غیبی باتیں کرنے لگتی ہیں گویا ان کا مرض بھی وحی و الہام کا کام
کرنے لگتا ہے۔ جب تک اختناق الرحم ہے ختم وحی نہیں ہوتی۔ جہلا کا مقولہ
ہے کہ عورتیں ناقص الاعضاء و ناقص العقل ہیں۔ انکو ناک نہ ہو تو نجاست کھائیں
تو ناقص الاعضا و ناقص العقل کا فرزند کیا کہا جائے گا؟ فرزندِ ناقص العقل ہی
کہا جائے گا۔ کیا یہ نام اچھا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ پھر تو کوئی عورت بھی دھرم مائی
دام المومنین نہیں کہی جاسکے گی۔ نہ اسکی کسی بات پر آمنّا و صدقنا کہکر تصدیق
کی حاجت ہوگی۔ کیونکہ ناقص العقل ہے۔ تو یہ مقولہ ایک دم لغو و بیہودہ ہے

جاہلاں را ہیچکس مشمار

کیونکہ جو خود کو کامل الاعضاء و کامل العقل کہکر ناقص الاعضا و ناقص العقل کا محتاج
ثابت کرے۔ اور اسکا بیٹا بنے تو وہ کب کامل الاعضاء وغیرہ ہوا۔ بلکہ عورت
ہی ایک طرح سے کامل الاعضاء ہے کہ ایک عضو سے مدخل و مخرج دونوں کا
کام لیتی ہے۔ رہی یہ بات کہ ناک نہ ہو تو نجاست کھائے تو بعینہٖ اسکی

ناک موجود ہے۔ لیکن اگر مردوں کی ناک نہ ہو تو وہ کیا کریں۔ چنانچہ بعض مرد و عورت دونوں نکٹے ہیں۔ مگر ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوتا جو ناک کی منافی و عدم ہونے پر دال ہو۔ اسواسطے مردوں کو سمجھنا چاہئے کہ عورتیں مردوں کی ناک ہیں۔ یہہ چاہیں تو اُن کی ناک رکھیں یا جڑ سے کاٹ دیں ۵

سرد لوہا جو ہے لوہارونکا گرم لوہے کو کاٹ دیتا ہے

پس لغو باتوں کی طرف رخ نہ کرو۔ عورت کو جنسِ لطیف اور صنفِ نازک کہتے ہیں۔ یہہ لقب مرد کو حاصل نہیں۔ جنس الرجال سخت و کرخت ہے۔ عورت ناز و نزاکت لطف و لطافت۔ حسن و جمال۔ جسم و جان و صفات بخشنے اور لاو کی ذمہ دار ہے۔ برکت و راحت۔ محبت و خدمت۔ استغنائی و بے پروائی۔ طاقتِ کہربائی و مقناطیسی جذب و کشش۔ صفا و مروہ کی ملکہ ہے۔ ذات العصف والریحان ہے۔ مردوں سے ٹیکس لینے والی۔ اُن کی مردی چھیننے والی۔ اُنکو فنا کرنے والی۔ اُن سے صلوٰۃ و سلام لینے والی۔ اپنی پرستش کرانے والی۔ اگرچہ بعد از پرستش منکر ہو۔ انقلاب ڈالنے والی منظرِ فطرت کی حسن و خوبی سے بہ تعریض و تعقید باصد حیا۔ نہایت بہ خوش اسلوبی حظ اٹھانے والی برخلاف اسکے مرد کو دیکھنا بھی نہیں آتا۔ مرد کو اگر کوئی خوش نما منظر نظر بھی آیا تو ٹکٹکی باندھنے کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔ اگر عورت راضی نہیں تو مرد کچھ نہیں کر سکتا۔ جبر و تعدی سے رضامند کرنا دوسری بات ہے اسکا نام رضامندی نہیں ہے پس مرد کے لئے اُسکی ایک غرگی کافی ہے بقولِ ہدا گسے ۵

دکھیتی ہے مرد کی مخصوص صفت ہے۔ اگرچہ اس میں بھی عورت تھوڑی بہت مدد دے سکتی ہے۔ اور اسی کے لئے یہہ سب کیا جاتا ہے۔ لیکن خیر یہ مردوں ہی کی خالص صفت بلاشرکت غیرے تسلیم کر لی جاتی ہے۔ جو خدا کی عنایت سے ہرگز مستحسن فعل نہیں۔ پس ؎

کرو بار اگر ذکر آں خدا لمبی — حصول لذت ہم چنیں نخواہد بود
چنانکہ ذکر حسیناں و لذت معشوق — ہر آنکہ منکر فطرت بود شود مردود

اگر ایسا نہیں ہے تو حقیقی عشق کے اظہار کے لئے زلف و کاکل کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر تمام راگ اور رقص و قوالی میں یہی سب باتیں ہیں۔ چنانچہ قوم معلوم کی تمام شاعری کی کتابوں میں براہ مجاز اس قدر معشوقانہ دلربائی کی قدر دانی و تعریف پائی جاتی ہے کہ شاید کسی اور قوم کی کتابوں میں ہو۔ جیسے اگر عورتوں کی زلف کو سحاب کرم۔ یا شب یلدا سے نسبت و تشبیہ دیگئی ہے تو مانگ کو کہکشاں سے + چہرہ روشن کو مصحف و شمس الضحٰے سے تو ہنسی کو برق وار تجلی سے + ابرو کو کعبہ و عبادت گاہ سے تو انکی ذات مجسم کو تلمیحاً یا اصلاً۔ برق طور یا ذات باری تعالٰے سے کہ ؎

از فرق تا قدم ہمہ جان است آں نہال
گویا کسے۔ بشکل بشر رو نمودہ است

بس انتہا ہو گئی۔ کائنات و ما فیہا مع مالک کائنات سب کو فدا کر ڈالا یا کیا کہنا چاہئے کائنات کا ایک انڈا یعنی برہم انڈ قیمت یا دین مہر ہو چکا۔ مگر یہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

کہنا چاہیئے۔ چنانچہ اُس کلام کے گائے جانے پر اچھل کود ہوتی ہے۔ حال قال
لایا جاتا ہے۔ عورتوں کے حسن و خوبی کے بیان و سماعت سے وجدانی کیفیت
طاری ہوتی ہے۔ دیدار(۱) الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ ان کا ذکر و یاد پیر دستگیر کا
کام کرتی ہے۔ پھر عورت کو کسقدر محسنہ سمجھنا چاہیے مگر ایسا نہیں سمجھا جاتا۔ برتاؤ
سے بالعموم ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اُن کو خاکِ پاپوش سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ کیا یہ
محسن کُشی نہیں ہے؟ ضرور ہے + اسلئے ممتحنِ زمانہ و اُستادِ ازل فعل کو دیکھ کر خوبی
و خرابی کے متعلق حکم لگا کر جزا و سزا کی طرف مائل ہوگا۔ حرف زبانی باتیں اور قول اکا
سنکر عمل نہیں کرے گا۔ جیسے اگر زید پر امیر و غریب ہونے کا حکم لگایا جاسکے گا تو
اُسکے مقبوضات کو مدِنظر رکھ کر حکم لگانا پڑے گا۔ نہ کہ پرائی دولت و مقبوضات۔ دسنہ
دکان کو نصب العین رکھ کر۔؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر کسی کو جہان بھر کا
سارا کتب خانہ ہی کیوں نہ یاد ہو لیکن اگر اُسکو کتابِ درسی و نصابی و مقررہ نہیں یاد
ہو یا اُس کا خاص خاص حصہ یاد ہو۔ یا فرض کیا جائے کہ بالکلیہ یاد ہو۔ لیکن جس وقت ممتحن
امتحان لینے لگے تو اُسے سادہ لوح پائے تو اس سے وہ پاس نہیں کیا جاسکتا
برابر فیل یا ناکامیاب کردیا جائے گا۔ اسی اصول کو پیشِ نظر رکھ کر یہہ کہا جاسکتا ہے
کہ فلاں قوم و ملت کے مذہبی خواہ حیاتی قانون و دستور العمل میں سب مسائل ضروریہ
ہوں یا نہ ہوں۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ بحث تو اس سے ہے کہ ممتحن نے لوگوں
کے زیرِ عمل کیا دیکھا۔؟ اُسی کی مناسبت سے فیل یا پاس ہونے کا حکم لگا۔

(۱) جن قواعد کی رو سے گفتار و رفتار تانیث کہی جاتی ہیں اسی طرح دیدار بھی تانیث ہے۔

بحظا ہے ۔ مصرع آشنخوار کے لذت شناسد دانہ را

چنانچہ عمل کے دیکھنے سے ثابت ہوا کہ بہت سے مقامات میں عورتوں کی بے انتہا
بے قدری و بے حرمتی ہے۔ اور ہر طرح کی برائی تو متزاد ہی ہے۔ تو بر دل
کے بال بال نے گوند سے اتحاد پیدا کر لیا ہے۔ اُن کے بال بال دشمن بنگئے ہیں
کہ اب اگر کوئی ان کے بال کو برائی کے گوند سے چھوڑانا چاہتا ہے تو ان کو چرکا لگتا ہے
اور چلاتے ہیں مگر یہہ نہیں معلوم کہ چھوڑانے والا سرکار ہے جسکی آمد کی نقیبوں نے
خبر دیتے دیتے خبر و نقاہت کا خاتمہ کر دیا کہ لو سرکار آگئے۔ اب ثبوت کیسی ؟ ہے

پردہ از رخ۔ چوں فگند۔ آں ماہ طلعت۔ وقت شام
بعد مغرب۔ شد عیاں۔ بر بام گردوں۔ آفتاب

اِس صورتِ حال کو دیکھہ کر اب حکم لگایا جاتا ہے کہ حق کو ہمیشہ ہمیشہ حق ہونے
کا حق حاصل ہے۔ تو یہہ حق بات ہے کہ سچی تعریف وہ ہے کہ جسکو دل بے
چون و چرا قبول کرلے۔ جیسے قدرتی طور پر ہر ایک مرد کے دل میں خدا نے عورتوں
کی محبت شدت سے ڈالی ہے۔ مگر مرد ناہنجار و کافر مطلق ہو کے خود غرض متکبر
متعصب و حق تلفی کی طرف مائل ہوتا ہوا زن مرید ہونے کو عیب گردانتا ہے
حالانکہ دل سے مرید ہے ایسے ہادی برحق کا اور اُسکے صحیح و حقانی اقوال و
ہدیٰ کا۔ مگر زبان و عمل سے اقرار نہیں کرتا۔ مرتد ہے مگر اس سے کیا ہوتا ہے

اگر گیتی سراپا۔ باد گیرد ۔۔۔ چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد

کا مضمون ہے

اسلئے وہ خدا مرید بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسکی محبت قولاً و عملاً مکمل نہیں کہ محبت و ولایت ازلیہ اور حقیقیہ کا مستحق ہو۔ وہ سخت محسن کش اور احسان فراموش ہے۔ بنا علیہ مردود ازلی ہے۔ اپنی مردودیت کے صلے میں یوماً فیوماً آفت ہائے رنگا رنگ کے عمل سے کچل ڈالا جائے گا۔ اور کچل ڈالا جا رہا ہوگا۔ بلکہ کچل ڈالا جا چکا ہوگا۔ لہذا ؎

چہ حاجت کہ بر سفلہ گوئی علوم
کہ ضائع شود تخم در شور بوم

پس جو لوگ حساناً و رحمۃً سر برآوردہ ہیں اُن پر قدرتی طور پر فرض ہے کہ جب ایسے ظالم بدکار کو نا ممکن الاصلاح پائیں کہ وہ زن۔ زمین۔ زر۔ کو بخش سمجھ رہے ہوں۔ اور خود کو عبد المجبور کہتے ہوں تو بالیقین خود کو عبد المختار کہکر اُن کے ساری اختیارات علے الحسب مدارج جو دیئے گئے تھے چھین لیں۔ اور کہیں کہ نور و ظلمات خدا نے تمہارے اختیار میں دیا ہے جسکو چاہو اور جیسے چاہو استعمال کرو۔ اس استعمال کی مناسبت سے اثر ہوا کرتا ہے مثلاً تم نے آنکھ کھولی تو اجالا ہو گیا۔ اور آنکھ بند کی تو اندھیرا ہو گیا۔ دونوں تمہارے اختیار میں ہیں۔ اسی طرح خیر و شر بھی ہیں خدا اس سے بری ہے۔ مگر تم نے خدا پر الزام رکھا اسواسطے سزا کرتا ہوں اسکے بعد اُن کے مال و متاع۔ مکان و عورت اور بچوں کو چھین کر انہیں سزا دیں کہ اُن کو چھوٹا موٹا کام کرنے کو دیں۔ یا سخت سے سخت کام لیں تا کہ دنیا کی درستگی کا کام انجام پائے۔ اگر اس پر بھی درست ہونے کی امید نہ ہو اور شرارت نہ چھوڑیں

تو حصولِ تجاربِ بوقلموں کے لئے انھیں تختۂ مشق بنائیں کہ عذاب کی موت مر جائیں
یہ سزا بھی اگر ناکارہ ہو اور اُن کا وجود موجبِ خرابی ثابت ہو تو پیشتر از فوراً
کھال کھینچکر مار ڈالو کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ کیونکہ ؎

تا نرنجد۔ یار۔ کے عاشق نگردد آشنا

بے بریدن۔ شاخ را۔ پیوند کردن مشکل است

اس لئے یہہ فعل ثواب کے درجہ سے کروڑہا درجہ بڑھا ہوا سمجھا جائیگا کہ آئندہ
نسل کو اُسکی صحبت و پست خیالی کے زہریلے اثر سے بچا یا گیا۔ یہہ کشت و خون ہرگز
ہرگز بے وقت و بے محل و بے موقع نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ بے موقع ہونے کی
مثال یوں ہے کہ ؎

بہر دم زندگی آفت۔ نو بنو۔ نازل شود

تازہ تبدیلات ہر دم۔ تو بہ نو[1]۔ نازل شود

تو کوئی ایسا ارزل العمر[2] شخص ہوگا جو آخر عمر میں بہرا۔ اندھا۔ پپلا۔ لولہا۔ لنگڑا
لوتھ۔ نامرد۔ پانخچہ۔ بتیم و خبط۔ نہ ہوجاتا ہو تو اُسوقت اُسکو بتیم و خبطی و نامرد
کہنا کوئی خاص بابت و حیرت و حسرت۔ اہمیت و ندرت۔ دلچسپی و دلربائی۔ عظمت
وقعت۔ اور خوشگوار و مزیدار معنی ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ یہہ کہنا بالکل بے محل و بیوقت
و بے موقع معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ سب باتیں ٹھیک اپنے زمانہ پر لاحقِ حال

(۱) تہہ بہ تہہ (۲) اس جگہہ علم تلمیح کو بڑا دخل ہے۔

بیاہی ہیں۔ ہاں اگر اٹھارہ برس کی عمر میں ہوتیں تو اگرچہ وہ کسی سبب سے ہوئی ہوتیں مگر مکروہ المکروہ اور افسوسناک تھیں۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ ؎

گر پیر نود سالہ بمیرد۔ عجبے نیست

ایں ماتم سخت است۔ کہ گویند۔ جوان مرد

اسی طرح اگر بے وقت۔ و بے محل۔ و بے موقع کشت و خون و غارتگری ہو تو البتہ ظلم اندر ظلم ہے۔ ورنہ ٹھیک وقت پر ہے۔ اور ہونا ہی چاہئے۔ اسواسطے عورتوں کو بے حرمت سمجھنے والے اور اس پر کاربند ہونے والے کے ساتھ جسقدر بدسلوکیاں کیجائیں گی۔ تو ان بدسلوکیوں سے خدا اور خداوند بے انتہا خوش ہیں۔ اور اس پر راضی رہنے والے راضی ہیں ؎

گر ضرورت بود روا باشد

چہ جائے کہ ایسی مبارک جائز ضرورت؟ ! سبحان اللہ کیا کہنا ہے۔ تو یہہ جائز ضرورت ہے کہ اُن کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے۔ خدا ہمچو کناد ! بس یاد باد ا ؎

نظم

(۱) اصول

تا وقتیکہ آواب[۱] کسے۔ نشد نہ بعید — ہرگز نہ رخ پیکر اقبال۔ بدیدہ

تا وقتیکہ۔ سرمہ نشدہ۔ در تہہ دو سنگ — ہرگز۔ نہ کسے شخص۔ بہ دو چشم کشیدہ

تا وقتیکہ۔ شانہ نشود۔ در تہہ آرہ — ہرگز نرسد بر سرِ گیسوئے خمیدہ

تا وقتیکہ۔ سفتہ نشدہ۔ لوکوئے لالا — ہرگز۔ بہ گلوئے کسے دلبر نرسیدہ

تاوقتیکہ گِل صورت کوزہ نگرفتہ | ہرگز نہ لعاب دہن لعل چشید
تاوقتیکہ خامہ نشدہ در تہہ کارد | ہرگز سرِ انگشت نگارے نہ کشیدہ
تاوقتیکہ سائیدہ نشد برگ حنائے[1] | ہرگز بکفِ پائے جمیلہ نرسیدہ
تاوقتیکہ افسردہ نشد برگِ گلِ تر | ہرگز نہ کسے شخص ازو عطر کشیدہ
تاوقتیکہ ماکول[2] نشد ہضم معدہ | ہرگز نہ بتدریج بہ الّٰلہ رسیدہ
تاوقتیکہ ہادی نشدہ تنگ زخلقت | ہرگز زخدا آفتِ بیچوں نرسیدہ

تاوقتیکہ آفت نہ رسد برسرِ خلقت
ہرگز نہ دَوَد جانبِ یحییٰ بہ عقیدہ

(۱۵۶) تو چونکہ عورت اکثر الاکاثر جملہ امور میں حسن و خوبی کی دل سے پیروکار ہے اسواسطے اُسکے دین و آئین کو دین آحسن کہتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں دین زن کہتے ہیں جسکو براہِ عزت و عظمت و اہمیت صاف نمایاں کرنیکے لئے دینکِ زن لکھا جانا شروع ہوا (یعنی معزز او پیارا دین عورت کا) پھر دینکِ زن کا لفظ مقلوب ہوکر زن دینک ہوگیا۔ بعدہٗ معرّب ہوکر زندیق ہوگیا۔ جیسے منجنیک سے منجنیق۔ تو زندیق کے اصلی معنی خوبی پسندی کے ہوئے جو آجکل اسی طرح برے معنی میں مستعمل ہونے لگا ہے۔ جیسے صلوٰۃ کا لفظ دشنام کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ ولی کا لفظ بھولے بھالے بے وقوف کے معنی میں استعمال ہوتا

---

(۱) یائے تنکریہ بمعنی کچھ (۲) غذا

بصیر و حافظ صاحب کا لفظ مادرزاد اندھے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ اور ازیں قبیل بہت سے الفاظ ہیں۔ نیز اسیطرح مقلوب۔ و مبدل۔ و معرب بھی ہوتے گئے ہیں۔ جیسے مار السری۔ اسپغول و آبریز وغیرہ کا لفظ ہے۔ اس میں پہلے لفظ کی تشریح یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح سالیگرام یا فلاں دیوتا کے پاؤں کی خاک کے تلے سے فلاں قسم کا پودہا نکلا۔ اسلئے اُس پودے کا نام ہی پاؤں کے تلے سے پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ یہ لفظ خالی "تلے سے" بولا جانے لگا۔ پھر مخفف ہوکر "تل سے" ہوگیا جو آجکل تلسی (تاز بو) بولا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان کے اصطبل کے پاس ایک درخت نکلا۔ اسکا نام مار السر رکھا گیا۔ جسکے معنی و مطلب یہ ہوے کہ "گھوڑے کے پانی یا پیشاب کے اثر سے نکلنے والا درخت" اور کیونکہ سنسکرت میں گھوڑے کو آسو کہتے ہیں جو مفرس ہوکر ہوکر اسپ و اسوار بنا۔ پھر سوار کے لفظ سے سرا بنا۔ پس مار السرے بگڑ کر مولسری بنگیا۔ اب دوسرا لفظ اسپغول کا ہے کہ اصل میں وہ گوش اسپ تھا۔ مقلوب ہوکر اسپ گوش ہوگیا جیسے موے کاس سے کاسمو۔ یعنی سور کا بال۔ اور خداوند ناؤ سے ناخدا پس اسپ گوش رفتہ رفتہ اسپ غوش ہوگیا۔ اسکے بعد اسپغول ہوگیا۔ چونکہ اسکی شکل گھوڑے کے کان جیسی ہے۔ اسلئے یہ نام پڑا۔ تیسرا لفظ آبریز کا ہے جو معرب ہوکر آبریق بنگیا ہے۔ جیسے منجنیک سے منجنیق یا چھیپے سے زنبق یعنیہٖ اسی طرح زندیک کا لفظ د دینک زن سے معرب ہوکر زندیق بنا ہے

جسکو بُرے معنی میں استعمال کرنے لگے کچھ مضائقہ نہیں ہے ؎

پایۂ عزت۔ بلندی گیرد۔ از افتادگی

از قلم۔ چوں حرف گیرد۔ بر سر جائے دہند

پس عورتوں کا دینِ حق۔ خالص خوبی و آیا فی ہے۔ اور خود ہی خوبی و حسنات ہیں۔ جنت و راحت ہیں۔ (۱۵۷) عورت جسقدر اپنی حجامت بڑہائے اُسے زیبا ہے بخلاف مرد کے کہ اسے بالکل نازیبا ہے۔ اسپر جٹ اور کاکل کا بڑہانا تو اور اضافۂ نازیبائی ہے۔ خدا کو ھو کہتے ہیں۔ اور مرد کو بھی ھو کہتے ہیں اسلئے مرد خدا کا ھم ضمیر ضرور ہے۔ اور ان دونوں کے اسماء اور القاب کثرت سے تسلیم کئے جاتے ہیں جیسے اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور مرد القاب وخطاب کے لئے مرتا رہتا ہے۔ (۱۵۸) عورت القاب وخطاب کی لالچی نہیں بالکل بے نیاز ہے۔ (۱۵۹) عورت کو مرد ملجانا بالکل آسان ہے۔ مگر مرد کو عورت کا ملنا بڑا مشکل ہے۔ جیسے اُجلے کو کالا کر دینا اک دم آسان ہے مگر کالے کو اُجلا کرنا بالکل مشکل ہے ہمیرا بھی قاصر رہجاتا ہے ؎

تربیت۔ نا اہل را۔ چوں گردگاں۔ بر گنبد است

(۱۶۰) عورت کی گواہی اُسکے بچے کے بارے میں کہ وہ کس کا بچہ ہے۔ ابن الغیب ہے یا ابن الحاضر ہے صرف اسی ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ بالکل چار گواہی کی ضرورت نہیں۔ مرد کہیں اکیلا گواہ نہیں بن سکتا۔ (۱۶۱) سنہ رو حیض ماں کے پیٹ میں

داخل ہوتی ہیں۔ اور ماں ہی کے پیٹ میں جسم و جان والی بنتی ہیں۔ باپ کے اندر نہیں بلکہ باپ خود اُسکے اندر پوت کی شکل میں جنم لیتا ہے تو اپنی جسم سموم (زاد بوم) کو بُرا کہنے والا جس گھاٹ سے پانی پیئے اُسکو گندہ کرنے والا یعنی عورتونکو بُرا کہنے والا ضرور۔ اپنی ماں بہن۔ جورو بیٹی کو بُرا کہتا ہے۔ اُسکا کچھ اعتبار نہیں تو چونکہ عورتوں کا کلپنا۔ خاصکر بیوہ کا رونا۔ اور اُسکی بد دعا کا اثر بہت جلد پڑتا ہے اسواسطے اُن کی ایذا رساں ہستیوں پر پڑے گا۔ بلکہ پڑ چکا۔ اگر اب بھی لوگ سنبھلنا چاہتے ہیں تو اُن سے معافی چاہکر نہایت آب احترام کے ساتھ دائماً ابدا سلوک کرتے رہیں ورنہ خیریت نہیں کیونکہ

راستی پیشہ کند۔ گر بادشاہِ دین واں
ور گروہ۔ راستباراں۔ سروری حاصل کند

تو راستی پر آؤ۔ اور غور کرو کہ تمیز و شعور۔ آداب و تہذیب۔ اعزاز و احترام۔ اخلاق و ہمدردی۔ انسانیت و شرافت۔ رحم و کرم۔ جود و سخا۔ شفقت و محبت کے مجموعہ عطر کا جوہر۔ عورتوں کے ایک مہذبانہ فعل میں اس طرح ملفوف پایا گیا جسکا جواب یا نمونہ آجتک مردوں سے نہ ہو سکا۔ اگر اس تہذیب کا نام مربیانہ و فیاضانہ۔ شاہانہ و بادیانہ مسیحانہ و خداوندانہ۔ نورانی و ربانی۔ مسیحائی و رحمانی تہذیب نام رکھا جائے تو زیبا ہے چنانچہ وہ ہمدردانہ تہذیب عطیہ یہ ہے کہ اپنے پرائے کے سفر کرتے وقت یا جدا ہوتے وقت خوشنما و خوشتراش حسن افزا کمرے یا بٹے میں۔ پیسہ۔ روپیہ

* پہلے کسی صفحہ میں جسم کا لفظ تذکیراً غلطی سے لکھا گیا۔

اشرفی نوٹ۔ جواہرات نورتن کے طور پر بنام الملم الکائنات بازو پر تعویذ کی طرح
باندھنا جسکے معنی بامعنی معنوی صریحاً یہی ہیں کہ ہم تمہارے ہمسفر تو ہو نہ سکے اسلئے
اپنی جگہہ بہت بڑے ہمدرد و انیس و رفیق مبلغ الی الراحت دوست کو قوت بازو
بناکر ساتھ کر دیتے ہیں کہ ٹھیک وقت پر دستگیر و معاون ہو گا جسکو مردوں نے اپنی
نادانی و جہالت و کم بختی و لعنت کے سبب سے لغو و بیہودہ۔ نیز کفر و شرک وغیرہ
سے نسبت دے کر اپنی خجالت و ندامت کا دفعیہ چاہا۔ حالانکہ بخدائے لایزال
اس مرصع تہذیب کا جواب کسی طرح ممکن نہیں۔ اس پر بلائیں لینا۔ اور سب انگلیوں
کا لگاتار پٹاپٹ توڑنا عجیب ہمدردی و جاں نثاری کی شان ظاہر کرتی ہے
میں نے اس مبارک و متبرک و مقدس محترم لغویات وغیرہا کو جائز رکھا اور سب
اچھی بات جائز ہے۔ مخالفین کو چیخ پکار کرنے دو ؎

مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند کا مضمون ہے

پس تہذیب مکرمہ کی موجدہ بھی عورت ٹھری۔ مردوں کو جہیز تک دینا نہیں آیا اور اگر
آیا بھی تو یہی آیا کہ تین لاکھ روپیہ کا نوٹ جلاکر ایک پیالی جائے پلانے آیا۔ اور بہتی کے
ڈھیر پر چادر چڑھانے آیا۔ تو اسی کو کہیں گے کہ ؎

منم گرسنہ۔ گربہ را پوستین

چنانچہ اس عمل کا کچھ سود و بہبود نہیں۔ اب دونوں میں کون زیادہ تر مسرف بیہودہ و نامہذب
ٹھرا؟ کیا اب بھی عورتوں کی عزت کرو گے یا نہیں؟ گریبان میں منہ دے کر فیصلہ

محو صرف بے محل یہ مثال دیدینا کافی نہ ہوگا کہ اگرچہ عورتوں کی تعریف چاند
اور تاروں کی برابر ہو مگر مرد اکیلا سراجاً منیراً یا آفتاب کی طرح ہے کہ اسکے آگے
چاند تارے کند ہیں۔ تو اس طرح کی بہت سی لایعنی مثالیں دوسرا بھی قایم کرسکتا ہے
منجملہ اُن کی ایک یہہ بھی ہوسکتی ہے کہ قرابے کا قرابہ عطر بھی غلاظت کے آگے
کند اور مات ہے۔ اِس سے غلاظت جو ہے سو عطر پر فوقیت نہیں لیجا سکتی۔
غلاظت کے مقابلے میں فنا ئل لانا چاہیے۔ عطر کو اس جگہہ سے ہٹا لینا چاہیے
اسلئے سراجاً منیرا والی مثال ایک محض ناموزوں مثال ہے۔ اس میں واقعیت نہیں ہے
کہ عملی جامہ پہنانے پر ویسا ہی نتیجہ اور اثر ہو۔ عیاں را چہ بیاں کا مضمون ہوگا
چنانچہ اِس طرح سے مثال دینے کے لئے تو باپ اپنی بیٹی کے لئے اور ماں اپنے
بیٹے کے لئے مثال پیش کر سکتے ہیں کہ چونکہ اپنے باغ کا پھل کھانا کسی طرح ممنوع نہیں
ہوسکتا اسلئے ماں پر بیٹا اور باپ پر بیٹی حلال ہے کہ بایکدگر باغ کے پھل ہیں
برخوردار ہیں۔ یہہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جب تک دنیا میں صرف ماں بیٹا۔ یا باپ بیٹی
ہی نہ رہجائیں تو دنیا آباد کرنے کے لئے ممکن ہے کہ حلال ہو جائیں اور طبیعت گوارا کرلے
ورنہ مثال بالائی بالکل لغو وبیہودہ ہے۔ اسلئے عورت جو ہے سو ماشاء اللہ
عورت ہی ہے شکست وہ مثال نہیں ہوگئی ہے۔ کیونکہ ؎

شیرِ قالیں اور ہے۔ شیرِ نیستاں اور ہے

(۱۶۵)
ہونٹ کا باپ۔ آئن ہونٹ کی ماں مشہور ہے۔ یہاں بھی عورت ہی بیلا لے گئی

اتنے صفات پر بھی تمھاری زری سی چمکار پر جان دینے کو تیار ہے کہ

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبرند

دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

کا مضمون پیش آتا ہے۔ اب یہ سب دلائل شکر جل بھن کر خاک سیاہ نہ ہو جاتا۔
جیسا کہ یحییٰ کے نام سے جلن ہے کیونکہ وہ اسم اعظم ہے۔ دشمن سوز ہے۔ تو یاد باشد

نظم

اسم اعظم بر ہمہ اسماء بباشد حکمراں — اعتراض و بحث و شک مگذار و خود کن امتحاں
نام یحییٰ آتش دوزخ بشد - بہر عدو — سوختہ بہر ثنا یا - چوں نام آمد بر زباں
امتحاناً نام گیر و صورت نشاں را ببیں — خیر خواہش شادماں - نا خیر خواہش نیم جاں
خانۂ مخلص منور - خانۂ دشمن بسوخت — الاماں و الاماں الاماں و الاماں !!
در حق مخلص چو نور و در حق دشمن چو نار — گر نباشد ایں چنیں تا کسے بگردد آں چناں
فیض و برکت فیض نعمت بہر مخلص جاری است — بہر دشمن صد خرابی چار سو بربادیاں
خود ببیں تاثیر او را حاجت تشریح نیست — زیں سبب ضرب المثل گویم عیاں شد کے بیاں ؟

اسم اعظم گشت یحییٰ - در ہمہ اسماء خلق
منتقش تاثیر بخشا - از مکاں تا لا مکاں

مناقب الرجال

مگر عورتوا یاد باد !!

کہ مردوں کی بھی بڑی تعریف و عزت ہے۔ بڑا مرتبہ ہے لہذا ؎

عیبہا یش را بگفتی ہنر ہنرش را بگو

کے معنی کو ملحوظ خاطر رکھ کر تم سے کہا جاتا ہے کہ تم نے سنا ہوگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ صاحب کو کبھی نہ کبھی انسانی جامے میں چھپکر من و تو کے عالم کی سیر اور آنکھ مچولی اشت لگا کر ہوا کھانا مقصود تھا کہ ؎

آستیں بر رخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی

کا مصداق ہوا اسلئے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں کہ اس ٹرک سے خدا صاحب کا نور عبور کرنے والا ہے۔ ممکن ہے کہ زن و مرد کو ملا کر سجدہ کرنے کو کہا کیونکہ انما المومنون اخوانا کے معنی میں عورت بھی شریک ہے۔ لہذا میں اس افسانہ وار تلمیحی دلیل کو نظر انداز کر دیتا ہوں۔ مگر یہہ تو کھلی بات ہے کہ پادشاہی ہمیشہ تین چار طریقوں سے قایم ہوتی رہی ہے۔ ایک تو پنچایت اور تجارت سے ترقی پاکر۔ دوسرے ڈکیتی سے ترقی پاکر تیسرے استادی سے ترقی پاکر۔ تو تم

(۱) مردوں کی تعریف۔

عورتوں نے ان تین چار طریقوں میں سے ایک طریقہ بھی حاصل نہیں کیا۔ تینوں
چاروں طریقے تمہارے لئے سخت مشکل و اہم ثابت ہوئے۔ ان میں سے
جو متوسط الذکر طریقہ ہے اسکے بارے میں پہلے ہی بیان کیا جاچکا ہے کہ ڈکیتی
کی صفت مردوں کی غیر مشترک صفت ہے تو یہ پنچایت کے ذریعہ سے بھی بادشاہ
بنتے ہیں اور ڈکیتی کے ذریعہ سے بھی۔ چنانچہ عرب کے لغوی معنی گنوار اور ڈاکو
کے بھی ہیں۔ لغت دیکھ لو۔ کاسک کا لفظ قزاق سے بنا ہے۔ انھیں سے
روسی شاہی قایم ہوئی۔ اور بادشاہ کا مرتبہ بیشک بہت بڑا ہے۔ ضرور بالضرور
واجب الاحترام ہے۔ خاصکر بادشاہِ عادل کا مرتبہ۔ اگرچہ تم عورتیں کہہ سکتی ہو کہ
بدمعاش۔ ڈاکو۔ بادشاہ۔ یا کسی بانی۔ یہ جسمانی حکومت کر سکتے ہیں جس سے
کبھی نہ کبھی غدر کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ روحانی۔ یا دلی حکومت نہیں کر سکتے
جو اصلی ہے کہ کبھی غدر نہ ہو سو وہ تمہاری ذات ہے کہ ڈاکو اور بادشاہ سب کے
دلوں پر حکومت کر سکتی ہو۔ اور عورتیں ہی اکبر دل سکتی ہو۔ ؎

ہمہ آہوانِ صحرا سرِ خود نہادہ بر کف

بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

تو میں پہلی دونوں دلیلیں واپس لے لیتا ہوں اور کالعدم سمجھتا ہوں اور یہ بیشک
سچ ہے۔ اب رہی استادی کی بات تو تم مرد و عورت دونوں ہستیاں گواہی
دے سکتی ہو کہ بالعموم ابھی تک کسی مردانی صورت کی امت بنتی چلی آ رہی ہو

عورتیں اگر چوڑھے کے پاس بیٹھتی ہیں تو مرد بیچارہ انجن جو جہنم کا طبقہ ہے اُسکے
سامنے عرق آلودہ کھڑا رہتا ہے۔ کوہ کنی۔ کان کنی و جاں کنی و جفاکشی میں
مبتلا رہتا ہے۔ یہہ سب محنت کی خراج گیر مخدومہ عورت ہے۔ بایں وجہ اگر سجدۂ
شکر زیبا ہے تو صرف قدرداں ہی کے لئے زیبا ہے کہ راستی کی پامالی بھی جو
ہوتی ہو تو اُسکی آبادی ہی کے لئے ہوتی ہو۔ تم دونوں ایک دوسرے کو سجدہ
کرو جیساکہ بقولِ عوام الناس تمکو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ محکوم ہوئے یعنی تمام
قوائے خلقیہ نے جو مختلف شکلوں میں ہیں اور تمہارے زیر تسخیر ہیں۔ پس جو بات ملکہ
تم عورتوں میں ہے وہ مردوں میں نہیں۔ جو بات مردوں میں ہے وہ تم عورتوں
میں نہیں۔ جو بات خالق میں ہے وہ مخلوق میں نہیں۔ جو بات مخلوق میں ہے وہ
خالق میں نہیں۔ گویا کہ جو بات پانی میں ہے وہ روشنائی میں نہیں۔ جو بات روشنائی
میں ہے وہ پانی میں نہیں۔ اگرچہ پانی کے اجزا روشنائی میں موجود و مخلول ہیں
اسلئے تبادلۂ جنسین و مبادلۂ عناصر و تاثر سے بایکدگر تکمیل کمال کرنا چاہیے۔ کہ
دونوں کے اتحادِ توحید سے نقیضِ افتراق(۱) و تشتت تکمیلِ اجتماع و اشتراک مع
ہویت(۲) و ہیئت(۳) علی التساوی بلحاظ الجانبین(۴) ہو۔ کیونکہ ؎

آہ۔ مرد است۔ و عورت است الاّ ہ

پس بگو۔ لا الٰہ — الاّ اللہ

(۱) دوئی (۲) مردانگی۔ (۳) زنانگی۔ (۴) برابر دو طرفہ لطف و ذوق کی طرح

یہہ ہو و ہا - لنگ اور بھگت کے معنی ہیں - مگر اے میرے اللہ! اور اے میرے خاص پیارے اللہ! تو ہی عین اللہ ہے - تو سب سے اعلیٰ و بالا ہے - تو ہی خود کو جانتا ہے اور کوئی نہیں - جس نے تجھکو جانا - بس تو ہی ہوگیا - اب میں نہیں جانتا کہ میں کیا ہوگیا؟ اسکو بھی تو ہی جان! تو ہی جانِ جاناں ہے - اب اتنے جاننے اور نہیں جاننے کا بار کون اٹھائے؟ یہہ تجھی کو زیبا ہے - کس لئے کہ میں مارے نزاکت اور لطافت کے ہُوِیّت و ہمیّت - انیّت و انانیّت سب سے پاک ہوگیا - کہ ؎

چشم بہ تو اُفتاد - وجودم - ہمہ خاک شد
ہر چیز کہ - در کانِ نمک رفت - نمک شد

کا مضمون ہوگیا ہے - اسلئے بمصداق ہذا ہوں کہ ؎

نظم

چون خیالم - می رود - بالائے عالم سوئے تو	از درونم - خود بخود - می آید - اکثر بوئے تو
از سیاہی عدم - تابید - ناگہہ روئے تو	روح شد بے ہوش - اندر جسم - از جادوئے تو
نالہ از تہہ خانۂ قعرِ عدم برخاستہ	جملہ عالم تار شد - از پرتو گیسوئے تو
جانِ من جانِ شما[1] - دارم تمنائے دلی	ہر چہ بادا باد - باشم - زود ہم پہلوئے تو

(۱) تمہاری جان کی قسم اور اپنی قسم۔

از خودیم تا تو ئی۔ خطِ انانیت کشید — ایں انانیت گشتہ قوتِ بازوئے تو

اے سراسر حسن۔ دے زیبائیش حسن و جمال — خدنگ عالمگیر شد۔ از جنبش ابروئے تو

اے توئی حسن مرکب۔ اے توئی حسنِ بسیط — از مکاں تا لامکاں۔ گردیدہ خابقِ کوئے تو

نیستی و ہستی و تکرار ہر دو بازی است — ایں ہمہ بازیچہ طفلاں شدہ از خوئے تو

شد مسلط بر ہمہ یحییٰ۔ امام العالمیں

جملہ در قابوئے او۔ آں ذات خود قابوئے تو

پس اے لوگو۔ آپس میں بالکید گر سانپ نہ بنو کہ کھیلتے کھیلتے ڈسا اور اُلٹ گئے۔ برابر توازن رہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عمر نہ ہوتا تو بکر کی کچھ نہ چلتی۔ تو پھر صرف عمر ہی کو ہونا چاہئے تھا بکر کی حاجت نہ تھی۔ اسی طرح عورت و مرد سلسلہ راز ہستی سے بالکید گر جدا نہیں ہو سکتے ؂

رشتہ۔ در آغوشِ گوہر نیست۔ از گوہر جدا

چنانچہ بوڑھاپے میں عورت و مرد بچوں کی طرح یکساں ہو جاتے ہیں۔ نور کی غیبت کا نام ظلمات ہے۔ اور ظلمات کی غیبت کا نام نور۔ تمام عالم کی پیداوار ظلمات و نور کی جفت سے ہے۔ لیل و نہار گواہ ہیں۔ غذا و اثر بالکید گر جن و انس ہیں یعنی ہیٹر اور انرجی ہیں۔ اگر مادۂ غذا نہ ہو تو حرارت و تاثیر حیات کا وجود بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تم دونوں کی گیت اور غزل میں برابر ایک دوسرے کی رٹ موجود ہے۔ اس واسطے

(۱) جہاں ٹیلیفون میں ہے میں کا لفظ بولا گیا وہیں اس تلفظ کا خط بولنے والے اور سننے والے تک کھنچ گیا۔ اور یہاں سے وہاں تک ایک ہی انانیت کا خط ہو گیا۔

تم مرد و عورت دونوں بالیقین گر نعم النصفین ہو۔ یعنی دو مقدس نصف کہ ان دونوں آدھوں کے ملنے سے حقیقی ایک بننے کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہذا تم آپس میں عاشق و معشوق ہو۔ ہو۔ دو تا ہو۔ خادم و مخدوم ہو۔ آکل و ماکول ہو۔ مٹیر۔ اور ۔انرجی ہو جن و انس ہو۔ نور و ظلمات ہو۔ امرو استر (استری) ہو۔ ابتدا و انتہا ہو۔ ازل و ابد ہو۔ گویا ہر طرح سے لازم و ملزوم ہو۔ ورنہ بہائم سے شادی ہوتی۔ والدین کا لفظ نہیں بولا جاتا مگر ایسا نہیں ہو رہا ہے تمہیں آپس میں جفت بن رہے ہو۔ والدین بن رہے ہو۔ پس تم سکتہ اللہ ہو۔ سکہ ہمیشہ برابر ہونا چاہیے۔ چھوٹا بڑا ہو تو بیع و شرٰی میں فساد برپا ہو۔ نظام درہم برہم ہو۔ ازیں جہت ہمیشہ کے لئے آپس میں برابر رہو۔ ایک دوسرے کی بندگی بجا لاؤ کہ مجازی محبت کی تکمیل کے بعد حقیقی پیدا ہو۔ ؎

جب گرے۔ خاک میں دانہ۔ تو شگوفہ نکلے

پس بندگی محبت کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ کسی کو کسی پر شرف حاصل نہیں اور اگر ایسا خیال ہو تو اس کے ساتھ یہ بھی خیال کر لینا چاہیئے کہ ؎

دوستی۔ با ناتواناں۔ مایۂ روشن دلی است
موم چوں با رشتہ سازد۔ شمع محفل میشود

پس عورت باطن ہے۔ مرد ظاہر ہے۔ دنیا اول ہے۔ دین آخر ہے۔ خدا باطنیت و ظاہریت۔ اوّلیت و آخریت سے پاک ہے۔ بالکل مستغنٰی ہے۔ ہم راز ہیں۔

اسپیرٹ لو دیکھو ۵

وفقتہ از جاہو عیسیٰ۔ افق تابندہ شد

قم باذنی گفت۔ یحییٰ۔ روحِ عالم زندہ شد

حاالبعد از حمدِ آں ہستیٔ وحدہٗ لاشریک لہٗ باز آمدم بر سرِ مطلب کہ چونکہ سب
چیز کی قیمت زر ہے۔ اور زر کی قیمت نور ہے۔ اور نور کی قیمت نور علی النور ہے

(اعادت مضمونِ اصلی)

[illegible] لئے ہیں نے پبلک پر بیس[20] ندرانے فرض کر دئے ہیں۔ جو دہرم لگان کے تحت
میں بیان ہوئے کہ دو تب لو۔ پھر پبلک کو بھی ضرورت کے وقت خدیو گیہاں
سے مدد لینے کی رائے دی ہے کہ یہہ اسکی طرف سے وہب و عطا ہے۔ کیونکہ
سردار کے لئے وہب و عطا کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اسواسطے اُسکی ملکی تنخواہ
کے علاوہ سالانہ وہب و عطا کے لئے ایک معقول رقم حسب دورِ زمانہ وقف ہونا
چاہئے۔ اگرچہ عنا پھیل جائے مگر نظاماً لوگوں کی کچھ اُس تہر گا بندہی رہے لیکن
جاگیر و منصب کا رسم نہیں رہے گا۔ شاید کسی موقع پر ضرورت ہی آن پڑے تو تاحینِ حیات
مقرر ہو سکتا ہے۔ پشت در پشت نہیں۔ نسل کُش ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خاقان المعظم یا
بارگاہِ معلی کے سرورِ انجمن پر بھی یہہ فرض ہے۔ لیکن اگر سال بھر میں اُس کے خرچ
کی نوبت نہ پہونچے تو وہ اِس رقم کو الگ کر کے دوسرے خزانے میں جمع کر سکتا ہے

اور قابل برداشت ہیں. پر شان کے لئے تا ہے. اپنے مصرف میں لا بھی لا سکتا ہے
مگر اُسی وقت تک جب تک وہ خاقانی کے عہدے پر ہے۔ کیونکہ اُسکے بعد دوسرے
کا حق ہے۔ پھر ملک وہب و عطا کی نعمت و برکت سے بے سود محروم رہے
اسواسطے اُسکو نذر دینا چاہیئے۔ جسنے نہیں دیا ہے اُس نے کبھی نہیں پایا ہے
فطرت کے خلاف ہے کیونکہ ۵

صراحی۔ چوں شود خالی۔ جدا پیمانہ۔ می گردد
بوقتِ تنگ دستی۔ آشنا۔ بیگانہ می گردد

لیکن خاقان المعظم کو نہیں دیا جا سکتا۔ مختصر تحائف پیش کرنا دوسری بات ہے
وہ بھی اُسوقت کہ جب کوئی معاملہ اُسکے یہاں پیش نہ ہو۔ گفتی یا دستی تحفے اور نذر
میں فرق یہہ رہیگا کہ نذر تحفے کے ساتھ دست بستہ ہوکر دایاں ہاتھ اوپر اور
بایاں ہاتھ نیچے کر کے بہ ادب سامنے رکھدینا ہوگا۔ اور جھک کے سلام کرنا ہوگا
اور سینے پر ہاتھ رکھنا ہوگا۔ اور عورتیں دور سے بلائیں لیں یا چپکلا سلام کریں
یعنی اُنگلیوں پر پٹ سے پیشانی رکھ کر اُٹھا لیں۔ چاہے خدیو کے سامنے ہو۔ یا
خدیجہ کے۔ تاکہ دل سے دعا نکلے۔ خون کا ہر ایک قطرہ اور ہوا کا ہر ایک نفس دعا
دے کہ اُسکی بہتری ہو۔ چاہے بدیر ہو یا بزود۔ کیونکہ نذر و انکسار والا ہمیشہ کامیاب
رہتا ہے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو کہ سچی دعا تو ایسی ہی حالت میں نکلے گی۔ ایذا رسانی
سے تو ہر گز نہیں نکلے گی۔ بلکہ بددعا نکلے گی۔ اگرچہ منہ سے نہ کہے۔ سچی دعا کے لئے

منہ سے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ اُس کا خوش ہو جانا ہی دعا ہے اور ناخوش ہو جانا
بددعا۔ جانور اور گونگے منہ سے تو کچھ کہتے نہیں۔ دل ہی میں کہتے ہیں دل ہی میں
گنتے ہیں۔ پس بد دعا میں نہ پڑو۔ خوش رکھو گے تو خوش رہوگے۔ اگر ناخوش رکھوگے
تو ناخوش رہوگے۔ اس سے بھی تمہارا ہی بھلا ہوا۔ باغ فدک جیسا معاملہ نہ ہو۔
اسی لئے اسقدر تشریح و آداب آموزی کی ضرورت پڑی ورنہ ضرورت نہ تھی۔
اور یہ کچھ مالیخولیا نہیں۔ خالی خیالی پلاؤ نہیں ہو سکے رہیگا۔

علم الاناسی

حالا اینکہ ملک میں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ظاہراً اور مستترو جرایم پیشہ۔ ناممکن الاصلاح
افراد سے ہو رہے ہیں کسقدر ہیں؟ (۹۶) ان کی لیلیٰ و نہاری حاضری لی جاتی ہے یا نہیں
زیر نگرانی رہتے ہیں یا نہیں۔ جیسے کنجر۔ ہٹئے۔ خانہ بدوش۔ نٹ۔ بدو۔ گڑوے
بھیل۔ کول۔ جنگلی۔ وغیرہ ہیں۔ باقی یہ دیکھنا ہے کہ ملک میں کس قدر جاہل و ناخواندہ
منع ترقی دھرو۔ بہایم سیرت۔ بھکاری۔ بھیک منگے۔ کسبن۔ رنڈی۔ بھڑوے۔ بیمار
پاگل۔ سٹری۔ مراقی۔ صاحب مالیخولیا۔ صاحب الفتق۔ صاحب آب نزول۔ سوزاکی
آتشکی۔ لنگڑے۔ لولے۔ نونٹھ۔ اندھے۔ بہرے۔ کانے کترے۔ پیلے کھیگاہلے۔
گنجے۔ صاحب داء الفیل۔ یعنی فیل پایہ والے۔ کوڑھی اِلاّ۔ مبروص۔ دانتولے۔ پوپلے
نکٹے۔ سٹکے۔ کبڑے۔ اصحاب الصفہ یعنی اپاہج اور جھوو۔ افیونی۔ مدکی۔ چنڈو باز۔

گنجیڑی۔ چرسی۔ شرابی بے اصول۔ متوالے۔ ناٹے۔ گڈے۔ ہیجڑے۔ مُھوگے زنخے۔ بانجھ۔ نامرد۔ مغلم۔ لوطی۔ اُبناء۔ دورخے۔ سہ رخے۔ مجلوق۔ سعتر باز (۱) ومساحقات (۲)۔ کریہہ منظر۔ خوش منظر۔ چور چکار۔ چائن۔ جنڈال۔ مفلس کنگال۔ فاقہ مست آوارہ گرد۔ عرب و قزاق یعنی ڈاکو لٹیرے۔ ٹھگ چال باز جعل ساز گمراہ و بدراہ۔ بٹیر باز۔ مرغباز۔ چرندہ باز۔ پرندہ باز۔ درندہ باز۔ گزندہ باز۔ مداری یا سرکس والوں کے سوا دوسرے کون کون ہیں۔ جن پر تضیع اوقاتی۔ اسراف و عیال آزاری کا الزام لگ سکتا ہے۔ نیز عیب دار و بے عیب۔ ناقص الخلقت کس کس قسم کا مرض رکھنے والے وغیرہ وغیرہ ہیں (اور پنشن کے لایق اُس علاقہ میں کس قدر ہیں جن کا حق تحتِ محکمۂ اوقاف ہونا چاہئے) جو لوگ فقیر۔ گوشہ نشین خود کو کہتے ہیں اُن سے مصرحۂ ذیل سوال کرو۔

سوال

فقیر ہونے کا اور بیہودہ صورت بنانے کا سبب کیا واقعہ ہوا ہے۔ بتلاؤ تم نے اسوقت تک جسمانی و روحانی۔ فیضانی۔ امکانی۔ دماغی و عقلی۔ صفاتی و قلبی۔ فردی و جمعی۔ عنصری و اثری۔ کیا کمال حاصل کیا ہے۔ اگر نہیں حاصل کیا ہے تو افسوس ہے کہ

تو براے خود چہ کردی۔ کہ بدیگراں بسازی

بخدا کہ واجب آمد۔ زتو۔ احتراز کردن

---

(۱) مولی گاجر یا ربر کی مصنوعی معروف شئے کام میں لانے والیاں (۲) دو عورتوں میں ناجائز دوستی کے استعمال کا مفہوم۔ اِس لئے بیوہ رہنا گناہ ہے۔ یا مدت تک کنوارا رہنا۔

اس لئے سب کا حساب دو۔ نہیں تو تم نے کیوں جفت دین بنام دنیا کو بطریق بد
برے طور پر استعمال کر کے اسے بے عزت کیا۔ اسکی تحقیر و بے عزتی کی۔ والعیاذ
عرفی کا ارتکاب کیا۔ اپنے زبانِ حال و مقال سے خدا کو بد افعال و بد کردار
ظاہر کیا۔ اسکے عناصر و مآثر کو کیوں مفت استعمال کیا؟ نعمتِ حیات۔ وحی اصلِ
حیات کو کیوں بے قدر کیا؟ اپنے بیہودہ و بے سود حرکات سے کیوں دوسروں
کو ترغیب ناجائز دے کر گمراہ کیا۔ کیونکہ اس سے گوشِ زدہ اثر سے وارد کا مضمون
پیش آیا۔ اس کارگاہِ عالم کی کاروبار کیوں اسے بے محل روکا؟ عناصر
و مآثر جن و انس یعنی ظاہر و باطن سب کام دھندے میں لگے ہوئے ہیں جیسے
خدا۔ کیونکہ اللہ نے تو اتنا کام کیا کہ اس کارگاہِ مجسم کو عالم کی شکل میں بنایا۔
تم نے بجائے خدا کے ہم خدمت ہونے کے اسکے ان گمراہوں نے اس
بنانے کے فعل کو لغویات سے قرار دیا۔ جسکے لئے کچھ بین ثبوت واجب التسلیم
اور واجب العمل اور نتیج الخیر پیش نہیں کر سکتے۔ دوسروں کا مال چپ چاپ کھاتے
رہے۔ یہہ ریاکاری کہ ؎

سبحہ در کف۔ توبہ بر لب۔ دل پُر از شوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید۔ بر استغفارِ تو

لہٰذا اُسکے لئے کیا اپنی برأت و بریت پیش کرتا ہے کیفیت دے۔ اور اسکے
پیروکار بھی کیفیت پیش کریں کہ ؎

بہ تعریف و توصیف دہ مکر و فریب

مریداں پرانند و پیراں پرند

کے مفہوم پر عمل در آمد ہوتا رہا۔ اس واسطے۔ اس مردم شماری کی دوسری ترتیب میں اگر وہ زندہ رہا تو۔ گھسیٹ گرد بنیادی کام میں لگایا جائے گا۔ یہی دین ہے اسی کو یوم التناد کہیں گے۔ کہ آرام دہ قدرتی اصولوں پر زندگانی اچھی بسر ہوا کرے۔ چاہے وہ زندگانی کسی عالم میں ہو۔ اور آگے ترقی کرے۔ کیونکہ چاول جب تک دہان کی صورت میں رہے گا پرایہ دہان ہی ہوتا رہے گا۔ چاہے کتنے ہی خوشوں میں ہو۔ اسلئے اسکو بھوسی کے غلاف سے نسبت چھوڑ کر باہر ہونا چاہیے کہ چاول ہو۔ پھر پلاؤ۔ پھر خون و اولاد و عقل رسا بعدہٗ عقل کل۔ (۹۷) اب آگے یہہ دیکھو کہ لوگ کس کس بات میں استاد ہیں اور کیا کیا کمال رکھتے ہیں۔ اگرچہ عیوب ہوں۔ (۹۸) کیسے کیسے رنگ و روغن کے لوگ ہیں ان کے چال چلن کیسے ہیں۔ کبھی قید تو نہیں ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو کس جرم میں؟ کیا چارج رکھا گیا تھا۔ یعنی کیا فرد جرم قایم ہوا تھا۔ کبھی کسی بات میں ملزم تو قرار نہیں دیے گئے ہیں۔ اگر الزام جھوٹھہ تھا تو کس نے الزام لگایا تھا اور کیوں لگایا تھا؟ وہ زندہ ہے یا مر گیا؟ یا ضعیف ہو کر نیک ہو گیا؟ (۹۹) کس کس عمر میں لوگ کس کس قسم کا نشہ استعمال کرتے ہیں اس سے کیا ان کو فائدہ یا نقصان ہوا ہے۔ اسکے بارے میں کیا گواہی دیتے ہیں؟ نشہ نے ان کے طبائع و قیافے پر کیا اثر ڈالا ہے۔ عام لوگ

اُنکے اِس قسم کے طبائع سے کیا اثر پذیر ہوتے ہیں؟ اِن سب کے نام اور پتا اور نشان صاف صاف رہے۔ واضح باد اکہ جیسا خیال ہوگا ویسا ہی مقال ہوگا۔ پھر ویسے ہی اعمال و احوال بھی ہونگے۔ مگر خودگری و خودکشی کا سب کو اختیار دیا گیا ہے ہر ایک مشکوک[100] کے بارے میں اُسکے جوار و دیار کا خیال۔ ٹولے محلے کا خیال پاس علاقے کے لوگوں کا خیال۔ اور اُسکے گھر کا خیال اور خود اُس کا خیال اُس کی ذات کے لئے کیا ہے؟ پھر خود تمہارا خیال اُسکے بارے میں کیا ہے؟ سب صحیح صحیح ہو۔ مطلق جھوٹھ نہ ہو۔ قلم بند کرو۔ جاسوسی میں پورا کمال ہو۔ جہاں پر جس قسم کی صفت استعمال کرنے کی ضرورت ہو برابر استعمال کرے۔ ورنہ جھوٹھے الزام دہی پر وہی سزا ہوگی۔ جو اُسکے لئے ہونے والی ہوگی۔ ہر شخص کی اصلی خواہش[101] کیا ہے تمنا کیا ہے۔ اُسکو کس چیز کی حاجت ہے۔ خود کو کس کام کے لایق پاتا ہے؟ کچھ ورزش بھی کرتا ہے کہ نہیں؟ یا اُسکا پیشہ ہی ایسا ہے جو ورزش کا کام دیتا ہے۔ اُسکا مذہب[102] کیا ہے؟ اُس میں[103] کون کون عنصر ہے؟ کسقدر اُس میں آکسیجن۔ ہائیڈروجن ہے۔ یعنی سبزینہ۔ شوربینہ۔ حمضینہ۔ فحمینہ وغیرہا وغیرہا ہیں؟ آکسیجن اور ہائڈروجن کے ملنے کا نام پانی ہے۔ جدا ہوتے ہی مائیت کا مفہوم فنا ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح بشریت اور سِرِّ الوہیت کی ترکیب کا نام اوتاریت یا مسیحائیت ہے۔ ترکِ ترکیب کے بعد ہماں کہ بود، اُسکے ہتھیلی کے نشانات اور ناخن اور اُس پر کے نشانات کیسے ہیں؟ سب کا چھاپہ لو۔ زائچہ کھینچو کر

ہاتھ پاؤں سب اُسکے بارے میں گواہی دیں۔ ہر ایک کے ہاتھ پاؤں کے
نشانات جدا ہیں۔ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ کی پوری تحقیقات منظور ہے۔ اُسکا
نبض کیسا چلتا ہے؟ اسکا مزاج کیسا ہے؟ ٹمپریچر کیا ہے؟ عمر کیا ہے؟ اُس کا (۱۰۵) (۱۰۶)
قیافہ کیسا ہے؟ اُسکا قیافہ کس چیز سے مشابہت رکھتا ہے؟ (علم قیافہ کو ترقی دو (۱۰۷)
غصہ۔ شہوت۔ شجاعت۔ وعقیدت۔ محبت سچائی۔ دل میں کچھ زبان پر کچھ
ہوتے وقت چشم وچہرے بالعموم کیسے ہوجایا کرتے ہیں۔ ٹٹولو اور سمجھاؤ کہ
خموشی و دیر گوئی۔ نرم گوئی۔ اتباع و خوشامد۔ دغا اور وفا دونوں کام کے لئے
مستعمل ہوسکتے ہیں۔ دونوں کی تفریق بتلاؤ کہ وفا میں خلوص ہوتا ہے دغا میں
نہیں وغیرہ وغیرہ) اُسکا قد وقامت کیا ہے۔؟ فوج اور پولیس کے لائق ہے
یا نہیں؟ اُسکا وزن کسقدر ہے؟ چاہے عورت ہو یا مرد۔ بچہ ہو یا جوان کسے
باشد۔ اُسکی تندرستی کیسی ہے؟ کچھ خوشگو بھی ہے کہ نہیں؟ اگر خوشگو ہے (۱۰۸)
تو اُسکو کوئی گیت۔ کھماچ۔ کہروا۔ پیلو۔ ٹھپکا۔ دوہا۔ برہا۔ دادرا۔ غزل خواہ
کوئی چیز جسکے بارے میں لوگ گواہی دیں۔ اور وہ خود بھی اُس پر اعتماد رکھتا ہو
کہ فلاں راگنی وغیرہ کو وہ نہایت خوشگلوئی سے ادا کرسکتا ہے۔ تو اچھا معلوم
ہونے کی صورت میں اور زبان میں اُس کا داخلہ قبول کرلینے پر ونیز سخت موثر
ہونے پر اُسکو گواکر صاف گو گرامیفون کے ریکارڈ میں بھردو۔ کہ دل خوشکن ہو
اُس آواز کی مناسبت سے صفات دونوں میں تحریک و ترقی ہو۔ مریض اچھا

اور آواز شناس لوگ اُس آواز سے اُسکے خصائل اور خطرت کے بارے میں
حکم لگائیں۔ اُسکے خواب وخیال[110] اکثر کیسے ہوتے ہیں؟ اُسکے[111] صفات کیسے ہیں
کون کون[112] صفت کیسی رکھتا ہے؟ کیا کیا علم[113] وفن جانتا ہے؟ جو بے قدری
کی وجہہ سے کس مپرسی میں پڑے ہیں۔ کیا آپکے معلومات[114] وتجربے ہیں۔
کسقدر عقل وحمق رکھتا ہے؟ سب کا وزن ہو یہہ آلہ ابھی ایجاد ہوگا
اسکا نام ولدیت اور شخصیت کے ساتھہ لکھو اور اسکی قومیت بھی۔ پھر یہ بھی دریافت
کیا جانا چاہیے کہ اسکو کچھہ کہانی۔ لطیفے (اگرچہ فحش ہوں بیکار نہ ہونگے کوئی کام آئینگے)
نسخے۔ چیستاں۔ پہیلی۔ بجھول۔ مثال۔ ضرب الامثال بھی یاد ہیں کہ نہیں؟
کچھہ لکھہ کر رکھا بھی ہے کہ نہیں؟ اگر لکھا ہے تو اپنا پتا و نشان صاف صاف
لکھہ کر اور اُس کتاب یا دفتیں پر چسپاں کرکے اصحاب مردم شماری کے حوالہ
کردے۔ وہ برباد نہیں کیئے جائیں گے۔ قدر کی جائے گی۔

جثالہ وجثامہ

جنکے پاس جسقدر تحریرات ہوں اُن پر اپنا پتا لکھہ کر حوالہ کرے۔ اگر کوئی خانگی
خط ہے جسکو وہ واقعی نہیں دے سکتا ہو اور نہ اُسکو اُسکے رکھنے کی ضرورت ہو
تو ایسے کاغذوں کو پارہ پارہ کرکے بالکل نکما بنا کے حوالہ کرے کہ وہ سب ردی
چیز سے کام میں لائے جائیں گے۔ اِسی[115] طرح پرانے لتے۔ گودڑ۔ چیتھڑے

روئی۔ چینی کے ٹکڑے۔ لوہے کے ٹکڑے۔ ہڈی سینگ۔ کھوپڑ۔ شیشے۔ کانچ ٹھیکرے۔ کھپرے۔ بال۔ ناخن۔ کھاد۔ خبالۂ وخبا۔ یعنی کونڈے کرکٹ۔ اخبر بخبر جھول جھال۔ گھاس پات وغیرہ وغیرہ سرکاری مقرر کردہ جگہوں میں پہنچوادیجائیں یا خود لوگ اپنے طور پر فراہم کرکے۔ یا فراہم کراکے نزدیک والے تھانے کے توسل سے تھانے یا میونسپلٹی میں پہونچوادیں کہ سرکار میں پہنچتی ہو۔ یہہ سب کام میں لائے جائیں گے۔ حجام لوگ بال اور ناخن ضائع نہ کریں اور جو کچھ لوگوں کے پاس عجائبات سے چیزیں ہوں وہ عجائب خانے میں بھیجدیں قیمت لیں تاکہ سب لوگ اُس سے فائدہ اُٹھائیں کہ کیا کیا چیزیں کس کس زمانے میں تھیں اور بتدریج کس کس طرح ترقی ہوئی۔ کیونکہ سب چیز اسی طرح ہوئی ہے۔ چاہے دین ہو یا آئین ہو اور لوگ جو کچھ کاغذات حوالہ کرسکتے ہوں تو حوالہ کردیں کہ اُس کے ملاحظہ سے شاید کوئی نئی بات معلوم ہو۔ مثال معلوم ہو۔ ضرب المثل معلوم ہو۔ شاید اُس سے کچھ فائدہ حاصل ہو۔ قبالۂ وتمسک سب دکھلا دینا ہوگا کیونکہ اسکی بھی اطلاع سرکار کو ہونی چاہیئے۔ یہہ نوٹ کرکے صاحبِ قبالے کو دیدیا جائیگا یہہ سب جمع ہوکر ایک اچھی کتاب بن جاسکے گی جو تعلیماتِ عالم میں کام آسکے گی اور تعلیم دینے والے کو بھی تعلیم دیجائے گی کہ اُسکو کس طرح تعلیم دینی چاہیئے حتےٰ کہ بہایم بھی ایسی تعلیم پاسکتا ہے۔ سرکس اسکا نمونہ ہے۔ چہ جائے کہ اندھا بہرا گونگا اور اچھے خاصے کا تو کیا کہنا ہے۔ اور جمیع کتابیں مطبوعہ وغیر مطبوعہ

اگرچہ گالی۔ پھکڑ ہی کی کیوں نہ ہوں سب حوالے کر دینی ہوں گی۔ اِس سے قِلّتِ
مُحتاجگی و طمّنازی کو یعنی بھانڈ پنے کو ترقی ہوگی۔ یہہ بھی صحت بخش۔ روح افزا۔
و مفید فن ہے۔ خوش کرنا۔ اور ہنسانا ہنسی خوشی کے ذریعے سے بیماری و دفع
کرنا کچھ آسان نہیں ہے۔ یہہ سب ہرگز گناہ نہیں۔ کھیل کود کا نام زندگانی ہے
دکھہ مصیبت کا نام موت ہے۔ ہر کام سے خود کو جائز فائدہ پہونچنا چاہیے۔ چاہے
عبادت ہو یا وصلِ الٰہی۔ اسی طرح مکر و فریب کی کتابوں کے جمع کرنے سے فائدہ
پہونچ سکے گا۔ مکر و فریب سے ہوشیار رہنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ چاہے وہ
کہانی کے طور سے ہو یا سچ واقعہ ہو اُس سے کچھ بحث نہیں۔ بلکہ جملہ طریقے مکر و فریب
کے قلمبند ہونا چاہیے کہ ہوشیار ہوں۔

اثاث البیت

سب کے گھر کا اسباب جسکو اَثاث البیت کہتے ہیں۔ اُس کی فہرست لکھی جائے
(۱۱۸)
تنکا تنکا نہ چھوڑا جائے۔ نیا پُرانا ہونا بھی اُسکے ساتھ لکھا جائے اور ٹھیک
ٹھیک اندازہ کیا جائے کہ کسقدر مالیت کا ہوگا۔ مع کپڑا۔ لتّا۔ اجناس۔ ظروف
زیور تیور۔ سونا چاندی گینّیں (نقدی) نوٹ۔ جواہرات۔ اور سب کا بل وغیرہ
وغیرہ۔ تاکہ رشوت ستانی۔ اور مالِ ناجائز کا پتا لگے۔ جس طرح حاصل ہوا ہو۔ خاصکر
آیندہ کے لئے۔ اور اگر چوری وغیرہ جائے تو گورنمنٹ اُس فہرست کے مطابق

پتا لگائے۔ اور اپنی غفلت کا خمیازہ بھگت کر اُسکو ادا کرے کہ اُسکے چوکیدار کیوں غافل رہے کہ چوری ہوئی۔ اب پتا لگانے میں کمال حاصل کرے۔ جھوٹھ بولنے پر نالش کرنے والے کی سزا ہو۔ بازپرس ہو۔ تدارک ہو کہ مفت الجھن میں ڈالا۔ اسلئے چاہیے کہ صاحبِ مکان پہلے ہی سے سب چیز کی فہرست تیار رکھے کہ مردم شماری کے وقت کارپرداز فہرست لیکر فقط تصدیقاً سب چیزوں کو ایک نظر دیکھ لے۔ قیمتی چیزوں کا بل بھی ہو تو دیکھ لے۔ تاکہ آگے آنے والے انتظام میں سہولت ہو۔ اور اس پر عمل ہو کہ ؎

مالِ ظالم۔ می شود۔ صاحب نصیب دیگرا

شمع روشن میکند۔ کے خانۂ زنبور را؟

جسکے پاس اچھا فوٹو ہو تو وہ بھی لو۔ جس سے معلوم ہو کہ نقش و نگار میں روز بروز کیا تبدیلی ہوتی آرہی ہے۔ اُس پر وہ اپنا پتا اور نشان لکھ دے۔ ملاحظہ اور جانچ کے بعد اُسے واپس کر دیا جائیگا۔

احوال الناس

لوگوں کی حیثیت موجودہ کیا ہے۔ کیا آمد ہے۔ کیا خرچ ہے؟ بیکار ہے یا با کار؟ مدیون ہے یا غیر مدیون؟ اگر دین ہے تو کسقدر ہے؟ کیا اُسکا سود ہے۔ سوایا ہے کہ یا ڈیوڑھا۔ کیونکہ ہمیشہ کے لئے سود کا طریقہ معین ہونا چاہیے۔ دین کے

بارے میں تمادی وغیرہ نہیں سنی جائے گی۔ لیکن اگر دادا پردادا کے وقت کا بھولا
بھٹکا قرض جو کسی طرح مستند نہ ہو تو نہیں ادا کیا جائے گا۔ لیکن اگر مستند ہے
اور اسکی میراث اُسکی اولاد تک پہونچی ہے تو قرض معین سود کے ساتھ وصول
کیا جائے گا۔ ہر ایک گھر میں کسقدر بچے بچیاں جوان لڑکے۔ جوان لڑکیاں۔
ادھیڑ۔ بوڑھے۔ بڈھیاں۔ کنوارے۔ کنواریاں۔ حاملہ۔ رانڈ۔ رنڈوے
پھر کسقدر بڈھی رانڈ۔ اور جوان رانڈ ہیں؟ کہ جس سے معلوم ہو کہ جہاں بھر میں
کسقدر عورتیں ہیں۔ کسقدر مرد ہیں۔ کتنے بچے ہیں۔ کتنی بچیاں ہیں کہ انتظام
کرنے میں آسانی ہو۔ سب کا فوٹو لیا جائے۔ عورت کا فوٹو عورت لے تو
مناسب ہے مگر جیسا موقع۔ اسی طرح تعلیم نسواں کی مدیرہ و امامہ عورت
رہا کرے گی۔ بہرکیف مرد کا فوٹو مرد لے مگر بالکل صاف و شفاف فوٹو ہونا چاہیے
اُس فوٹو کے نیچے ضرورت کے مطابق اُن کی تھوڑی سی حالت لکھی ہوئی ہو
مع پتے اور نشان کے۔ پھر اُس بستی کا۔ محلے کا۔ خواہ علاقے کا فوٹو گروپ کے
ساتھ لیا جائے یعنی بھیڑ کے ساتھ جس میں درجہ بدرجہ بچوں کا گروپ یا جھرمٹ
جدا ہو۔ بچیوں کا جدا ہو۔ بڈھوں کا جدا ہو۔ بڈھیوں کا جدا ہو۔ جوان عورتوں کا
جدا ہو۔ رانڈ کا جدا ہو۔ کنوارے۔ کنواریوں کا جدا ہو (مکرر) اینکہ تا کہ زن و مرد
کی تعداد معلوم ہو۔ شادی بیاہ کی فکر کیجائے۔ جانور بھی بغیر جوڑے کے چھٹپٹاتا ہے اور
اپنے ہم جنس کی علامت کو چوس لیتا ہے فکیف الانسان[1]؟ اگر کم و بیش ہوں تو اُسکی تجویز کیجائے

(۱) پس کیسے نہیں انسان چھٹپٹائیگا۔ ضروری فرض ہے۔

(تعداد برابر کر دیجائے۔ نر جو ہے سو مادہ۔ اور مادہ جو ہے سو نر بنجا سکتی ہے۔
ایک مادّہ دوسرے مادّہ میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ محال غیر امکان میں آسکتا ہے
چاہے مدبر ہو یا بزدو۔ کسی جگہہ مستثنےٰ بھی ہوسکتا ہے) اسلیئے اس میں خیر ہے
مزاحمت نہ ہو۔ ورنہ خیر نہیں)

اوضاع و اقطاع

(۱۲۰)

کون کون قوم کو نادواتی ہے۔ بے ضرورت ننگے پاؤں رہتی ہے۔ ننگ ڈھڑنگ
پھرتی ہے۔ ژولیدہ مو رہتی ہے۔ حجامت نہیں بنواتی۔ یا مکروہ و ورزیابانہ طریقہ
پر حجامت بنواتی ہے جس سے حسن و نمایش و زیبایش و تندرستی میں فرق آئے
اور اجتناب ئے جمیل و الجمال کے حقوق کو ناجائز طریقے پر پامال کرے اور ترقی
حسن کے حقوق کی پامالی ہے یا وہ قوم جو سدا بال کھولے رکھتی ہو۔ کنگھی نہیں کرتی
ہو۔ اُسکو آراستہ نہیں کرتی ہو۔ سدا میدانوں میں بے ضرورت حاجات ضروریہ
کے رفع کرنے کے لئے بے محل جاتی ہو۔ روزانہ غسل نہیں کرتی ہو۔ بدبو چھکتی ہو
ورزش نہیں کرتی ہو۔ لباس و مکان صاف نہیں رکھتی ہو۔ بیہودہ طور و طریقہ و رواج
کی پابند ہو۔ تحتانی و فوقانی منہ میں لغام لگاتی ہو۔ لنگوٹی پہنتی ہو۔ پاشنامیانہ
پہنتی ہو۔ یا چھولی میں بند ہو کر نکلتی ہو۔ ناموسِ انسانی کو برباد کرتی ہو۔ (اس لئے
برقعہ کیا ہے کہ انکباب بہ شدّۃ الاطراف ہے۔ یعنی خود کو شکنیں دیکر حرارتِ رفتار

وتفعس سے نجوبی بچار لینا ہے؟ مکان کسکو کہتے ہیں اور کس کو کہنا چاہیئے۔ اس کی کیا صحیح تعریف ہونی چاہیئے۔ اس میں از جز تا کل کیا کیا چیزیں ہونی چاہیئے؟ اور کہاں کہاں ہونی چاہیئے؟ اس سے بالکل بے بہرہ ہو۔ اسلئے دوسری ترتیب میں مکان ایسا بنانا چاہیئے کہ جس وم ایک مکان سے دوسرے نزدیک یا دور مکان میں کوئی جانا چاہے تو بغیر مستعملات کے کچھ بھی ساتھ لیجانا نہ پڑے۔ اس میں سب موجود ہو۔ بارش کے بعد مکان کی درستگی ہو۔ اور ہر طرح مصالحہ سے پختہ ہوا کر سے بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہاں بم پولیس کا انتظام ہے کہ نہیں؟ وہاں مزبلہ ہے کہ نہیں یعنی گلخن۔ کوڑا کرکٹ رکھنے کی جگہ جو معقول ہو۔ جس سے آب و ہوا کو نقصان نہ پہونچتا ہو۔ کس کس ملک میں کس کس قسم کی بیماری کس کس موسم میں ہوتی ہے۔ اسکے دفعیہ کی کیا صورت نکالی گئی ہے؟ اس بیماری کا اثر پہلے کس چیز پر پڑا کرتا ہے۔ سب باتوں کے پہچاننے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے؟ اسی طرح سب رنگ و شکل و آثار و صفات و قوے و اشیاء ہست و نیست کی نشانی جاننی چاہیئے کہ اس تشخیص سے علاج جلد ممکن ہو۔ کہ فلاں رنگ کا فلاں خاص الخاص اثر ہوتا ہے۔ فلاں ہنگامی ہوتا ہے فلاں مقامی ہوتا ہے۔ فلاں دوامی ہوتا ہے اسی طرح علم الاشکال کی رو سے شکلوں کا اثر اور ہر ایک اثر کی عمر مستقل یک حال جیسے جلد کی وسعت یا رنگ کی قدر و کمی و بہتر ہے۔ آگے کی نہیں۔ اسلئے پرانی چیز یا پرانی دوا، خود گرد آلودہ نہیں رکھنی چاہیئے۔ جرم و گناہ ہے۔ رکھنے والا واجب التعزیر

ہے۔ مثلاً خوراک و پوشاک۔ بود و باش۔ فنِ طب کے خلاف نہ ہو۔ جوڑ توڑ کے ساتھ ہوا کرے۔ ہر ایک پیشہ بغیر امتحان دیئے ناجائز ہے۔ اسلئے باورچی امتحان پاس کئے ہوئے ہو۔ کیونکہ کوئی ایسی دوا نہیں جو مفید جامع ہو۔ چنانچہ اگر آنکھ کے لئے مفید ہے تو ناک کے لئے مضر۔ ناک کے لئے مفید ہے تو کسی اور عضو کے لئے مضر۔ لہٰذا مرکب کر دینے کی ضرورت ہے۔ یا کم از کم مصلح و بدل کے ساتھ ہو۔ کہ تاثیرات اُن کے اپنی اپنی حد پر رہیں۔ جس کام کے لئے مستعمل ہوئے ہوں وہی کام کریں۔ یا اضافۃً اور مفید کام۔ اسی طرح مرکب ہدایت کی ضرورت ہے۔ تحقیقات و ایجادات و علم و مال و آرام کے مجموعہ اثر اور اسکے نتیجے کو ترقی کہیں گے۔ اسی کا نام اقبال ہے۔ ورنہ ادبار توفیضان و فرمان کے بے سود حافظ ہونے سے کہیں بہتر ہے کہ محققِ اقبالمند ہو تو جیسے ایک جسمانی بیماری کے سیکڑوں علاج ممکن ہیں اسی طرح ایک روحانی بیماری کے سیکڑوں تراکیب ہو سکتے ہیں۔ مگر جو آسان و مفید و زود اثر و زود مفید و آرام دہ ہو وہ سب سے بہتر ہے ؎

متاعِ خوش بہ ہر دکاں کہ باشد۔ بگیر الخ

بس حالا اینکہ۔ اب یہ دیکھو کہ...

حشرات الارض

(۱۲۳)

وہاں چوہے۔ چھچھوندر۔ لنگور۔ بندر۔ گھونس۔ خرگوش۔ گیدڑ۔ جوں۔ چیلڑ

مچھر۔ کھٹمل۔ پسو۔ کٹکی۔ سانپ۔ بچھو۔ کوے۔ گلہری۔ چونٹی۔ پپلی۔ تتلی۔
پچھلی۔ گرگٹ۔ چھپکلی۔ کیڑے۔ گکوڑے۔ مکھا۔ مکھی۔ نیولے۔ بلے۔ دیمک
مکڑی۔ نونی مٹی۔ باندا۔ ہڈا۔ بھڑ۔ مدمکھی۔ بچھکھوپڑا۔ جھڑ بندہا۔ کنکھجورا۔
حشرات الارض والھوام۔ الّو۔ چپاستمّبال۔ جیسے مور وغیرہ وغیرہ کثرت سے
مکانوں کے اِردگرد بلا ظاہری و باطنی فائدہ رسانی اوڈیکس دیئے ہوئے رہتے
ہیں یا کیا؟ یہہ کس سبب اور استحقاق کی رو سے اجمالی سکونت اختیار کئے ہوئے
ہیں۔ اور کس لئے اُن کی پیدائش ہے اور کیونکر پیدائش ہے۔ اُن کے دفعیہ کی
صورت کیا لوگوں نے اسوقت تک نکالی ہے؟ اور ہونا چاہیے یا اُن کو
کس مصرف میں لانا چاہیئے۔ ان کی خاک۔ دہواں۔ سفوف وغیرہ سے کیا
کام لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کی خاک۔ دہواں۔ سفوف وغیرہ میں
جدا اثر ہے۔ یہہ مسئلہ کیوں ابھی تک خارج از بحث رہا؟ کیونکہ سب انسان کے
لئے ہے۔ توجہ کرنا چاہیے۔ جہاں جہاں کے حالات لکھے جائیں۔ وہاں یہہ
بھی لکھنا چاہیے کہ وہ مقام ریلوے سے کسقدر فاصلے پر ہے۔ اور ریلوے کتنے میلوں
میں ہے۔ وہاں آسانی سے پہونچنے کا لوگوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ وہاں
گاڑی۔ چھکڑے۔ وغیرہ کس قدر ہیں۔ کسقدر بگی۔ ٹم ٹم۔ لینڈو۔ تانگا۔ اکا۔ جوڑی
چوکڑی۔ موٹر۔ سیکل۔ اسٹیمر۔ کشتی۔ سنگی وتجارتی جہازات و زیال۔ چھلچھلیا۔ ٹیڈلی

---

(۱) رات کو آواز دینے والا۔ (۲) ڈھنڈھیرا (۳) سطح سمندر پر ناچتی ہوئی جانے والی کشتی۔

اُن کھٹولے۔ انجن۔ اسٹیم رولر (مع نمبر اور نام کمپنی) وغیرہ وغیرہ ہیں؟ وہاں ایوان[۱۲۴] تجارت کا کیا سلسلہ ہے۔ اور کیسا سلسلہ ہے؟ صرفۂ زر[۱]۔ صرفۂ محنت[۲]۔ صرفۂ اوقات[۳] نئے اور پرانے کے لحاظ سے کسقدر قیمت لیا کرتے ہیں؟ وہاں[۱۲۵] آرام وہ میلا جھمیلا بھی لگتا ہے کہ نہیں؟ وہاں کس قدر خوراک و پوشاک مع گرمی و سردی۔ اکل و شرب و اکھات و میوہ جات و سبزی و ترکاری و گوشت کا خرچ ہے اور ہونا چاہیئے کہ مطلق تکلیف محسوس نہ ہو کہ جب حساب سے سارے جہان کی حالت معلوم ہو جائے تو اُسکے مطابق بندوبست کیا جائے۔ مشکل کشائی و حاجت روائی ہو۔ باقی زر جمع ہو خزانہ پُر رہے۔ اِسی طرح سارے جانداروں کی خوراک و علاج و آرام کا بندوبست کیا جائے۔ جب تک پیٹ کا بندوبست نہ ہوگا۔ خدا کی طرف میلان نہیں ہو سکتا

پیٹ ہے نوں۔ تو ناف ہے نقطہ

یہ نقطہ ایک نکتہ رکھتا ہے۔ وہ نکتہ نفی کا ہے کہ پیٹ پُر نہیں تو کچھ نہیں اسلئے پہلے پیٹ یا دنیا ہے۔ لہذا دیکھو کہ سب[۱۲۶] چیز کا موجودہ وقت میں کیا بھاؤ ہے اور کن صورتوں میں اوپر نیچے بھاؤ ہو جایا کرتا ہے۔ وہ سب صورتیں کیونکر پیدا ہو جاتی ہیں؟ اسکو حسب خواہ کرنے کی کیا کیا ترکیب اختیار کرنی چاہیئے۔

رَقبتہُ الدُّنیا

سارے کرۃ السمٰوات والارض۔ خاصکر کُرۃ الارض کا ابعاد ثلاثہ مع عمق وغیرہ کے

کسقدر ہوگا ؟ جہاں بھر میں[۱۲۸] کسقدر سکے تیار ہو چکے ہیں ؟ کسقدر[۱۲۹] تمام عالم میں دولت ہے اور کیا کیا آمدنی کی صورت ہے ؟ ہر ایک محکمے اور ضیغے سے کسقدر آمدنی ہے ؟ کسقدر کاغذ[۱۳۰]۔ قلم۔ دوات۔ روشنائی۔ نب۔ فیتا۔ تیلی۔ ریل۔ ڈوری پن۔ گوند۔ جاذب۔ لاکھ۔ دیا سلائی۔ پنسل۔ چاکو۔ رول۔ ٹیبل۔ کاغذگیر۔ مُہرہ۔ زجاج تہہ گلگوں[۱] یا گلگونہ۔ وغیرہ وغیرہ کا خرچ ہے۔ اور جو کچھ چھوٹی موٹی باتیں ہو سکتی ہوں ہر کسیکو اضافہ کرنے کا حق ہے کہ زیر تحقیقات ہوں اس بس تم کبھی نہیں پڑنا کہ حضور انور نے تو فلاں بات ارشاد نہیں فرمائی۔ پھر کیسے تم کو کرنا چاہیئے۔ اسواسطے مفید اور ترقی افزا باتوں کو چھوڑ بیٹھو۔ اور مردود قوم کی طرح سے ہو جاؤ۔ ایسا ہر گز نہ کرنا۔ تم صاف کہنا کہ حضور انور جہاں پناہ وجہاں پناہ نے سب بات کی اجازت دی ہے۔ جسمیں مطلق نقصان نہ ہو۔ چاہے کہا ہو یا نہ کہا ہو سب اس میں داخل ہے۔ بلکہ صرف یہ ایک جملہ انکا تمام اقسام کے مشکلات کو حل کر دینے کے لئے کافی ہے کہ بر وقت۔ بر محل۔ بر موقع مفید طریقے پر کام کرتے چلے جاؤ۔ دنرم[۱] گوئی۔ وشیریں زبانی۔ خوش سلوکی و وفا و ہمدردی کو شیوہ بناؤ۔ نیکی[۲] میں پیشقدمی کرو۔ اور برائی میں کوئی شخص بھی پیشقدمی و اقدام نہ کرے۔ ورنہ وہی مجرم ہوگا۔ اسکی بھی تحقیقات ہو کہ کنایۃً و اشارۃً۔ صراحۃً۔ استعارۃً۔ مجازاً۔ یا ایماءً۔ حرکاتاً وسکناتاً۔ براہ دستک وانگشتک یا اشتعالک کس کی طرف سے زیادتی عمل میں آئی ہے۔ ہر سال

(۱) شیشے کا طبق جسکے نیچے گل بوٹے بنے رہتے ہیں جو اوپر سے دکھائی دیتے ہیں۔

جہاں بھر میں کتنے مقدمے اور واقعات ارضی و سماوی ہوتے ہیں۔ مقدمات کی کثرت و نوعیت و اہمیت کے لحاظ سے تعداد و کلاء ہو و نیز وکلاء کی معین فیس کر دیجائے کہ رعایا کے لئے تکلیف دہ نہ ہو۔ اور اُن کی اجرت میں کمی بھی نہ ہو۔) پس جیسا موقع و محل اور وقت ہوگا ہم رفع ضرورت کے لئے مفید و معظم طریقے پر کام کرتے چلے جائیں گے۔ کہ سب کو آرام پہونچے۔ خدا ملے اور آرام نہ ملے تو خدا کو لے کے کیا کرینگے اسلئے کسی کو بیکار مزاحم ہونے کی ضرورت نہیں۔ ع خال الحُسن ہے تو میری آنکھ مقناطیس ہے

لہٰذا ہم مخلصین فائدہ جائز کی طرف دوڑتے ہیں۔ معترض جو ہے سو پہلے نقصان صریحی و ثبوت کے ساتھ بتلائے جب روکے ورنہ خود گمراہ و مردود ہے۔ ایسے ناہنجار ملانے کی صحبت سے گریز کرو۔ کسی محفل میں اُسے پھٹکنے نہ دو وہ خود قید تنہائی کی سزا سے گھلجائے گا۔ پس اسی کا نام اجتہاد ہوگا۔ کہ وقت کے لحاظ سے گھٹاؤ بڑھاؤ کے اصول پر عمل کرنا۔ جس بات کی تحقیقات میں اُس علاقہ کے منتخب اشخاص درماندہ رہجائیں تو اُس خانے کو چھوڑ دیں۔ اور جن جن خواندہ لوگوں کو خانہ پری کے لئے کاغذات دئے جائیں تو اُن خواندہ لوگوں کو چاہئے کہ اپنی کسی حالت کے لکھنے میں دریغ نہ کریں۔ گورنمنٹ حلف اُٹھا کر کہتی ہے کہ وہ اُسکو راز کے طور پر رکھے گی۔ اُن کو بری نظر سے نہیں دیکھے گی۔ بلکہ اُن کی اصلاح اور بہتری کیلئے یہ سب کام کیا جا رہا ہے

قسم کی حاجت نہیں۔ مگر یقین دلانے کے لئے قسم کھا کر کہا جاتا ہے کہ یہہ سب اُن کی بہتری کے لئے ہے۔ اگر اس میں جھوٹھہ ہو تو قسم کھانے والے کا برا ہو۔ اُنکو مدد دینی چاہیئے۔ یہہ سب خود رعایا برایا کا کام ہے۔ اور فرض کام ہے۔ پادشاہ نیچر گورنمنٹ کا ایک کارپرداز عبد ہے۔ اور سب کچھہ ہے۔ جو اپنے فریضے کو پورا کر رہا ہے۔ (اگر وہ مسیحا بھی ہے تو جو کچھہ وہ ہے اُسکو خود معلوم ہے) تم خود سلطنت کے ایک معزز ممبر ہو۔ تمکو اغماض و اعراض نہیں کرنا چاہیئے۔ اغماض و اعراض کرنا۔ حساب و کتاب و ترقی و معلومات میں مزاحم ہونا جرم عظیم ہے۔ بیہودہ و بے فائدہ باتوں کو عزت و آبرو و مذہب نہ بناؤ۔ زندگانی اور زندگانی بسر کرنے کے طریقے کو کہ اچھی طرح بسر ہو۔ پوری طرح جاننا اور عمل میں لانا چاہیئے یہی تمدن و تدین و تعاون اور عین دین و مذہب ہونا چاہیئے۔ کھدڑ کو کھدڑ کی جگہہ رکھو۔ اور ٹاٹ کو ٹاٹ کی جگہہ۔ کان جو ہے سو کان کی جگہہ ہے۔ آنکھہ جو ہے سو آنکھہ کی جگہہ ہے ۵

یہہ ہدایت۔ جو ہے۔ سو جاذب ہے

برخلاف اِسکے جو ہے۔ کاذب ہے

اِسکو اوپر ہم کہہ چکے ہیں۔ تم پبلک کا دربار عین دربارِ عام ہے۔ پہلا آستانہ یہی ہے۔ یہی دیوانِ محلّے ہے۔ اور بارگاہِ معلّی دوسرا آستانہ ہے۔ اور برکت افزا آستانہ جو ہے سو بمقام بہار۔ خدیوی اعتابِ علیا ہے

اس مثلث و پر تثلیث نظام کو الف۔ با۔ جیم (ا۔ ب۔ ج) کہیں گے۔ مساوی
توازن کی کشمکش سے چکر جو کھائے گا تو بھی (ا۔ ب۔ ج) ہی رہے گا
کیونکہ مثلث و دائرہ دونوں تین ہی حروف سے یاد کئے جاتے ہیں۔ کہ دائرہ
کھلنے پر خط مستقیم ابدی تخلیص و نجات حاصل ہو۔ اسلئے تثلیث عین توحید کی برابر ہوئی
دلیل یہہ ہے کہ تمام جانداروں کی ہر ایک قسم کی غذا میں تثلیث بنام خون۔[1]
غلاظت[2]۔ اور جان[3]۔ توحید کی شکل میں بھرے ہوئے ہیں۔ کہ غذا کی صورت
میں مطلق یہ تثلیث نہیں ظاہر ہوتی۔ مگر بعد از انہضام ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ
غلاظت باہر آجاتی ہے۔ خون جسم میں تیرنے لگتا ہے۔ اور اُس میں کی جان
کھانے والی کی جان سے مل جاتی ہے۔ جیسے فنا فی اللہ کی روح اللہ سے۔
پھر اس جان میں بھی تثلیث بھر جاتی ہے۔ یعنی عقل[1] و فکر[2] و ارادہ[3] جو چھننے پر
آن ایک ہونے کے درجے کو پہونچتی ہے۔ گویا۔ توحید عین تثلیث کے اندر
ہے اور تثلیث عین توحید کے اندر کہ فی الاصل دونوں ایک ہی ہیں۔ اگرچہ
کسی وقت میں آن ایک ہونے کے درجے کو پہونچیں۔ جو ایک ہونے کا
ضد ہے۔ کہ اس بات کا واقعہ ہونا بھی امر واحد کی کون و تکوین کہی جائیگی
پھر توحید نہ ہوئی تو کیا ہوئی؟۔ پس توحید کا سچ مچ برپا ہونا بغیر تثلیث کے
محض ناممکن ہے۔ تو چونکہ ہر دو شخص کسی ایک بات کے حصول کے لئے
پہلے سبقت کرنا چاہتے ہیں اسلئے مضر کشاکشی واقع ہو کر جنگی صورت

اختیار کر لے سکتی ہے۔ لہذا ازروئے علمِ تثلیث درمیانی یا ثالث کا ہو جانا
محض ضروری ہے کہ روک تھام بحر کے عدالتاً استحقاقِ سیاق و سباقِ و مدارج
ثابت بحر کے عملدرآمد کرائے۔ کہ ؎

گربہ میر۔ و سگ وزیر۔ و موش۔ دربانی کند
ایں ہمہ۔ ارکانِ دولت۔ خانہ ویرانی کند

کا مضمون نہ ہو۔ اسواسطے بارگاہِ معلےٰ۔ و درگاہِ مصلےٰ و دربارِ عام۔ یا
بارگاہِ مجلےٰ جسکا بار بار ذکر کر رہا ہوں ہونا ضروری ہے۔ تو تم بارِ عام والے
لوگ انتظام ہذا میں یہ ہرگونہ مدد دو۔ بے سود چون و چرا نہ کرو اور ہمت ہار کر
ہرگز ہرگز یہہ نہ کہو کہ ؎

بعد از سرِ من۔ کون فیکون۔ شدہ باشد

تم کو اس سے کیا غرض و مطلب ہے۔ تم کو صرف تعمیلِ حکم سے غرض رکھنی چاہئے
کہ ؎　ایک دن۔ جسکی۔ ہوئی تھی۔ ابتدا
دوسرے دن۔ اسکا ہوگا۔ خاتمہ

تو آج نہیں کل سہی ؎

اندک اندک۔ بہم شود۔ بسیار
دانہ دانہ است۔ غلّہ۔ در انبار

الغرض اینکہ بڑی سرعت۔ و ترکیبِ سرعت سے مردم شماری۔ و اشیاء شماری کے

مسائل موضوعہ جنکا ذکر پیش ہے بہت اچھی طرح تیار کر کے تھانہ دار کے حوالے کر دینا چاہیے۔ کہ انتظام کرنے میں آسانی ہو۔ جس وقت مردم شماری ہونے لگیگی تو اُس وقت ساری ملکی کو سلطنت حتی الامکان پوری کر لے گی۔ ہر ایک جگہہ کی مردم شماری کا دفتر مع اقلیم و ملک و صوبہ۔ ضلع و تحصیل۔ پرگنہ و تھانہ۔ پوسٹ آفس۔ ریلوے وغیرہ کے صاف صاف ہونا چاہیے۔ پھر ردیف وار کر دیئے جائیں کہ حساب صاف رہے۔ ملک و ضلع و مکانات کا نقشہ بھی ساتھ رہے اور سلسلہ وار یکے بادیگرے درجہ بدرجہ افاسر کے ماتحت ہوں کہ کام میں سُستی و بے رعبی نہ ہو۔ موقع سے نرمی و گرمی کا استعمال رہے کیونکہ ؎

سرد مہری۔ زندگی را۔ بے حلاوت میکند
ارضِ گرما گرم۔ اکثر۔ میوہ شیریں۔ دہد

اسلیئے تقررات معرضِ نفاذ میں بایں سلسلہ ہو:۔

تقررات

جیسے فرض کرو کہ ایک گماشتہ[۱] ہو۔ تو اُس پر ایک کارکن[۲] ہو۔ اُس پر ایک کارپرداز[۳] ہو۔ اُسپر داروغہ[۴]۔ منصرم۔ منتظم۔ مہتمم محتسب۔ معتمد وغیرہ ہوں۔ اُسپر کارساز[۵] ہو۔ اُس پر دیدبان[۶]۔ اُسپر نگہبان[۷]۔ اُس پر ناظر[۸]۔ اُس پر انسپکٹر[۹]۔ اُس پر سپرنٹنڈنٹ[۱۰]۔ اُسپر ناظم[۱۱]۔ اُس پر ڈائرکٹر[۱۲] یا مدیر۔ اُس پر گورنر[۱۳]۔ اُس پر کار فرما[۱۴]۔ اُس پر معین المہام[۱۵]

اس پر نصیر المہام۔ اس پر ظہیر المہام۔ اس پر مدار المہام۔ اس پر صدر اعظم۔ اس پر بارگاہِ معلےٰ + یہی ترتیب ہر ایک صیغے و محکمے میں ہے۔ تاکہ ایک دوسرے کو اچھا خاصہ خوف لگا رہے کہ جب تک ۲۴ گھنٹے کا دن ہے لوگ پورے آٹھ گھنٹے بخیر و خوبی کام کر سکیں۔ آٹھ گھنٹے خوب سوئیں۔ آٹھ گھنٹے ہوائے ضروریہ سے فارغ ہو کر سیر و تفریح میں رہیں

لہو ولعب یا تفریح وتفرج

جیسے تاش و گنجیفہ۔ چوسر و شطرنج و ستار۔ ہارمونیم۔ پیانو۔ بانسلی شہنائی بینڈ۔ گانا بجانا۔ ناچ رنگ۔ ناٹک تھیٹر۔ چنا پٹک سیر شکار۔ ٹینس۔ کرکٹ۔ پولو۔ بائیسکوپ۔ ورزش۔ سرکس۔ سیر و تماشہ۔ مسمریزم۔ ہپنوٹزم۔ اور حبس دم وغیرہ کی مزاولت۔ کھیل کود۔ ہی ہی۔ ہا ہا۔ چہچہہ۔ قہقہہ وغیرہ وغیرہ کہ ساری ماندگی رفع دفع ہو کر طبیعت مسرور و بشاش ہو جائے۔ تازگی پیدا ہو جائے۔ دوران خون میں راحت و فرحت کی آمیزش ہو جائے۔ کہ لطف زندگانی حاصل ہو۔ حیات میں ترقی ہو۔ دنیا چند روزہ ہے۔ تناسخ ہو یا نہ ہو۔ پہلی ہستی بہر حال فنا ہونیوالی ہے۔ پھر جان بوجھکر کیوں دکھ اٹھایا جائے۔ جو لوگوں کی طرف سے ہے وہ جبر ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہے وہ غیر جبر۔ جیسے جائز طور پر اپنی نعودی کا خلاصہ جوہر کھینچنا جس سے جائز اولاد ہو خدا کی طرف سے ہے

برخلاف اسکے لوگوں کی طرف سے دونوں کا اختیار ہے۔ اسلئے دکھ سکھ حسب
خود کردہ ہے جیسا کیا ویسا پایا۔ پھر جائز روح افزا کام کیوں نہیں کرتے؟ روح افزا
کام کرو۔ (مگر چال ڈھال کی نا ترتیب یافتہ مجلس کی طرح اور وہم نہ سمجھے۔ کہ بے سود فائدہ
اٹھک بیٹھک سے جان کے لالے پڑیں) اس عرصے میں دوسری جماعت باقی
کام کو انجام دینے لگے۔ یہ لیلی و نہاری سلسلہ باری باری برابر جاری رہے
کہ جلد سے جلد کام انجام کو پہونچے۔ کام کرنے ہی سے کام انجام کو پہونچے گا۔ بیکار
رہنے سے کار۔ پائے تکمیل کو نہیں پہونچ سکتے۔ دنیا بہت عمر پانے پر اس درجے
کو پہونچی ہے۔ جتنا اعتدال و اصول کے ساتھ کام کیا جائے گا۔ اتنا ہی کام کرنیوالے
اوزاروں میں طاقت پہونچے گی۔ چنانچہ دایاں ہاتھ اور بایاں ہاتھ شاہدین سے ہیں۔
پس بیکار رہنے اور خلافِ دورِ زمانہ کام کرنے کو گناہ اور گھاٹا سمجھنا چاہیے۔ زمانہ
سے بغاوت کرنا ہے۔ وظیفے کی ادائی میں غفلت ہوئی اور ادبار آیا۔ جیسے پہلے
شہر پناہ بنانے کا دور تھا۔ کوڑی سکے کی جگہ مستعمل ہوتی تھی۔ لونڈی غلام کو محض
ایک قیدی کی طرح سے رکھنے کو باعث فخر و اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ اب آج دور اس
بات کا ہے کہ بندے کا بندہ ہونا تو درکنار کسی کے بھی بندے نہیں۔ صرف اسکے
بندے ہیں۔ تمہاری بندگی نیکوکاری ہونی چاہیے۔ بایکدگر مرفہ الحال بنانے کی
کوشش کرنی چاہیے۔ بندۂ مصائب کو آزاد کرنا چاہیے نہ کہ آزاد کو ناجائز طور پر
بندہ بنانا چاہیے۔ پھر خدا کو کیا کوئی بندہ بنائے گا۔ پس نیکی عبادت ہے اور کچھ نہیں

خود خریدا - غلام کو - جسنے کیا غلاموں کو وہ چھوڑائے گا - لہذا
بندگی سے نجات پاکر - غیر بندگی و آزادی کی ہستی میں فنا ہونا چاہئے - کیوں کہ
جب عناصر و تاثر ترقی کرکے کیڑے یا عَلَق کی صورت میں ہوکر انسانی درجے کو
پہونچگئے تو آگے بھی ترقی ممکن ہے - اب وہ کبھی ہو - اسلئے گندگی و بندگی ہی
گناہ ہے - غیر گندگی و بندگی نہیں - بس ؎

جدائی جو - زہجناں - نشاطِ طبع گر خواہی
نہ می بینی - جدا - با یک دِگر - لب ہائے خنداں

یہ اشارہ ہم نے نجات کی طرف کیا ہے نہ کہ دنیاوی امور کی طرف جس سے
ترکِ مواخات کا نتیجہ نکالا جائے - لہذا نجات اسی میں ہے - کہ کام کرو - اور
مقبول کام کرو - تو مقبول کام وہی ہے جسکا کیا جانا مقدم ہو - اور مفید ہو - مقدم
چھوڑ کر مؤخر کام کرنے والا گنہگار ہے - جیسے دنیا - جہاں قدم ہے - یہی مقدم ہے
اور اس میں تا حینِ حیات ایمانداری سے کام کرتے رہنے کا نام دین ہے -
اور جدا سے لے کر خدائی تک تمام دین و دنیا ہے - اس بلیغ مفہوم کو چھوڑ کر
لغویات استخواں پرستی میں پھنسنے کا نام دین رکھنا شمنت لے دیتی ہے

از برائے جیفہ - عو عو[۱] - تا کے - نجوں کلاب
بر سر مردار تا کے - چوں کلاغاں - کاؤ کاؤ

---

[۱] ہڈی گدھی [۲] کتے کی آواز -

اسواسطے بیہودہ باتوں کو ترک کرو۔ مٹی کی ڈھیری یا درختوں میں خدا کے نام سے عرضی
نہ آویزکرو۔ دل میں خدا کو کہنا اور نیک عمل کرنا کافی ہے۔ اگر خدائی پوسٹ سے
بھیجنا ہے تو عرضی لکھکر جلا دو۔ اور خاک کو خاک سے ملادو۔ یا سوختہ خاک دریا
میں بہا دو۔ یہہ چاروں پوسٹ ہیں چاروں عنصر کے دفتر میں عرضی حال پہونچا دینگے
ہٹی اور دریا نے اپنا حصہ لے لیا۔ وہوئیں نے مفہوم عرضی حال کو خلا و ہوا تک پہونچا یا
جو کچھ اسکے معنی المعنی کی گرمی و نرمی تھی وہ سورج سے ملی۔ قبر والی اور درخت والی
عرضی تو یہیں رہی۔ پس واہیات و خرافات سے بچو۔ چنانچہ اسوقت تک انسان
کو جسقدر طرح طرح کے دینے طریقے ایجاد کرنے کی صحیح یا غیر صحیح گنجایش مل سکی
ہے سب کو کر چکا ہے۔ اب کچھہ باقی نہیں ہے۔ لیکن سب کا آخریں یہی فیصلہ
ہوا کہ کچھہ کرنا چاہیئے۔ تو وہ کرنا کرانا صرف دنیاوی کام ہے۔ جو مقبول عنداللہ
وعندالناس ہو۔ ورنہ جو آدمی اپنے فریضے کی ادائی میں نکاسلی و غفلت و
خیانت کرتا ہے۔ حقوق دنیا کی پامالی و بے حرمتی کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے
بے شک اُسکی سزا دو۔ سزا جرمانہ و چابک زنی و قید و رسوائی وغیرہ سب ممکن ہوگا
چاہے اکٹھا ہو یا جدا جدا۔ جیسا موقع ومحل ہو ٥

ہمسری زیبد نہ احمق را بہ اہلِ عقل وہوش فرق باشد درمیانِ اہلِ کار و نابکار

دیکھو۔ یاد رکھو کہ روح وجسم کے اتحاد کا نام حیات ہے ورنہ موت۔ اسی طرح دین و دنیا کے اتحاد
کا نام عالم ہے ورنہ فنا۔ اگرچہ فنا و بقا جفت متضاد ہونیکے سبب سے تشابہ و تماثل
رکھتے ہوں اسلئے عالم محسوس کا کام کرنا پڑیگا۔ چنانچہ خدا نے بھی پہلے اسکو مقدم کیا کہ پیدا کیا

کو کام اتحادِ مفیدہ و مقبولہ کے ساتھ کرنا ہوگا۔ جب تو جملہ کارروائی مقبولہ ہوگی
ورنہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اتحاد ہی عزت و آبرو و راحت کے حصول کا پہلا اصول
ہے۔ جسکو دوستی پیدا کرنی نہیں آتی وہ دشمنی کا دوست ہے۔ پس وہی گھاٹے
میں ہے۔ وہیں نا اتفاقی ہوگی یعنی پھٹکار کیونکہ ؎

چہرۂ آشفتہ حالاں۔ می دہد۔ از دل خبر
گرچہ شاں۔ در عرضِ مطلب بے زباں استادہ اند

تو یہ آشفتہ حالی خودکردہ ہے۔ کہ دوستی و اتحاد سے دشمنی ہے۔ اور عداوت و نفاق
سے محبت ہے۔ اسلئے واجب الرحم نہیں۔ بلکہ واجب التعزیر سمجھنا چاہیئے۔
لہذا سب سے آخر و الا افسر الافاسر پادشاہ۔ یا سرورِ انجمن کا کوئی مقرب ہونا
چاہیئے۔ کہ پادشاہ کو اُس افسر سے و نیز جاسوس و خفیہ سے صحیح صحیح خبر ملے۔ پولیس
جواسیس۔ و خفیہ و سرورِ انجمن و تحدیو گیہاں کو۔ بڑا نقال و حکیم و چالاک
و فہیم و فہین۔ مردم شناس۔ و قیافہ شناس۔ و محقق۔ و مدقق ہونا چاہیئے جیسے جھوٹے
جوتشی اور جوگی۔ اور بیہودہ پیشنگو کے دام میں نہیں آنے والا۔ کیونکہ ؎

برقدمبوسیٔ دشمن۔ تکیہ کردن۔ ابلہی است
پائے موجِ سیل۔ یکسر۔ بفگند دیوار را

اسلئے پادشاہ ہوشیار رہے۔ اُسے بہروپیہ پنے میں کمال ہونا چاہیئے کہ بھیس بدلکر
تحقیقات کر سکے۔ اُنکو سب سمجھیں کچھ نہ کچھ۔ کتنے ایام تک کام کئے ہوئے ہونا چاہیئے

کہ سب سے واقف ہوں۔ بلکہ ہر کسی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ تمام محکمے سے ترقی کرتا ہوا اوپر پہونچے۔ جیسے عناصر و آثر ترقی کرتے ہوئے انسانی عہدے تک پہونچے ہیں۔ جو اسپس و پولس و فوج و شاہ کی ڈیوٹی ہونی چاہیے کہ بہروپیہ و سیاحت گروہ ہوں۔ جو اسپیں خفیہ و فوج و پولس کو گرفتاری کے موقع پر بیرون کے ساتھہ محض بے وفا و بے مروت و وعدہ شکن ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بے محل وفا و مروت اور وعدہ جیسے جوہرِ عظیم کو صرف کرنے سے جرایم و درہمی میں ترقی ہوجاے گی اسکا اُس پر گناہِ عظیم ہوگا۔ جہاں جھوٹھہ بولنے اور وعدہ کرنے سے سچی بات معلوم ہوجاے تو دواے جھوٹھہ بولنا گناہ نہیں۔ اسکا نام جھوٹھ نہیں ہے۔ جھوٹھہ اور چیز ہے ؎

قفلِ[1] وسواس است۔ در کف۔ رشتۂ ہر کار و بار

می خورد صد جا گرہ۔ تا یک گرہ وا می شود

تو بہت چھان بین کے بعد یہہ عقدہ کھلا ہے کہ جھوٹھہ اور چیز ہے۔ حکمت و مصلحت و اصول اور چیز ہے۔ اسلئے کسی صفت یا قوے کو آلات و ادویات کے ذریعہ سے خارج کرنا نہیں پڑے گا۔ بلکہ اُن کے استعمال کا طریقہ جاننا ہوگا۔ ہاں دس گنہگار چھوٹ جائیں تو کچھہ مضائقہ نہیں لیکن ایک بے گناہ نہیں پھنسنے پاۓ۔ پولس جس طرح حقیقتِ حال دریافت کرے۔ الا۔ عدالت میں مجرم کا بیان صحیح سمجھا جاے گا۔ اِس حکم کے اندر رحمت اور زحمت دونوں کا

(۱) گورکھ دھندے کا تالا۔

مفہوم مصلحتاً مضمر ہے۔ تم(۱۳۴) اینکہ اس کا اشتہار پہلے سے ہو جائے کہ جو لوگ فلاں فلاں محکمے کے لایق ہوں اپنا نام و نشان لکھوا دیں کہ وقت پر امتحان لیکر رکھ لئے جائیں۔ یا کام سکھلا دیا جائے۔ جیسے باورچی ہے مصلح کے ساتھ کھانا پکائے۔ جو لوگوں کی ضرورت کو رفع کرتا یا کراتا ہے۔ اسی کو نذر اور آرام ملتا ہے۔ اب کسی ذریعہ سے رفع دفع کرے + اُن ذرائع کا جو کچھ اسکا نام رکھا جائے۔ چاہے نام تجارت ہو۔ یا زراعت و فلاحت۔ یا صنعت و حرفت خدمت و ملازمت اسلئے سب لوگ باہمدگر ملازم ہیں یعنی لازم و ملزوم:۔

مجمع ماہرین علوم و فنون اور تحقیقات کتب

(۱۳۵) اس نئے قسم کی مردم شماری و انتظام میں۔ سامدرک جاننے والے۔ منجم۔ نباض وچہرہ شناس۔ دیدہ شناس۔ حرکات و سکنات شناس یعنی قایف یا قیافہ شناس کاہن۔ لال بجھکڑ۔ باغبان۔ فوٹوگرافر۔ نقاش۔ معبّر۔ جاسوس۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علوم و فنون وا این وآں سب کی ضرورت پڑے گی۔ (۱۳۶) سب لوگ ملکر اس بات کی بھی رپورٹ کریں کہ دوران مردم شماری میں بیمار کس کس مقام پر۔ ان کا مزاج کیسا رہا کس چیز کے بعد کیا چیز کھائی جس سے طبیعت خراب ہوئی۔ یا فرحت رہی۔ (۱۳۷) روزنامچہ درست رہے۔ کیا نئی بات معلوم ہوئی۔ سم و تریاق کا حکم کس کس نے

جاری ہوا۔ یہاں تک اول حشر و نشر ہوا۔ اب دوم حشر و نشر یہ ہے۔

دوم حشر و نشر یا ترتیب دوم

دیکھو مردم شماری کے پہلے ہی سے مکانات عظیم الشان کا بندوبست کر لیا جائے۔ کہ جسوقت کاغذات و کتب وغیرہ کا انبوہ پہونچے تو سرکاری اخبارات و اعلانات کے ذریعہ سے پہلے ہی ایسے ایسے لوگوں کا جمگھٹا ہو جائے کہ پہلے صرف کتابوں کو چُن لیں کہ کس کس فن کی ہیں؟ جس فن کی کتابیں ہوں وہ سب ایک طرف کردیجائیں۔ اُس میں سے ایک آسان طریقہ بنایا جائے جیسے ردیف وار لکھ ڈالنا۔ اگر دوائیں ہیں یا کتب طب ہیں تو ردیف وار بیماریوں کا نام لکھ کر۔ اُن کی ردیف وار نشانی بتلا کر مصلح و بدل کو بھی بتا دیں۔ اور جسقدر اُن کتابوں کی ہم نوعہ جلدیں مختلف مقامات سے آئی ہوں وہ سب ایک طرف کردیجائیں۔ کیونکہ اُن میں سے صرف ایک ہی جلد کی ضرورت ہوگی۔ اور احتیاطاً دو یا چند کی۔ سب کی ضرورت نہیں۔ مختلف پراگندہ کاغذات و اخبارات میں سے تشبیہ و مثال و ضرب الامثال و مذاق کی باتیں اور جملہ کارآمد باتیں اور اُس میں کی پیشینگوئیاں اکٹھا کر لینے کے بعد ضرب الامثال و مثالوں کے دفتر میں ملا دو۔ مگر پُرانی کتاب کو نفس سے ذرا دور رکھ کر کھولا کرنا اور انگلی میں لب نہ لگایا کرنا۔ کیونکہ اُس میں اوراق

زہریلے ہو رہے ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ ایسی ساری کتابوں کو پہلے
تہ ہونی دو۔ مگر آگ سے بہت بچاؤ رہے۔ اس جگہہ سگریٹ نوشی وغیرہ سے
بہت احتیاط رہے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے سگرٹ۔ تمباکو ہو یا کوئی چیز ہو اُس عقلمند
سے استعمال میں رہے۔ جس سے کسی قسم کا بھی نقصان نہ پہونچے۔ وہ انت
ناک۔ منہ کو خراب نہ کرے۔ مصلح کے ساتھ استعمال کرو۔ آیندہ کپڑے
اور کتابوں کے بچانے کے لئے ادویات و ترکیبات فراہم کی جائیں۔ جیسے
تیزپات کپڑوں کو بچاتا ہے۔ اسی طرح بے شمار چیزیں ہیں۔ پھر ایک سلسلے سے
وہ سب کتابیں ترجمہ ہونا شروع ہوں جس میں کی کوئی وقیع واہم و کارآمدیات
نہ چھوٹنے پائے۔ لیکن واقعی جو بلاضرورت اور حشوات سے معلوم ہو تو
اُسے چھوڑ دو:۔

سوم حشر و نشر

جب یہہ مرحلے پائے اختتام کو پہونچ جائیں تب تیسرے درجے میں
یہہ دیکھا جائے کہ جس قدر ایک ہی فن کی کتابیں ہیں اُن سبھوں میں باہمدگر
کیا فرق ہے۔ اور کیا کیا کم و بیش باتیں ہیں۔ اُسکی کمی و بیشی کو عالمانہ طور سے
پوری کر کے ایک سلسلے میں کردو + جیسے خدا کے بارے میں جسقدر دلائل
ہوں سب ایک جگہہ ہوں۔ آسمان و زمین و نباتات و جمادات وغیرہ کے

بارے میں وہ اکٹھا ایک جگہہ ہوں اگرچہ بہت سی جلدیں ہو جائیں۔ کہ کتب سابق کی حاجات ساقط ہو جائیں۔ اور کثرت سے چھاپ کر اشاعت ہو۔ ضلع ضلع کتبخانہ ہو۔ اور جہاں جہاں ضرورت ہو۔ ہر جگہہ کتب خانہ ہو۔ ہر ایک جلد اُس کی اُسی قدر وزنی ہو کہ آدمی آسانی سے اُٹھا کر مطالعہ کر سکے۔ اور خوبصورت چھوٹے ہیانے پر اُن کی ضخامت ہوا کرے۔ جس فن کی کتابیں اس طریقے پر مرتب ہونے لگیں تو سرکاری اخبار اور عام اخبار میں اُن کا چرچا کر دیا جائے کہ۔ جو جو کتابیں منسوز دل و دماغ کے اندر ہیں اُن کو لوگ نکالتے جائیں۔ مزاحم ہونیوالے روانہ ہو گئے۔ ؎

تحفۂ لامکاں۔ فقط سخن است

حیف۔ گر نزدِ قدرداں نرسد

دیکھو خیالات کے تحریری مجموعہ کا نام کتاب ہوا کرتا ہے۔ اُن کو حبس بیجا کرنیکی ضرورت نہیں۔ اب اُنکو آزاد کرو۔ اسلیئے خیالات ظاہر کرنے کا عام حکم ہے وہ اسی واسطے ہیں کہ ظاہر کر دئے جائیں۔ چاہے اچھے ہوں یا بُرے۔ معقول ہوں یا نامعقول۔ کمیٹی اسکو جانچ کر نکال لیگی۔ قال و خیال کو درست کرے گی۔ اُن کے مصلح و مصحح کا اجماع بکثرت رہا کرے گا۔ بہت سی ہنرنجھر باتیں جنکو ہنوز خیالات نے مس تک نہیں کیا ہے بیکار پڑی ہوئی ہیں۔ اصول و اختراع و ایجاد کا طریقہ اسی کائنات و ما فیہا کی امدادِ مفہومات و عملیات سے معلوم ہوگا۔ اور وہ فکر و خیال سے۔ تا کہ تمام کائنات تسخیر و قبضے میں آسکے۔ چاہے

دنیا فانی ہو یا باقی۔ مگر تم بندوبست سے نہ چوکو۔ مخالفین کو لَا یَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ[1] کا
نعرہ مارنے دو۔ تم اپنے قول سے دعوے کو باطل کرکے ثابت کرتے رہو۔ سب
جائز بات لایقین کے لئے مسخر و حلال ہے۔ نالایق پر سب کچھ حرام ہے ؎
باران بے محل۔ ندہد۔ نفع کشت را
در وقت پیری اشک ندامت چہ فائدہ
تو بے فائدہ بات کی طرف رخ نہ کرو۔ پس دین و دنیا سب ایک ہی ذات کی ہیں
کوئی مذمت کے لایق نہیں۔ ایک ہی حیات بے شمار شکلوں میں ہے۔ اگرچہ
گنتا بلی۔ خواہ زید و بکر وغیرہ نام ہو۔ اور ایک ہی موت بے حساب صورتوں
میں ہے۔ اگرچہ لقوہ و فالج وغیرہ نام ہو۔ موت و حیات دونوں کی جان
نکالنے کے بعد صرف ایک ہی جان باقی رہے گی۔ جو جانِ جاناں ہوگی
جسکو پیچھے کہیں گے اُس میں ہما ہمہ سب ہونگے۔ دارالوفاق یا دارالوصال میں
توحیدِ احدی[2] کا وجود ہے۔ اور دارالفراق و دارالفصال میں توحیدِ گنتاری[3] کی
نمود ہے۔ یہہ سب عالم کا عالم ایک و لود ہے اور ایک ہی لود کی نمود ہے۔
کہنے والے نے خوب کہا ہے ؎

دیکھئے بکھری ہوئی ہو زلف جاناں واہ واہ — چاند سے مکھڑے پہ ہے چھایا ہوا ابر سیاہ
ریلگاڑی کا دھواں ہے یا کہ ہے یا کوہ دھواں — یا کہ معدے کا دھواں ہے یا کہ ہو یہ دود آہ

اس دودِ آہ تجلی عالم کا راز اُسوقت معلوم ہوتا ہے۔ جب استحقاقاً اُس پر راز کی

(۱) میرے بعد میرے جیسا کوئی نہ ہو (۲) احد کی تاثیر (۳) مختلف قسم کی توحید۔

باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں جن کو سمجھانے کے لئے اُنکے پاس کچھ مثال بھی نہیں ہوتی
مگر روح اپنی روحانی تجلی سے اس طرح اثر ڈالتی ہے جس طرح ریڈیم شعاعیں خارج کرتا
ہے خفیف کرتی ہوئی اسکی اندرونی ہڈیاں کو ظاہر یا جسم پتلا نظر ظاہر کر دیتی ہے
یا جس طرح نظر دوربین سے ملکر دور دراز کی مسافت طویل کو ایک سکنڈ
کے اندر یا یکبارگی ظاہر کر دیتی ہے۔ اور روحانی آمد اسکی اس طرح چٹ پٹ کے
ساتھ ہوتی ہے جس طرح بنسی کے ڈورے میں لال کپڑے کی بندھی ہوئی
گولی پر مینڈکوں کا بے تحاشہ چھلانگ مار کر گرنا اور اسکو نگل جانا۔ تاکہ کھینچنے والا
ان کو کھینچکر دوسری دریائی چیز اُن سے گرفتار کرے۔ جیسے مچھلی وغیرہ ہے۔
یا یوں سمجھو کہ آئینے میں عکساً آفتاب کا اُتر جانا۔ پھر اُس آئینے کے ذریعہ سے
سایہ دار جگہوں پر تیزی سے بائیسکوپ کی طرح روشنی کا عکس ڈالنا جس سے
آفتاب کی حضوری آسمان سے لیکر زمین تک ہو جاتی ہے کہ وہ

بحر کثرت میں نہ ممکن ہے کہ باندھے کوئی پل
ہاں اگر وحدت کا اُس پر ڈال دیں محراب ہم

پھر آفتاب اپنی جگہہ پر بھی رہتا ہے۔ پس اس درجے کو پہونچنے والا ولی اللہ
ہے۔ تو یہ درجہ سب قدرتی فرائض کو ایمانداری سے ادا کر لینے کے بعد مل سکتا
ہے۔ خالی فاقہ کشی۔ و چلہ کشی۔ اور سر پٹکنے۔ اور شب بیداری نا جائز۔
ترکِ نا جائز۔ ترکِ زینت و آرائش و ترکِ زن و فرزند معصیت برداری و خود کشی

اور واہیات خرافات گپ شپ اور اینچ پینچ سے نہیں۔ یہ سب محجوبین کی سڑ ہے۔ نہ کہ غیر محجوبین کی۔ پس نوافض الایہ وخطریہ کو اوائی ہوئی انانیت قدسیہ و الٰہیہ جو اس جسم ہیچ پوچ کی معرفت کام کر رہی ہے وہ کہہ گئی ہے کہ؎

نظم

از پنجرہ[1] عناصر و عالم چناں پرم | از کوہ لامکاں۔ پر عنقا بر آورم
از فضل ذی الجلال۔ خداوند اکرم | از جملہ برترین جہاں۔ ذات برترم
تھب السبق کرگشتہ بمیدان کن فکاں[2] | بر توسنے سوار شدہ۔ سبقتے برم[3]
روح و انانیت کہ بدارم۔ چنیں بگفت | بالائے جسم و عالم و ہر سو و اندرم

یحییٰ۔ خدا ز باو۔ خدا ہست ما ز با
باشد چہ کشمکش ہے کہ بہر دو طرف کرم

کیونکہ جو اپنے نفس کے آگے گنہگار ہے تو وہ خدا کے آگے بھی گنہگار ہے۔ اگرچہ خلائق غلطی سے اسکو بزرگ سمجھ رہی ہو۔ اسکی دعا و بددعا میں اثر نہیں۔ اور جو اپنے نفس کے آگے بے گناہ و مقدس ہے وہ خدا کے آگے بھی بے گناہ و مقدس ہے۔ اگرچہ مخلوق اپنی ملعونیت کے سبب سے اسکو اسکے خلاف سمجھ رہی ہو۔ حالانکہ۔ جو کوئی زیادہ تر کسی بات کو دریافت کر سکتا ہو۔ یا اسکو زیادہ معلوم ہو

(۱) پنجرہ لفظ فارسی ہو (۲) پولو جو ایک کھیل ہے (۳) عالم

تو اپنے معلومات کو اُسی فن کے اخبارات میں شایع کردے کہ صحیح واقعہ ہونے پر وہ بھی ذخیرۂ معلومات میں داخل کرلئے جائیں کہ کتاب مکمل رہے۔ پھر آیندہ جسقدر تحقیقات ہوتی رہے گی اُس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور فہرست ترمیم تیار ہوتی رہے گی کہ جنتری و تواریخ اور ریکارڈ سے ترقیات و تنزلات و انقلابات و واقعات و حادثات کے شمار و مدارج کی حالت معلوم ہوتی رہے۔ اور جس فن میں جس آدمی کو مذاق ہے وہ سرکار میں اپنا نام لکھوا دے کہ آیندہ اُس فن کی تحقیقات و فروغ دہی کے لئے مقرر کرلیا جائے۔ جیسے ہوائی و خلائی و سماوی و ذراتِ خون۔ و خون شناسی حیوانات و انسان و ذکور و اناثی۔ و ادویات۔ برق و حرکت۔ کشش و طاقت۔ اِفناء و اِبقاء[1][2] کی تحقیقات وغیرہا۔ تو چونکہ خون بہت ہی بہت مقوی چیز ہے یہ خراب نہ ہونے پائے۔ اِسی کی خرابی سے علم و عقل و فکر و خوض و صحت و نسل سب خراب ہو جاتے ہیں۔ خونریزیاں ہوتی ہیں اور قوم کی قوم مردود ہو جاتی ہے۔ اور خون کی صحت سے دل و دماغ منوّر رہتے ہیں۔ اور کہاں کا کہاں پہونچا دیتے ہیں۔ کیونکہ ؎

نیست ممکن نکند صحبتِ نیکاں تاثیر
گل۔ بخور شید رسانید سرِ شبنم را

لیکن بری حالت جو دیکھی جارہی ہے۔ وہ سب خود کردہ ہے گویا ؎

ایں بلا اے مبتلا۔ از شامتِ اعمالِ تست کا مضمون ہے

(۱) فنا ہونا (۲) باقی رہنا۔

ثم اینکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مردم شماری کی رو سے کس قدر انسان کی تعداد فلاں فلاں محکمے میں لی گئی ہے۔ اور کسقدر باقی ہے۔ اُن لوگوں سے اب کیا کام لینا چاہیے۔ تاکہ کثرتِ کاروبار سے غیبت اور برائی۔ جنگ وجدال کی فرصت نہ ملے۔ مگر برنیم جنگی تعلیم عام طور پر تندرست زن و مرد سب کے لئے جاری رہے۔ لاٹھی۔ پٹا۔ بنوٹ وغیرہ سب۔ مگر کسی کو کم۔ کسی کو زیادہ۔ حاملہ وغیرہا کو معافی۔ غرض کہ جیسا موقع ہو۔ اس محترم فن کو بے کار نہیں کر دینا چاہیئے۔ اسی کا یہ جلوہ ہے جو اسقدر اصلاح و ترمیم و بندوبست کی ضرورت پڑی ہے۔ چاہے جنگ ہو یا نہ ہو۔ مگر جنگی قیدیوں کے لئے قید خانہ اور ہوسپٹل وغیرہ کا بندوبست پہلے ہی سے رہے۔ علم ظاہری کی رو سے مبادا کیا ہو۔ کہنا چاہیئے۔ اسکے بعد جن جن کی کتابیں ہیں واپس کر دینا چاہیئے۔ اور ردی کاغذات گلا دیئے جائیں کہ اُن سے دوسرا کاغذ تیار ہو۔ یا اور کوئی چیز بنائی جائے۔

احترام الموجدین

اور عام نوٹس ہو کہ جو کوئی پیشتر از خوراً کتابوں کی نقل کر لینے کی ترکیب اور چھپ جانے کی ترکیب ایجاد کرے گا تو اُسکی تمام عالم میں بڑی قدر ہوگی۔ اسکو خطابات شاہی و اعزاز و امتیاز ملیں گے۔ اور حضور انور بذاتِ خود سینے پر ہاتھ

رکھکر تعظیم و تکریم فرما ئینگے - یا اُن کا قایم مقام - اس فرض کو ادا کرے گا
دہرا ایک موجد کی - پھر وہ کسی زمانے میں ہو) اور اُسکا جسیمہ شاہراہ پر رکھا جائیگا
اُسکا ادب کرنا یعنی موجد کا خصوصیت کے ساتھ لوگوں پر فرض ہوگا - یہہ
کچھ پرستش نہیں - نہ وہ پرستش کئے جانے سے خدا ہو جائے گا - یہہ خیال غلط
ہے - اُسکو کافی و وافی انعام و اکرام ملیں گے - وظیفہ ملے گا - مجمع عام میں
پھولوں کا ہار پہنایا جائے گا - اُسکی جمیع ممکن الوقوع جائز تمناؤں کو بر لانیکے
لئے راجا پر جاسب بلکر کوشش کرینگے - اور جو کچھ وہ ممکن الوقوع جائزیات چاہیگا
حتی الوسع پوری کیجائے گی - اور اس بات کے مخالف اور ضدی شخص کو
جو مضر خلایق ہو بالکل اسی کے تدِ مقابل سزا دیجائے گی - اسلئے ترقی میں مزاحم
نہیں ہونا چاہئے - اور اسی طرح جس چیز کی ضرورت پڑے اُس چیز کو سہل کرنیکے
خیال سے کوئی آلہ - عالم ایجاد میں لانے کے لئے اشتہار دیا جائے - اور لوگ
اُسکے بارے میں بایکد گر چرچا کرنے کو عین عبادت سمجھیں - کہ ایجاد و تحقیقات
کرنے کی طرف دل و دماغ مائل ہونے لگیں - پھر اسی طور پر موجد کی سخت عزت
کی جائے بلکہ ایجاد اور خوبی اشیاء بذاتِ خود ایک اچھا خاصہ اشتہار ہے
کہ موجد کو فائدہ پہونچائے اور اُسے معزز بنائے - اور عام نگاہوں میں عزت
پیدا کردیگا - اور ہر ایک بُرے کام اور نیکی کے کام کی یہی خاصیت ہے بشرطیکہ
پھوٹ نہ ہو - نقصان رساں نہ ہو - ان موجودہ مشایخین و گوشہ نشین ہستیوں

سے کہیں معظم و محترم اور قابل عزت شخصیت ہوگی کہ اُسکی ذات سے اصلی بیت اللہ کو زینت و رونق حاصل ہوئے یعنی کون و مکاں کو۔ خدا بھی اُسکو زینت دے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ دَائِمًا ابدا:۔

ایجادات

پھر جو کوئی ستاروں کے اندر کی حقیقت دریافت کرنے کی ترکیب۔ یا آلہ ایجاد کرے گا یا خورشید(۱) و جمشید(۲) کو قید کرنے کی ترکیب ایجاد کرے گا کہ سرچ لائٹ یا کشافہ کی طرح آفتاب و ماہتاب زمین پر بلا ضرر اتر آئیں اگر سوا نیزے پہ ہوں۔ جیسے بجلی کی روشنی۔ گرمی و سردی وغیرہ وغیرہ کو اختیاری بنانے کی ترکیب ایجاد کرے گا۔ حسب خواہ تبدیل موسم کی ترکیب ایجاد کرے گا۔ کوہ کن بیمار زمین کو روڑے وغیرہ سے صاف کرنے والا آلہ۔ خزانے کے استحفاظ کا آلہ۔ یا حفاظت کہ چوری نہ جا سکے۔ تناسخ شناس و ترکیبات شناس ترکیب و تحلیل کرنے کا آلہ۔ آب و ہوا خراب کر دینے کی ترکیب۔ پانی میں آگ لگانے کی ترکیب۔ کہرا بنانے کی ترکیب۔ اولا برسانے کی ترکیب۔ دریا کے اندر کی چیزوں کو دریافت کر لینے والے آلے۔ جزیروں کو سمیٹ لینے کی ترکیب۔ پانی برسانے کا آلہ۔ پانی کو سمیٹ لینے کی ترکیب۔ بجلی کو روک لینے کی ترکیب۔ بجلی بنانے کی ترکیب۔ اور حسب خواہ معین مقام پر گرانے کی ترکیب

(۱) دھوپ (۲) چاندنی۔

ہوا میں بھرنے کی ترکیب۔ اُسکو قبضے میں کرنے کی ترکیب۔ اُس سے حسب خواہ
کام لینے کی ترکیب۔ معدن شناس آلہ۔ زمین کو چشم زدن میں کھودنے کی ترکیب
یا حفّارہ۔ اُسکو فوراً بھردینے کی ترکیب۔ ڈوبے ہوئے اسٹیمروں کو نکالنے کی
ترکیب۔ مکانات بنانے اور اُنکو اُکھاڑ کر دوسری جگہ لے جانے کی ترکیب
یا نقالہ۔ اگرچہ پہاڑ ہو۔ چشم زدن میں کھانا پکانے والا آلہ۔ یا طبّاخہ۔ جٹن دبا تے
ہی ٹیبل پر کھانا مہیا کر دینے والا آلہ۔ جنگل صاف کر دینے کی ترکیب۔ ریت اور
سمندر سے سونا چھانٹ کر نکالنے والا آلہ۔ ریت کو متحجّر کر دینے کی ترکیب۔ مُضر
و سرد ہوا سے بچنے کی ترکیب خاصکر گرم پانی سے نہانے کے بعد۔ نسل شناس
آلہ۔ اصل شناس آلہ۔ خیال شناس آلہ۔ حادثات گو آلہ۔ تمام اقسام کی آفات سے
بچانے والا آلہ۔ یا ذریعہ۔ خیال گو آلہ۔ کہ اصلی حقیقت معلوم ہوجایا کرے۔ جرم
کی جلد تحقیقات ہوجایا کرے۔ بلکہ جلدی سے تحقیقات ہوجانے کی ترکیب۔ کہ
کسی کام یا مقدمہ میں طوالت نہ ہو۔ فوراً فیصل ہوجایا کرے کہ فتنہ وفساد نہ رہے
جیسے مقناطیسی تھٹیس کوپ ہوتا ہے یعنی محقق الاحوال باطنیہ یا ولربا جس میں
کے منکر نکیر بنے رہتے ہیں اور ڈاکٹر اپنے دونوں کانوں میں لگا کر عناصر و
مریض سے سوال کرتا ہے کہ انکا رب کس حالت میں ہے؟ یعنی اُن کی روح
کس حالت میں ہے۔ اور اُن کے دین و دنیا؟ یعنی قلب وقالب کیسے ہیں؟
جو عیب ہنر وغیرہ ہوں اُن کو نکالنے۔ معتدل بنانے۔ یا روک رکھنے کا آلہ

جن سے حسب خواہ کام لیا جا سکے۔ گرمیفون کے ریکارڈ کی طرح دل ودماغ
میں علوم وفنون انسان وحیوان میں بھر دینے کا آلہ کہ پڑھنے سیکھنے کی ترکیب
انسان کے لئے قدرے قلیل باقی رہجائے؟ کہ لوگ جلدی عالم فاضل وغیرہ
وغیرہ ہوجایا کریں۔ بدصورت کو خوبصورت۔ بڈھے کو جوان بنانے کی ترکیب
فلزات بنانے کی ترکیب۔ کلفتِ ولادت کو رفع کردینے والی ترکیب جو
شدت سے سریع الاثر ہو۔ گرمی وسردی حسب خواہ کرنے کا آلہ جس سے
صورت وسیرت پر حسب خواہ اثر ڈالا جا سکے۔ غرضکہ مرصاد۔ کشافہ۔ حفاظہ
حفارہ۔ نقالہ۔ مقیاس الاوقات۔ برقکش۔ زمین کن۔ چھکینہ۔ میزان الحق۔
معیار الدجیٰ۔ کھدوال(۱)۔ کھودنی وغیرہ وغیرہ۔ تو جو افراد ایسی ایسی مفید
چیزیں ایجاد کرینگے کیسے نہیں اُن کی عزت ہوگی؟ اور کیوں نہیں؟ ضرور بالضرور
عنداللہ ماجور غیر ممنون ہونگے۔ اِس سے مطلب یہ ہے کہ یہہ سب امر
بحدیثِ دیگراں کچھ ناممکن بات نہیں ہے یہہ ضرور(۲) ہونیوالا ہے۔
مگر جسکو جس ذریعے سے ماجور عنداللہ ہونا ہے اُسکے لئے یہہ فوائد رسانی کا
طریقہ امانتہً مختص رکھا ہوا ہے کہ اُن کو بعنقریب اُن کے ذاتی وہیراثی ونسلی
اعمال کے نتیجے میں ملنے والا ہے۔ اسواسطے یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ پادشاہ
کسی امر کے اجرا کے لئے حکم دے اور خود ہی اُسکو کرنے بھی لگے۔ تو پھر وہ

(۱) سطح کھودنے والا آلہ۔ (۲) نبوت یعنی پیشینگوئی۔

پادشاہ نہ رہے۔ اسی طرح جسنے ان سب باتوں کی خبر دی اُسکو خود عالم ایجا
میں لانے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں دوسروں کی حق تلفی ہوگی۔ لہذا امری
صورت اپنی جگہہ پر نمایاں ہوگی اور نبوی شکل یعنی پیشینگوئی کی صورت اپنے
مقام پر قایم ہونے والی ہے۔ اور ارادی صورت اپنی جگہہ پر اور ایجادی صورت
اپنی جگہہ پر (ہر ایک کا ایک ایک کام ہے۔ از جز تا کل سب کام ایک ہی شخص
نہیں کرسکتا۔ اتنا وقت نہیں) جسکے لئے در پردہ بانی مبانی قادر کن فکان صرف
ایک ہی ہستی ہے جو ہستی آفرین ہے۔ چاہے مجسم رہے یا غیر مجسم۔ یا دونوں
سے مرکب۔ یا دونوں سے بری۔ جیسے مئوگے کا وجود کہ عورت و مرد دونوں
سے مرکب اور دونوں سے بری ہے اس اشارے کو غالباً تم
سمجھ گئے ہوگے۔ الغرض اینکہ اسی طرح جو کوئی تمام عالم کو ایک کردیگا
نسبت عالیہ و انتہائیہ سے جکڑ دے گا۔ فتنہ و فساد کو مٹا دے گا۔ کاموں
کو آسان کرتا جائے گا۔ مفسدین و شریرین کو نیست و نابود کرے گا۔ واقع البلایٰ
والوباء والقحط والمرض و الالم انتظام کرے گا۔ تو کیسے نہیں اُسکی تعریف ہوگی؟
کیسے نہیں اُسکی ہاں ہاں وان ہوگی؟ کیسے نہیں پوجا پاٹ ہوگی؟ کیسے نہیں اُسکو
خداوند و ربی کہیں گے۔ بلکہ یہہ نہیں کہنا اور اُسکی نسل بعد نسل عزت و عظمت نہیں کرنا
ہی کفرانِ نعمت ہے۔ کیونکہ عناصر و آثر۔ اسباب و حرکات سے مرکب ہوکر

---

(۱) ایک جگہہ غلطی سے یہہ لفظ تذکیرانہ بیان میں آگیا ہے۔

جسمانی و روحانی صورت میں نیازمند اور رہنے والی ہستی کے لئے ویسا ہی مجسم اُستاد و
و مالک و اربابِ نیازمند بعناصر و آثار ہونا چاہئے کہ امر و نہی کر سکے۔ کیونکہ خدائی اُن کی
غائبانہ جزا و سزا۔ یا قہرِ الٰہی سے نہیں ڈرتی۔ اور اس صورت سے بری الر
بے بنیاد رہنے والی ہستی کے لئے ویسا ہی غیر مرئی العین (۱) غیر محسوس الحواس
اختیارِ محض و بے نیاز سرپرست ہونا چاہئے کہ ظاہر و باطن کی تفریق از روئے
قواعد و قانونِ حقانی ہو۔ پس ؎

چوں نظر در نور گنجیدہ۔ بگردیدہ چو نور ؎
چوں بتاریکی فتد۔ نورِ نظر گردیدہ کور

اس لئے اوتار یا ہادی مجسم ہوا کرتا ہے وہ اسی قانون کی بنا پر مبنی ہے
کہ زمانے کے مطابق اپنی نسبت کے ذریعہ سے اپنے پیروکاریں پشت بہ پشت
فیض و برکت پہونچائے۔ لوگوں کی بد اعمالی پر اور دورِ زمانہ ختم ہونے
پر غائبانہ فیاضی سے الگ ہو جائے۔ اور اُسکے تعلیمات کے تمام حرف
اُڑ جائیں۔ یعنی بے اثر ہو کر منسوخ ہو جایا کریں۔ (یعنی غیر مجسم کے لئے غیر مجسم
اور مجسم کے لئے مجسم ہادی چاہئے) ایسی حالت میں اگر اُسکو براہِ اعزاز و احترام
و عظمت و محبت اپنا ازلی سردار ہی گردانا۔ اور ربی خواہ سرورِ عالم ہی کہا
تو کیا گناہ کیا؟ کچھ نہیں۔ الانسان عبید الاحسان۔ ہل جزاء الاحسان الا
الاحسان۔ اور یہہ معاملہ قدرتی طور پر ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہی

(۱) نہیں دکھنی والی شئے۔

ہوتا رہے گا۔ کسی قدر روک ٹوک ہو۔ عاشق تو اپنے معشوق کو خدا کہتا ہی ہے وہ کثافت کو نہیں دیکھتا۔ لطافت کو دیکھتا ہے۔ اسی واسطے اللہ کے معنوں میں سے ایک معنی معشوق کے بھی ہیں۔ جبھی کہتے ہیں کہ انما العشق ہو اللہ۔ جسکو ہندی میں لاڈو۔ یا لاڑو کہتے ہیں یعنی لاڑ پیار سے نسبت رکھنے والی ہستی۔ اس میں واؤ نسبت کی ہے۔ جیسے آلوؔ۔ چاکو۔ ہندو۔ پیٹو۔ میں واؤ ہے۔ چنانچہ معشوق کی خدائی صفت کی بے نیازی کی شان کہ وہ کس طرح بے نیاز ہے اگر ایک شکل و صورت میں ظاہر کیجائے تو اسکو ظاہر کرنے کے لئے ہمیشہ جسیمہ یا ہیئت بنا کر ظاہر کیا جائے گا۔ جیسے خود عالم بنا ہے سوائے اسکے کچھ دوسری شکل و تشکیل نہیں ہے۔ کیونکہ مجسم کے لئے مجسم اور غیر مجسم کے لئے غیر مجسم۔ مگر ایک ہی جیسی شکل و صورت کا نقشہ ہو تو نہایت بہتر ہے۔ تاکہ پتا لگے کہ بھیاک اسی جسیمہ یا تصویر کے جیسی وہ ملجم و مجسم شکل تھی جسنے اہل دنیا کو بے انتہا فائدہ پہونچایا اور جسطرح تمام ذرہ کائنات مع آفتاب و ماہتاب بغیر کسی طمع کے اپنا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اسی طرح اُس اوتار نے بھی ادا کیا۔ مگر یہ اپنی سعادتمندی ہے کہ ہم اُسکو اپنا محسنِ ازلی واجب الذکر و المسجود سمجھیں۔ گو تصور کے اندر تشکل گوناگوں ہوجایا کرے) اُسکا اصلی وجود زیادہ تر قابلِ عزت ہے۔ لہذا اُس مرئی العین وجود کے ذریعہ سے غیر مرئی العین تک پہونچنا چاہیئے۔ مکان کے ذریعہ سے لامکاں تک۔ جیسے نوٹ کے ذریعہ سے

زر تک رسائی - مگر عام طور پر یہہ ایک قسم کی نمایش ہے وہ بھی خالی از تفریح طبع
نہیں - پس اچھے کام کرنے والے کی ضرور عزت ہوگی - ضرور فطرت کی طرف سے
اُس فن کے لیئے اُسکے نام میں برکت دیجاسے گی - جیسے عون و فرعون[1] کے
لفظ میں اثر ہے - اور خدائے حی القیوم کی طرف سے غائبانہ مدد = حتیٰ کہ
برے - بے وفا ر کے نام لیوا میں بھی برائی اور بے وفائی اور بے سمجھی پیدا
ہو جاتی ہے - چہ جائیکہ بھلائی کے نام لیوا میں حکیمانہ عمدگی نہ ہو - ضرور ہوگی -

پر سہ — لوگ کہتے ہیں - بھلائی نہ رہے دنیا میں
یہہ بھی کہدیں کہ - برائی کا مآل اچھا ہے

اسواسطے لوگوں کو چاہیئے کہ اوتار اور اُسکے خاندان کی قولی و فعلی دونوں
طرح عزت کریں - وہ اُس نجم الہوا سے تو کہیں بہتر ہے جو شہاب کی صورت
میں زمین پر گر کر حجر اسود کے روپ میں نمایاں ہوتا ہے - جسکو کالا پتھر کہتے
ہیں - جو آجکل بھی بہت سے عجائب خانوں میں ہے = مگر گذشتہ زمانے میں
کثرت جہالت کے سبب سے خاص جنت کے وہی باورچی خانہ کا پتھر سمجھا گیا -
اور خوب ہی خوب اُسکی پرستش ہوئی - چُما چاٹی لیئے گئے = اُس حقیر پتھر سے بھی کمتر
اُس ازلی محترم خاندان کو لوگوں نے سمجھا ہے جس میں انوار الٰہی اس طرح محلول
ہوتا چلا جا رہا ہے - جیسے ہیرے کے سرمے میں مروارید - کہ کچھ بھی ہو جائے
مگر اُس میں کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے - کیونکہ یہہ میراثی و خاندانی ترکہ و ورثہ

(۱) فرعون کا لفظ بچھو کا مجرب منتر ہے -

ہوتا ہے۔ جیسی زندگانی کا بیمہ کرتے وقت میراثی صحت و مرض حسن و قبح کی جانچ ہوا کرتی ہے ورنہ ہرگز نہ ہوتی۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ جب نورانی انسان کا ظہور کسی سرزمین پر ہوتا ہے تو اُسکے ظہور کے سبب سے ازروئے قانون ذی القربیٰ اُس سرزمین کا حق قدسیت و تقدس کی نا عزوگی سے ادا کیا جاتا ہے۔ اور وہ ارضِ مقدس اور اماکنہ مقدسہ کہے جانے لگتے ہیں۔ اور عجائب چیز دکھلانے والے کو نذر پیش کیا جائے۔ اور بھی سرزمین موسومہ[1] افرادِ خاندانِ قدسی بجائے نائب الله۔ حامی الخلقت و الدین گلِ سرسبد زیب وزینت وفیض وبرکت سمجھے جانے کے کچھ بھی مقدس نہ سمجھے جائیں اور بے جرم وقصور واجب القتل قرار دیئے جائیں؟ ہ

وائے۔ بریں فہم۔ و ایں فہمیدگی

لعنت باوا۔ بریں عقل و دانش۔ حالانکہ۔ واضح رہے کہ امام کے معنی آگے کے ہیں۔ تو تمام عالم کا اگوا انتخاب حضور رب العزت کی ہستی پاک ہے ہللویاہ ثم ہللویاہ[2] (الحمد لله رب العالمین۔ ثم الحمد لله رب العالمین) پس وہی امام العالمین و امام الکائنات ہے۔ اُسپر تمام آئمہ ملقب بہ القاب مختلفہ سے کوئی امام۔ افسر و حاکم نہیں۔ محض خودسر ہے۔ اُس امامتِ ازلیہ کے جسمانی عمل کا ظہور جسمانیت تاب ہوا ہے جیسے دیکھ رہے ہو۔ اِس لئے تمام شاخ در شاخ اُسکی جسمانیت کا ظہور محترم ہے۔ سبحان الله:۔ ہ

(۱) کھاتے میں پھولوں کی ڈھیری کے اوپر کا بڑا پھول (۲) عبرانی زبان میں الحمد لله۔

نظم

از لبِ شیرین - کلام اللہ را فرمودنش — دو دلِ مومن - بہاندہ - نور را - فزودنش

بود وہم - نابود - ہر دو بودنی - از بودنش — بے محی با بودنی - بہ اُبود - بخشودنش

ظلمتِ ملکِ عدم - سرگردِ[1] شد - زتکلفِ — ہر تنِ او مفتخر شد - با سرِ او سودنش

رونقِ انوارِ ربانی - برویش جلوہ گر — رنگ و روغن را - بخوشبوئی بہا اندودنش

رتبۂ میدانِ قدرت را الفکر و عقلِ خویش — بلکہ از خیالِ ثبت - نبود تو - پیمودنش

درمیانِ آب و آتش - باد - ثالث میشود — زین حکیمانہ روش - انصاف را بخشودنش

درمیانِ خلق و خالق شد وجودش ثالثیش — از برائے رب سی - فرض است پس استودنش

جملہ جائز شد - چو بر موقع[1] و بر وقت[2] و محل[3] — گر وہ آید در قدرت - خوب شد فرمودنش

از جمیعِ بیقراری اے توبیجیلی - در گزر

کارِ بد - آلودن است - و کارِ او - پالودنش

چنانچہ یہہ سب کام ہمارا صفائی و پالودگی میں اصل ہے - مگر اس سے یہہ مقصود نہیں کہ اُسکے بعد اگر اُسکے اہلِ بیت یعنی خاندان سے کوئی مجرم ہو تو واجب التعذیر نہیں سمجھا جائے - ہرگز ایسا نہیں ہے - وہ بھی سی سزا کا مستحق ہو سکتا ہے جو عام لوگوں کے لئے سزا مقرر ہے - صرف نطاماً - و برکتہ و فیضاناً وفضلاً محترم ہے - یہہ سب اوپر بیان کیا جا چکا ہے - اسواسطے اب نئے سرے سے

(۱) قربان (۲) بڑے لوگ -

ارضِ مقدس اور خاندانِ مقدس قایم کیا جاتا ہے کہ آگے وہیں سے فیضانِ فضل و کرم ہو۔

فہو ہذا

چونکہ تمام عالم گول ہے اس لئے جو چیز جہاں سے روانہ ہوتی ہے آخر میں وہیں پر آکے واصل ہوتی ہے۔ جیسی موسم کے بعد وہی موسم۔ ایام کے بعد وہی ایام ہوا کرتے ہیں۔ تو پہلے پہل ہندوستان سے آدمیت و جمیع لوازماتِ آدمیت شروع ہوئے تھے۔ اسی واسطے اس کا نام ہند ہے۔ یعنی مبدا و مرکز جو نتیجۃ الاخریٰ پر ازرو قواعدِ مذکورہ بالا بصورت مہادیو یا مہدی پھر ہندوستان میں ظاہر ہوئی مگر ہندوستان کے سرزمین سے وہ سرزمین ذات القربیٰ ہونے کی حیثیت سے زیادہ تر مستحق ہے۔ جہاں کے عناصر و مآثر نے اپنے عہد مجید میں پرورش کی تو وہ صوبۂ بہار ہے۔ اور بہار پہلے سے بھی محترم ہوتا چلا آرہا ہے۔

ثبوت مع توجیہات

سنسکرت میں مہا بڑے کو کہتے ہیں جسکو مقدس کرکے ماہ کہا گیا۔ اور مخفف کرکے مہ۔ جس سے مہتر کا لفظ بنا ہے۔ یعنی اتنا بڑا۔ یا اونچا جیسے زمین سے مہ یا چاند ہے۔ جس کا ضد کاہ یا کہہ ہے جس سے کہتر کا لفظ بنا ہے یعنی اتنا چھوٹا یا نیچا جیسے گھاس پات۔ تو مہ گڈہ کے لفظ کو فارسی بنا کر مہ کدہ یا مہ کہہ کہتے ہیں یعنی بڑے بڑے اور اونچے اونچے درجے والوں کے ظہور کی جگہہ

چنانچہ وہاں کے اکابرین کرام کے کچھ اسماء یہاں پر ضرورتاً بیان کئے جاتے ہیں۔ جیسے اوتاروں میں سے بہت بڑے اوتار حضرت بدھا ہیں جن کو بدوح کہتے ہیں۔ وہ یہیں سے ہوئے + نیز شرف الدین و شرف الحق۔ احمد یحییٰ منیری شیر شاہ عادل یہیں سے ہوئے۔ کبیر داس۔ تجلاج موجد شطرنج۔ تلسی داس کالیداس۔ منوداس۔ یہیں سے ہوئے۔ قوم جین کے رہبر گرو گوبند یہیں سے ہوئے۔ جن کی اصلی تعلیم کے خلاف اُن کی قوم چل رہی ہے بلکہ جہان بھر کی ساری قوم اپنے رہبری کے خلاف چل رہی ہے اسی پر کیا حصر ہے + اسی طرح بہت بڑے بڑے منطقی و فلسفی۔ حکیم و طبیب و منجمین وغیرہم وغیرہم پیدا ہوتے گئے۔ جس سبب سے اِس خطے کا نام بہار یعنی دارالعلوم پڑا۔ راجاؤں میں سے بہت بڑا عادل و خدا پرست میگھدو بو راجہ پیدا ہوا۔ یعنی گوسپند مزاج۔ جسنے حضرت بدوح کی تعلیم کو خوب ہی خوب رائج کیا۔ جس وجہ کر اُسکے ہمعصر راجہ لوگ اُسکو مہ گدھوی راجہ کہنے لگے اُسکا نام لینا اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ پھر وہ مہ گدھوی کا لفظ بگڑ کر مہ گد ہو گیا۔ پھر مقلوب ہو کر میگدہ ہو گیا۔ جیسے سورج سے خورج۔ خورج سے پھر ستید خور۔ بعدہٗ ستید خور کا لفظ مقلوب ہو کر خورشید بنگیا ہے۔ گرو شتاد سے شاگرد بنگیا ہے۔ خوشناوند سے خوشنود بنگیا ہے) اور اُس عادل خدا پرست راجہ کا نام میگدہی ہو گیا۔ جو آخر میں مخفف و منقلب ہو کر مگدھ ہو گیا اور

اِس خطے کا نام ہی مگھ ہو گیا۔ تو چونکہ عربی زبان میں گاف (گ) کا حرف نہیں ہے یہہ زبان مُنہ کے ہر ایک حصّے کا حقِ ورزشِ تلفظ نہیں ادا کرتی۔ تو اعرب اور بجائے گاف کے جیم (ج) یا کاف (ک) استعمال کرتی ہے۔ بجائے چ کے (ص) استعمال کرتی ہے۔ جیسے گچ سے جص۔ شنگرف سے شنجرف گوہر سے جوہر۔ چوگان سے صولجان۔ چین سے صین۔ بیگن سے بادنجان گلنجن سے خولنجان۔ چندری سے جدری (چیچک) وغیرہ۔ اسلئے مگھہ کا لفظ مجہ اور مکہ ہو گیا۔ اور صاحبگنج بنام گیا کو مکیشور کہنے لگے۔ یعنی مکہ والا ایشور یا عیسیٰ کی جگہہ کیونکہ ایشیا سے ایشور بنا۔ ایشور کے لفظ سے عیسیٰ بنا ہے۔ جسکو انگریزی میں ایسٹ کہتے ہیں۔ تو گویا یہہ بھی شرف بہار ہی کو حاصل ہوا۔ اور گیا کے ماننے والوں کی تعداد اُسی قدر ہے جسقدر جروسلم کے ماننے والوں کی ہو گی۔ کعبے کے ماننے والے تھوڑے ہیں صدیقات بہاریہ میں سے ایک ہندی صدیقہ جنکو سنسکرت میں ستّی اور سیتاجی کہتے ہیں وہ بھی بہار ہی کی ہیں جنسے شادی کرنے کے لئے شاہزادہ اُجدھیا مسمّیٰ باسم آرمیا۔ یا رامچندرجی جب سوئمبر میں بہار پہونچے۔ تو دستور یا سبق کے مطابق اُنکو وزنی تیر و کمان دئے گئے کہ کمانِ مذکور کو جو شخص کھینچکر ٹھیک نشانے پر تیر پھینک سکیگا تو اُس سے سیتاجی کی شادی ہو گی۔ چنانچہ ارمیا نے اپنے پاؤں کے انگوٹھے

(۱) دو لعاد کھائی کا جلسہ۔

لگا کر اتنے زور سے کمان کھینچی کہ تانت والا حصہ ایک اور دوسرے قوس کی
شکل میں ہوگیا۔ اور تیر مذکور اُسکے درمیان کا خطِ مستقیم یا قاب بنگیا۔ اور کمان
مذکور کے دونوں زہ ملنے کے قریب پہونچے۔ اور حسب معاہدہ راجچندر جی سیتاجی
کے قوسین یدین تک پہونچنے والے بنگئے۔ جسکو عربی میں قابَ قوسینِ او ادنیٰ
کہہ سکتے ہیں۔ گویا قاب قوسین کہکر اِن جمیع واقعہ کے مجموعی مفہوم کو رمزاً و غمضاً
کنایتاً و اشارتاً اپنے مخاطب کو یاد دلانا ہے کہ تم کو اپنی کسی آمد کا واقعہ یاد ہے
کہ نہیں ہے جیسے عاشق و معشوق۔ دوست و دشمن۔ موقع پر باہمدگر رمزاً و کنایتاً
بات چیت کیا کرتے ہیں۔ مثلاً جب قومِ رحیمیہ کہا جائے گا۔ تو خواہ مخواہ اس
اشارے سے وہی قوم سمجھی جائے گی جو رحیم کا لفظ بہت استعمال کرتی ہے
چنانچہ پرم گیان نامی صحایف میں مضامینِ مذکورہ کی طرف نظماً ایما کیا گیا
ہے اور وہ یہہ ہے کہ ؎

نظم

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ..... لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ او نوش احکام سے جڑ منوالیو
اک قوس جسنے کھینچا جسکے چلے رل گئے تھے اوسیف کے سبب دوست۔ او صمصام سے جڑ منیو
وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ؛ کچھ معنی بھی سمجھے؟ او سیتارام سے جڑ منوالیو

تو ما فوق الذکر واقعہ کا ظہور بھی بہارہی سے ہوا۔ اور زمانہ حاضرہ میں بھی وہاں
بڑے بڑے لوگ ہیں۔ اور آج بھی جو کوئی غیر بہاری لیڈر جھوٹھ یا سچ

مشہور ہوا ہے تو پہلے بہار ہی کی تحریک و ترغیب سے ہوا ہے۔ نوبت باینجا رسید

کہ امام الکائنات و سرورِ عالم کا جسمانی وجود بھی بہار ہی سے نمایاں یا نمودار[1]

ہوا۔ اس لئے بہار کو زیادہ تر ارضِ مقدس اور پائے تخت قدسی ہونے کا

حق حاصل ہے۔ اُسکی اور وہاں کے لغت و زبان اور نسلِ امام کی حق تلفی نہیں کیجا سکتی۔

پس عالم بالا میں یہی بات قرار پائی کہ بہار ارض مقدس کہا جائے۔ اور قربانی نروانی

خاندان سے عرش اعلیٰ ایمین ہے۔ یہی مرضیٔ الٰہی ہے۔ لہذا۔

انچہ اُستادِ ازل گفت ہماں میگویم

پس اب سابق اماکنِ مقدسہ مسلوب القدس۔ مسلوب الروح۔ مسلوب البرکات و مسلوب الفیضان

مسلوب الافضال و مسلوب الاحسان سمجھے جائیں۔ تمام مقدس معبد کے ٹکیے

یہاں کے معبدیں لگائے جائیں۔ جیسے تمام اوتار کی روحیں ایک اوتار میں یا

تمام الوان ایک آفتاب میں۔ جیسے گلِ عباسی۔ مگر ملبہ اور عملہ ڈھونے والے

بجائے گدہے۔ خچر۔ اور ناپاک لوگوں کے وہ لوگ اپنے اصلی جامہ کے ساتھ

ڈھوئیں۔ جو خود کو جوگی۔ سادھو۔ پیر۔ فقیر۔ درویش و علماء[2]۔ سجادہ نشین و صوفی کہتے ہیں

مقدس سے بیت اللہ بنے۔ مگر بہار کی سرحدیں سرگجہ معہ چھتیس گڈھ اور بنارس معہ ضلع بنارس

سمجھا جائے گا۔ ملکی تعریف کی رو سے جسقدر ممالک مساوی الرقبہ ہونیکے بعد زیادہ قرار پائیں

(۱) بہار کے مال چنید نامی شخص نے اندور وغیرہ خطہ فتح کیا جس سبب سے اسکا نام مالوہ ہوا۔ اور بہار کے معنی سنسکرت میں دارالعلوم کے ہیں یعنی یونیورسٹی

(۲) اب دین و دنیا کے کام میں یہہ حضرات لائے گئے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تھا۔

تو وہ سب قطعاتِ ارضیہ ہماری خط میں اضافہ کرکے اسکا سر حد بڑھا دیا جائے۔ اب سب
لوگ کا مرجع اسی طرف ہو۔ اسی کے بارے میں صحف میں ہے۔

صحفی پیشینگوئی

کہ قلم سے کائنات کی پیدایش کرنے والے
جسکو ذوالنون و القلم کہیں گئے۔ اور عَلَّمَ بالقلم کا مصداق ہے۔ عجیب وغریب
انتظام کرنے والا ہے کہ لوگوں کو ناممکن معلوم ہو۔ اور وہ پیدا ہے جسکا ظہور مشرق سے
از مقام پیدا ہوگا۔ جو اَرْیَل کے پاس ہے اور وہ اَرْیَل دریائے سیحون کے پاس ہے
جسکی نشانی تین انکھا ناگ ہے۔ اور مار نماو ہناک بان پر بیٹھا ہوا ہے۔ اسمیں
اسکا نام ظاہر ہوتا ہے یعنی یحییٰ کا ظہور موضع یحییٰ سے ہوگا۔ جو اَرْوَل کے پاس
ہے۔ اور وہ اَرْوَل[1] سون دریا کے کنارے ہے۔ اور میم مار اسکی نشانی ہے
جس میں راز ہے۔ مگر اب اُس موضع یحییٰ کا نام مسیح آباد رکھدینا چاہیے اور عمدہ
طریقے پر آباد کردینا چاہیے۔ وہاں بھی مکمل کتب خانہ وعجائب خانہ ویسے ہی
ہو جیسا قسطنطنیہ میں ہوگا۔ اسی کی بائبل میں خبر ہے کہ نیا جروسلم یا دارالسلام
بنے گا۔ ○ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا + اب سعادت مند اور
لیاقت مند ہو تو قولی وعملی طور پر ثابت کرکے بتاؤ۔ اگر نہ ہو تو تعجب ہے کہ

کیڑا۔ ذرا سا۔ اور وہ۔ پتھر میں گھر کرے
روحِ البشر۔ نہ روحِ منور میں گھر کرے

(۱) اروال کا نغذ جو مشہور ہے وہ یہیں کا ہے۔

تو اوتار جو ہے سو روح الارواح ہوتا ہے۔ وہ نظم ہے اور غیر اوتار نثر ہیں۔ اور نثر کا مضمون اس نظم میں موجود ہے۔ اور نظم بھی ہے۔ غنایہ میں آسکتا ہے مگر نثر میں یہ بات نہیں۔ پس اوتار بین الخالق و المخلوق ہے۔ جو اس میں فنا ہوگا تو وہی ہو کر رہے گا۔ جب غذا جسم میں فنا ہوئی تو خون بنی۔ اس میں شک ہی کیا ہے؟ اسلئے پہلے تم کو خدائے بے نیاز سے کیا کام؟ درجہ بدرجہ آ رہے ہو۔ درجہ بدرجہ چلو! تمکو تو صرف اوتار یعنی رسول و مسیحا اور قربان و عترت و نیک عملی سے غرض رکھنی چاہئے۔ یہی بڑی بھاری عبادت ہے اگر بادشاہ اپنے مصاحبین کے ساتھ موٹر پر نکل گیا اور لوگوں نے سلام کیا لیکن اسنے نہیں دیکھا تو اس سے موٹر اور مصاحبین کو سلام نہیں پہونچا۔ بادشاہ ہی کو پہونچتا ہے۔ نیت دیکھی جاتی ہے۔ پس اللہ اللہ خیر صلاح۔ خدا را خدا میداند۔ یا اللہ را عین اللہ میداند۔ غیر اللہ چہ داند؟ خیر یہہ سب مضامین جملہ معترضہ کے ذیل و ضمن میں آ گئے۔ جو یہہ بھی ضروری اندر ضروری تھے۔ (۱۴۰) اب مطلب یہ ہے کہ موجدین و خیر خواہ کی سخت عزت کرو۔ اسکے بعد جب یہہ سب ڈراف تیار ہو لے تو آخر میں تمام زبان کی لغات سے الفاظ چھانٹکر اردو لغات و گرامر تیار کرلو۔ اور ایک زبان عالمگیر رائج کردو۔ کوئی اس میں رخنہ نہ ڈالے۔ ٥

چہ آسایش دراں کشور کہ دہ فرماں رواں دارد

تمام جانوران اپنی اپنی زبانیں تمام دنیا میں ایک سان اوا کرتے ہیں۔ تمام بچے اپنی عالمگیر زبان میں دودھ طلب کرتے ہیں۔ تم بھی ایک زبان بولو اور جس طرح نظماً و نثراً انتظام عالم کے لئے قرآن و فیضان نامی کتب میں از جز تا کل اصول بیان کئے گئے ہیں اُن کو عمل میں لاؤ۔ اور یہ فیصلہ خود جزو فیضان ہے جو سب بھلے کے لئے ہے اور یقینی بھلا ہے (۱۲۱) دیکھو۔ پھر نقشہ عالم تیار کراو۔ بعدہ گلوب یا کروی شکل پر اِس نقشے کو بناؤ۔ پھر اُسے ناٹک تھیٹر میں بائیسکوپ سے دکھلاؤ۔ اُسکو اس طرح پر سمجھو اور تم فرض کرلو کہ جس طرح اب بیان کیا جاتا ہے اسی طرح سے دنیا تیار ہو چکی۔ اور وہ یوں ہے: کہ

چہارم حشر و نشر۔ یا ترتیب چہارم

سارے جزائر خشکی سے ملا دئے گئے اور سمندر کے کنارے پہاڑوں کی لمبان۔ چوڑان۔ موٹان۔ اونچان۔ اتنی کردی گئی ہے۔ جتنی دنیا بھر کے سارے پہاڑوں کو ملا دینے سے ہو سکتی ہے۔ جو نیچرل گورنمنٹ کی طرف سے ایک قسم کے میل۔ یا سنگِ منازل۔ اور تفریقِ ممالک کی نشانی بنائے گئے تھے۔ یا خزانوں اور سمندر کے پہرے بان۔ جواب ضرورتاً ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مسلسل کردئے گئے ہیں۔ اور ناہمواری اُن کی علی حسب خواہش خوبصورتی کے ساتھ ہموار کردی گئی ہے۔ اُس پر آب و ہوا و روشنی کے

مدخل و مخرج کا لحاظ رکھ کر جابجا معین فاصلے پر خلا رکھتے ہوئے مختلف اقسام کے بڑے مضبوط مضبوط عالیشان مکانات وقطعات مع جمیع ضروریات کے بنائے گئے ہیں جو تعریفِ تعمیرات سے قطعی خلاف نہ ہوں۔ طاق۔ الماری کھونٹی۔ کھٹکے۔ چوکھٹے باقاعدہ ہوں۔ اور سب کا ہونا ضروری ہو۔ جو ہرگز ہرگز کسی مکان و تعمیر کے لئے اعتراض کی گنجایش نہ ہو۔ ان سب باتوں کا خیال رکھنے کے لئے پہلے ہی سے سب مایحتاج علیہ ضروریات ردیف وار قلمبند کرائے گئے ہوں اُن کے مطابق تیار ہوں۔ باغ۔ تختے۔ نہر۔ حوض۔ چشمے۔ کنوئیں۔ کتب خانے۔ مصحف و رسالت گاہ یا پوسٹ آفس۔ ضغاط[1]۔ حمیدہ (لفٹ) کارخانہ۔ قید خانہ۔ معذور خانہ۔ ہوٹل۔ حمام۔ منارے۔ شفاخانہ۔ جانوروں کا شفاخانہ۔ گھاٹ۔ بندرگاہ۔ ڈوک۔ تھیٹر۔ ناٹک۔ ناکے۔ معبد۔ عجائب خانہ مدارس وغیرہ وغیرہ سب + اور گھاس پات کے قانونِ ارتقاء کے مطابق درجہ بدرجہ ترقی پر ترقی ہوں۔ خاصکر عجائب خانہ کے احاطے میں۔ جن سے اُن کا معیار و معراجِ ترقی ثابت ہو۔ اسی طرح جملہ نباتات کے اقسام کے تختے مسلسل ہوں۔ پھر ایک دوسرے سے قلم لگا کر تیسری شکل پیدا کی گئی ہو۔ جس سے مسئلہ ترکیب و ترقی بآسانی حل ہو کہ مشاہدہ سے لوگوں میں فہمیدگی کی طاقت پیدا ہو۔ جہاں جہاں پہاڑ چڑھتے کے موڑ آتے جائیں وہاں سے دو رخہ درختوں کی جھالر کی نمایش ایک ایک میل تک۔ ایک ہی قسم کے

(1) ہوائے منضغطہ کے ذریعہ سے بالاخانہ پر خطوط وغیرہ پہونچانے والے تراکیب

درختان اور گھاس پات ہوں۔ تاکہ اُن کے پھولنے کے زمانے میں اس طرح خوش نمائی میں افزایش ہو کہ شاید و باید۔ مثلاً فرشِ خلاء پر میلوں کہیں آسمانی رنگ کے پھول دکھائی دے رہے ہیں تو کہیں فیروزی رنگ کے۔ کہیں سفید کہیں سیاہ۔ کہیں سرخ۔ کہیں زرد۔ کسی جگہہ بالکل مرکب۔ کہ اسکے اندر سے گذرنے کیس براہِ تنفس خاص اثر پہونچے۔ جس سے بہت بیماریاں دفع ہوں۔ کمزوری کے سبب سے اگر حرج ہو تو راہ کتر کر چلیں۔ حسب خواہ رنگین پھول بنانے کی ترکیب ایجاد کریں۔ پہاڑ کے اندر سے ریل بھی سفر کرے۔ پہاڑ۔ جنگل۔ مکان۔ گاڑی ٹکٹ۔ اسٹامپ۔ سب پر نمبر ہو۔ ڈبے ٹکٹ مختلف رنگ کے ہوں جس سے درجہ کا امتیاز ہو۔ معین مسافر سے زیادہ ڈبے میں سوار ہونے والے کی سزا ہو۔ جو پہلے بیٹھا ہے اُسکا حق ہو چکا ہے۔ یہہ حقِ اوّلیت ہے۔ بارہ گھنٹے کے مسافر کو سونے کی جگہہ چاہیئے۔ اسی طرح سمندر کے کنارے کنارے باضابطہ آبادی ہو۔ پہاڑ سے اُتر کر اور ہٹ کر لمبی چوڑی ریلوے سمندر کے کنارے تک ہو۔ اُس سے ہٹ کر نہر برابر سمندر کے کنارے تک چلی جائے جسکی منڈیر پر دورویہ درختان مذکورۂ بالا طریقے پر مع نام و نمبر ہوں۔ نہر کے بعد عام کچہ سڑک۔ اُس پر بھی درختان زرہ کچھہ تبدل و تغیر کے ساتھہ لگائے ہوں ... اور ... نشان آلات کے ذریعے سے خوبصورت بنائے جائیں۔ خلاف مرضی ٹیڑہے بینگے نہ ہوں۔ ورنہ جلاوطن بنائے جائیں۔ اسکے بعد پانچ میل

چوڑی - یا جیسا مناسب ہو رقبۂ زمین کی لمبی ہجی - سڑک اور نہر مذکورہ بالا کے ہمسفر ہو - اسکے ساتھ چھوٹی چھوٹی نہریں - معین فاصلے پر - وہ کاشتکاری کے لئے وقف ہوں - جن میں کے سارے تختے ایک پیمانے پر ہم رقبہ مربع ہوں کہ مشینِ ہل اچھی طرح چل سکے - اُن میں آری لیگاری تخمیناً اتنی چوڑی ہونی چاہیئے کہ دو بائیسکل بخوبی چل سکیں - اور بعض بعض جگہہ گاڑی موٹر وغیرہ بھی - کہ اجناس ڈھونے میں آرام ہو - اس کے متعین چوڑان کے سرحد سے ملا ہوا باغ ہونا چاہیئے - جن میں قانونِ ارتقاء کے بموجب درختان ہوں یعنی موجودہ صورت سے پہلے کس شکل و صورت کا درخت تھا - اور کس چیز کا تھا - اور اب کیا بنا ہوا ہے - اور دنیا بھر کا کوئی جھاڑ پیڑ نہ چھوٹنے پائے - جو اس سلسل فلاحت و باغبانی کی زنجیر سے جکڑا ہوا نہ ہو - سب قدرتی علمی قاعدے پر ہوں - اتنے گنجان نہ ہوں کہ ہوا و روشنی کو روکیں - اُن کے تسلسل کے اندر بھی یکساں معین معین فاصلے پر اچھا خاصہ کشادہ راستہ چھوڑنا چاہیئے - کہ ایک بڑے معین تختے کو دوسرے تختے سے بیّن طور پر جدا کرسکے - ان کی سیدہ یا جادہ پر آبادی کا مدخل ہوا کرے - وہ سیدھا آبادی والی سڑک سے ملتا ہوا مخالف پہلو والے باغ میں داخل ہوتا ہوا انتہائے کرۂ ارض تک پہونچے اور اُسکی اندرونی رَوِشیں بھی کشادہ ہو - اور برابر فاصلے پر باغ کے اندر کوٹھیاں اور تھانے بھی ہوں - جن میں بخوبی ہوا و روشنی آسکے - کھلیان بھی بن سکے -

اس باغ کی چوڑان ایک ایک میل کی ہو۔ یا جیسا مناسب ہو۔ مگر کسر انداز حساب
کے مطابق نہ ہو۔ حساب میں پورا پورا آسکے۔ اور سب ہم رقبہ ہو۔ باغ کے
خاتمے پر شہری لمبی سڑک ہو۔ پھر سڑک کے بعد آبادی ہو۔ اگر گاؤں ہے تو
گاؤں کی تعریف قائم کرلو۔ تو پھر آباد کرو۔ اس میں ہر ایک پیشے والا مناسب
تعداد میں ہونا چاہئیے کہ اہلِ آبادی کو مطلق کسی چیز کی تکلیف نہ ہو۔ اور
ایک دوسرے کا پیشہ اہلِ آبادی کی کار برآری کے لئے پوری پوری طرح
کافی و وافی ہو۔ اور سب اپنی اپنی آمدنی سے سیر ہوسکیں۔ کس پیشے والے کو
کس پیشے والے سے نسبت ہے۔ اسی نسبت سے مکانات ہوں اور ہر ایک
محلے کا ایک ایک مکھیا درجہ بدرجہ ہو۔ اسکے بعد اگر کوئی دوسرا اہم پیشہ شخص
آباد ہونا چاہیئے تو کہدیا جائے کہ ایک گھر زیادہ بڑھ جانے سے گاؤں کی
جو تعریف قانوناً مقرر کی گئی ہے وہ ساقط ہوجائے گی۔ اور دوسرے کی روزی
میں خلل پڑے گا۔ اس قریہ کا خیال چھوڑو۔ دوسرے قریہ میں جاؤ۔ یا مدینے
میں جاکر آبادی اختیار کرو۔ پھر مدینے کی بھی آبادی مدینے کی تعریف
کے مطابق ہو۔ جو قریہ سے ٹھیک کوس ڈیڑھ کوس پر دائیں یا بائیں ڈائرکشن
میں ہو۔ اِسکے بعد پانچ کوس پر یا جیسا مناسب ہو قصبہ آباد ہو۔ وہ بھی حسب
تعریفِ تعمیرات و آبادی ہو۔ اِسکے بعد پانچ کوس پر۔ یا جیسا مناسب ہو
دیگر تعدادِ میت کو بلا کسر کے کاٹ سکے) بلدہ آباد ہو۔ سب یکے بادیگرے

ہم رقبہ ہوں۔ اس سے پانچ کوس کے فاصلے پر یا جیسا مناسب ہو شہر آباد ہو وہ سب انھیں ضوابط کے مطابق ہوں۔ مگر سب کی آبادی چوکھنٹی ہوگی۔ اسی طرح شہر کے اُس پار کی آبادی ہو۔ اور وہ سب اسی ایک شہر کے ہی ماتحت ہوں گانوں کے آخر میں ایک میل پر لشکر گاہ ہو جنکی عورتیں ساتھ رہیں گی۔ مگر فریضہ کی انجام دہی میں فرق نہ آئے۔ جو اپنی جفت سے چند سال تک قطع تعلق رکھے تو بلا خرخشہ دوسرا جفت کر لینے کا اختیار ہے۔ پیشے کے لحاظ سے مکانات کی وسعت ہونی چاہیے۔ ہر دو طرفہ وسط میں مکانات آمنے سامنے ہونے کے بعد ہوٹل ہو۔ زنانہ و مردانہ بڑے پیمانے پر حمام مصفّا ہو۔ اُسکے سامنے ناکہ۔ بیچ شہر میں مارکٹ اور کوتوالی۔ ہر جگہہ موقع موقع سے پنچانے پیشاب کا بندوبست۔ جانوروں کے پانی پلانے کا انتظام۔ و نوبت خانہ۔ میونسپلٹی کا سامان گاہ۔ آگ بجھانے کا سامان گاہ۔ اسی طرح سب کار و باری و ضروری دو طرفہ تعمیرات ہوں۔ بار بار یہہ سمجھانے کی حاجت نہیں کہ فلاں فلاں چیز ہونی چاہیے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو کہ مردم شماری کے وقت جسقدر باتیں دریافت کی گئی ہیں اُن میں سے کونسی بات قابلِ اجراء و نفاذ ہے اور کونسی بات لایقِ انسداد و ارتداد۔ جسمیں نقصان ہوگا ضرور اُس کے لئے انسداد کا حکم ہے۔ جیسے وزن و پیمانے کا برابر نہیں ہونا۔ ضرور اُسکے برابر کرنے کا حکم ہے۔ اور اعتدالی صورت قایم کرنے کے لئے کہا جارہا ہے۔ ننگہ ظالمانہ

مگر اور سب باتیں جیسے عجائب خانہ وغیرہ کی تحقیقات وہ صاف کہہ رہی ہے
کہ اعلےٰ درجہ کا عجائب خانہ کھولنے کی ہدایت ہے۔ پس عاقل وہ ہے کہ اگر
ایک لفظ کہا جائے تو وہ حسبِ منشاء سیکڑوں مفہومات اُس سے سمجھے۔ ناقص
اور لغویات پر اڑ نجائے۔ اور بہت تشریحات نہ کرائے۔ تم کو فقط ایک بات
کی ہنٹ دی گئی ہے یعنی مدد۔ گویا بہرہ کھولا گیا ہے کہ فلاں فلاں طرح سے
نظام ہو۔ اِس سے یہ غرض نہیں کہ عندالبیان اگر کوئی بات رہگئی۔ یا طوالت کے
سبب سے چھوڑ دی گئی تو اپنی طرف سے اضافہ نکرو۔ اور اُسکی خوشنمائی و خوبی
و خرسندی کو دوبالا نہ کرو۔ اور غلطی سے یہہ سمجھنے لگو کہ اللّٰہ اللہ حضور انور
کے کاموں میں اصلاح دینی ہے سخت کفر ہے۔ گناہ ہے۔ بُرے معنی
میں بدعت ہے۔ چنیں ہے۔ چناں ہے۔ سوئر کینل بنانا۔ پناما کینل بنانا
حجامت بنانا۔ ناخن بنانا۔ درختوں میں قلم لگانا۔ علم سیکھنا۔ جو کسی کا علم
سیکھنا۔ روح افزا آرائش و زینت کا بندوبست کرنا۔ تحقیقات کرنی۔ زر حاصل
کرنا سب گناہ میں داخل ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا کے کاموں میں اصلاح
دینا ہے۔ اُسکے دیئے ہوئے جہل سے انکار کرنا سرکشی ہے۔ اُس نے
خود اپنا کیا دھرا ایک ہی دفعہ میں کیوں نہیں ظاہر کر دیا۔ پھر اُس پر روز روز دنیا چند
ہے۔ تو جو شخص ایسا سمجھے وہ خاموش ہے۔ اگر قوم کی قوم ایسا سمجھنے والی
ہو۔ اور کار آمد باتوں کے اجراء میں مزاحم ہوتی ہو۔ مدد نہ دیتی ہو تو اُسے

روئے زمین پر رہنے کا حق نہیں ہے۔ وہ کسی نہ کسی طریقے سے نیست و نابود ہو جائے گی۔ بے حیا۔ بیغیرت۔ مفت خورے۔ ڈاکو لوٹیرے۔ لوٹ کا مال کھانے والے۔ تجارت اور سود مند کام کو بُرا سمجھنے والے۔ ناقص المعاملہ۔ خبیث الطبع۔ کاہل الوجود۔ دشمن دوستی و اتحاد۔ حاسد و شیخی باز۔ محسن کش۔ آقا کش نمک حرام۔ موذی و ایذا رساں۔ راستہ چلتے لوگوں کے سر ہونیوالے۔ خوبی کو خرابی کر کے بتلانے والے۔ ضابطہ سے گھبرانے والے۔ چڑچڑی طبیعت رکھنے والے جاہل مفلس کنگال ٹھگ۔ مصنف سے مفت تصنیف لیکر اُسکی تصنیف و اشاعت و طباعت و مالی طاقت و حق الناس کو صدمہ پہونچانے والے۔ بلکہ اور بُرا کہنے والے۔ سچی بات اور نصیحت پر ناراض ہونیوالے۔ ناجائز فخر و مباحات پر جینے والے۔ خود کو معزز و شریف سمجھیں یا خود کو شاہی و جنتی و نیکی لائق سمجھیں تو یہہ ظلم اور لعنت نہیں تو اور کیا ہے؟ اسلئے ہم تم کو تعلیم دیتے ہیں کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ پر عمل کرنا۔ ہم کو۔ یا ہماری روحانی ہستی کو ہرگز ہرگز اس کا ملال نہیں ہوگا۔ بلکہ بجائے ملول ہونے کے نہایت خوش و خرم ہوگی +

حکم ہشتم

سلسلۂ آبادی

پس اگر سپوت ہو تو صرف ہمارا منشاء سمجھکر درستی کار و بار میں لگ جاؤ۔ جب اس

انتظام تعمیری و ترتیبی کا سلسلہ آبنائے بھرنگ (بھرنگ اسٹریٹ) سے لیکر وہائٹ سی تک (بحر ابیض) مسلسل ہو جائے۔ تو بعینہ اسی طریقے سے دوسری طرف کی آبادی و تعمیری لائن بناؤ۔ اور جس قدر رقبہ میں ایک طرف ریلوے نہر۔ کاشتکاری۔ باغبانی کا انتظام ہو چکا ہے۔ ٹھیک اُسکے دوسرے پہلو کی طرف بھی ویسے ہی ہم رقبہ قطعۂ ارض ہو۔ یعنی خلاؤ فضا کا حصہ چھوڑ کر اب وہ چین ہو۔ مراکش ہو۔ یا بغداد۔ یا مقدّس کہیں ہو کوئی جگہ ہو۔ یہہ جہان بھر کا انتظام ہے) ان سب ترتیبات کا سلسلہ شروع ہو۔ زمین کا وہ قطعہ جو لشکر گاہ اور ٹولے کے درمیان چٹائی کی بوٹ کی طرح ہو۔ یا ٹولے اور قریہ کے درمیان ہو۔ یا قریہ و مدینہ کے درمیان ہو۔ یا مدینہ اور بلدہ کے درمیان ہو۔ خواہ بلدہ اور شہر کے درمیان ہو۔ وہ خوشنما سیرگاہ۔ رمنہ۔ میلے۔ جھمیلے جھمگھٹ کی جگہہ ہے۔ یا گاجر مولی۔ تر۔ ترکاری۔ لہسن۔ پیاز۔ سنگھاڑے وغیرہ جیسے چیزوں کے لئے کام آسکتا ہے۔ اُسکو عطر اور سینٹ اور ادویات وغیرہ کے لئے تختۂ گلزار بنا سکتے ہو۔ مگر ایک زمین کے اندر ہمیشہ کے لئے ایک ہی چیز کی زراعت نہیں کرنی۔ ورنہ زمین خراب ہو جائے گی۔ تبدیل و تغییر و تصریف و تدوّر۔ انقلاب و انشعاب ہوتے رہنا قانون ہے۔ اس زمین کے اندر کھاتے پیتے کی جگہہ۔ فیکٹری وغیرہ سب بنائی جا سکتی ہے لیکن نہایت ترتیب و نظام کے ساتھہ کہ ٹھیک اُسکا جواب دوسری جانب دینا ہو گا۔ اِس کو سمجھکر تم خود اُسکو

ترتیب دو۔ یہاں پانی کا بوچھار اور سیلاب جاری ہے۔ تو سیلاب اور بوچھار کا جو قدرتی قانون و انتظام ہوا کرتا ہے وہی قدرتی بیان کے سیلاب کی حالت ہے۔ تم اسکو انسانی ترتیب کے مطابق۔ کرلو۔ کہ آسمانی ترتیب جدا اس سے نکال لو۔ ہوائی جدا۔ آبی جدا۔ خاکی جدا۔ آتشی جدا۔ جبلی جدا۔ معدنی جدا۔ نباتاتی جدا جماداتی جدا۔ حیواناتی جدا۔ زرعی جدا۔ حرفی جدا۔ صنعی جدا۔ خدمی جدا۔ انسانی جدا علمی جدا۔ تحقیقاتی وغیرہ وغیرہ جدا۔ مگر جملہ قانونِ بدنی۔ قانونِ خانگی۔ قانونِ مدنی قانونِ ملکی۔ قانونِ اسود۔ قانونِ ابیض۔ قانونِ احمر۔ قانونِ اخضر۔ وقانونِ سلطنت وجملہ آدابِ قوانینِ مختلفہ سریع الخفقان ہوں۔ ہمیں کثرتِ فرمانروائی سے اتنی فرصت کہاں کہ انسانی ترتیب دینے کو بیٹھیں ؎

طائرِ سمت نما۔ دام نہ می داند چیست

پس اس ہدایت پر عمل کرنا کرانا۔ اور حکم کی تعمیل کی طرف مائل کرنا۔ اور انجام تک پہونچوانا۔ یہ سب ہماری حکمی ترتیب ہوئی کیونکہ تم کو بخوبی ہنٹ دیدیگئی کہ اپنے پائوں کے بل چلو۔ اس ترتیب کو درست کر کے ہمیں دکھلاؤ۔ اگر اصلاح کی حاجت ہوگی تو اصلاح کر دیجاوے گی۔ ورنہ برقرار رکھی جا ئیگی اما اینکہ۔ اس طرح سے دنیا آباد کرنے کے پہلے (یعنی کمرخی شکل پر) زمین پوری طرح آلات و تیغ ہا سے ملاحظہ کر لیجائے کہ کہیں اُس جگہہ کسی چیز کی کان۔ یا دفینہ تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو نکالو۔ اُسکے بعد زمین بھر دو۔

عمران

مکانات جتنے منازل کے چاہو بناؤ۔ خلاء سے مفید طریقے پر کام نکالو۔ جہاں سے آب و ہوا نقصان کرے تو اسکا دفعیہ کرو۔ پھر آگے بڑھو۔ تمام آسایش کی چیز مہیا ہو۔ لاشہ آسانی سے نیچے آسکے۔ مگر شہر بھر میں اُتنے ہی منازل کے ہونے چاہئے کہ پستی و بلندی نہ پیدا ہو۔ صرف منارہ سب سے اونچا ہوا کرے گا اور بلدہ شہر سے کم منازل رکھنے والا ہوگا۔ اور قصبہ اِس سے کم۔ وقس علیٰ ہذا الباقی تاکہ آب و ہوا اور روشنی صاف رہے۔ زہریلے فاسفورس نہ پیدا ہوں۔ جیسے قبروں میں۔ اگر اُن کا دفعیہ ہو جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ ورنہ لوگوں کا جی گھبرانے لگے گا۔ اسلئے رنگا رنگ رہے تو بہتر ہے۔ شہر وغیرہ میں تعمیرات وغیرہا بھی ایک ہی قسم کے ہوں یا جیسی مرضی + رنگوں کی تفریق بھی باضابطہ ہو لیکن تعمیرات میں ساری قابلیت خرچ کی جاسکتی ہے۔ اُسکا جواب دوسرا شہر ہو۔ کہ جس وقت حساب کرنا چاہیں تو فوراً معلوم ہو جائے کہ دُنیا بھر میں اِس قدر شہر ہیں اِس قدر بلدے۔ مدینے۔ قریئے۔ ٹولے۔ لشکر گاہ وغیرہا ہیں۔ اس لئے اس قدر مکانات ہیں۔ اس قدر شہر ہیں۔ تو اُسکے ماتحت اتنے بلدے۔ مدینے وغیرہا ہیں۔ اور اِس قدر فلاں فلاں اشیا ہیں۔ اِس قدر جانور ہیں۔ صرف تعداد نفوس کو جاننے کے لئے دوسرے اصول پر عمل کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہہ کچھ ضروری نہیں کہ ہر گھر میں دو ہی آدمی ہوں۔ نہ معلوم اُسکے کتنے بال بچے ہیں۔ وہ دوسرے

ریکارڈ سے ظاہر ہو جب تک ایسا انتظام نہیں ہوا ہے بلکہ عمل میں لایا جارہا ہے
تب تک اسی سلسلے پر رہنے دو۔ جو موجود ہے۔ آہستہ آہستہ بکمال سرعت ترقی دیجائے
کہ ورہمی نہ پھیلے۔ کیونکہ سب کام آہستہ آہستہ ہوکر دفعتاً ہوجاتا ہے اسی کو قانون
ابداع و اسراع کہتے ہیں۔ جیسے اگر کوئی خط سے ٹکٹ چھوڑانا چاہے تو پہلے ٹکٹ کو
پانی سے نرم کرنا ہوگا جب جاکے بہ آسانی چھوٹ سکتا ہے۔ جیسا کہ مشکوک خط کے
لئے پوسٹ آفس کے اندر گورنمنٹ ایسا کرا سکتی ہے۔ مشکوک جگہہ اور مشکوک ذات
پر دھاوا کر سکتی ہے۔ قوانینِ جزا و سزا کے زیر اثر وہی ہونگے جنکے جیسے اعمال
ہوا کرینگے۔ یہہ عام قانون ہے۔ پس ؏

آنرا کہ۔ حساب پاک است۔ از محاسبہ چہ باک

یہہ سب نظام میں داخل ہے۔ کچھ عیب نہیں۔ اگر یہہ عیب ہے تو بغاوت نامہ
وسئیات نامہ لکھ کر دوسری طرف بھیجنا بھی عیب ہے۔ چہ جائیکہ خاص بغاوت
وترغیبِ تنافر۔ تعلیمِ ترکِ مواخات۔ وترکِ تعلقات۔ وبے اعتنائی۔ اور بائیکاٹ
کی ہدایت۔ پھر کیوں بھیجا کہ کھولا گیا ہے۔ پس واضح بادا کہ لوہا نرم ہونے پر سب قسم
کی شکل اپنی ہستی کے اندر قبول کر سکتا ہے۔ بخلاف سختی میں رہکر قبول کرنے کے
اس لئے ہر کام میں صبر وتحمل۔ اخلاق واحسان وسلوک اور برتاؤ۔ شدت ولینت
بحکمت مفیدہ ہونا چاہئے + چاہے حکم دینے والا رہے یا نہ رہے۔ اس کے
نیابت در نیابت کا سلسلہ برابر جاری رہے گا + اسی طرح تمہارے انسان

بھی رہیں گے۔ یہہ سب قدرتی کام دہندا لگا ہوا تو ہی ہے۔ تو چونکہ صرف ایک دفعہ کی پیدائش سے روح کمال کو نہیں پہونچ سکتی کہ فوراً فنافی عین اللہ ہو کر جامع الصفات بنکے یا عاشق اللہ ہو کے نجات پائے۔ اسلئے قانونِ تدریج و مدارج کا نفاذ ہوا ہے۔ لہذا جہاں اُسکو بھیجنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں قدرت اُس کو بھیجدیا کرتی ہے جسکو تم انتقال کرنا بولتے ہو۔ جو براہِ قانونِ تبدیلات و تاثرات وہ رحمتہً دیا نبجاتا ہے۔ گذشتہ واقعات مرتے ہی وقت سب بچپن کی باتوں کی طرح بھلا دئے جاتے ہیں کہ غم کا یاد رہنا ہی عظیم الشان غم ہے

سخت تر گردد۔ گرہ۔ چوں تر شود

اس لئے استحقاقاً اُس کا اصلی مادہ اُسکو صاف کر کے دیدیا جاتا ہے کہ اپنے اختیار سے جو چاہے سو کرے۔ جیسے جنسیت کا مادہ دیا جاتا ہے۔ اسواسطے بہت سی تجربہ کار روحیں تجھیں مدد دینے کے لئے لگاتار واپس آرہی ہیں کہ ؎

این قالبِ فرسودہ۔ گر از کوئے تو دور است

القلبُ اِلیٰ بابِک[1] لیلاً و نہارا

جیسے قانونی و آئینی زمانے کا مالک بلقب بلقبِ مالکِ یوم الدین سمجھا رہا ہے پس جہاں رہو اپنا کام بخوبی کئے جاؤ لہمیشہ وہاں سے انتقال کرنا ہے) جیسے اگر نباتات بینی پر تقرر ہے تو (۱۶) گھنٹے کے بعد آٹھ گھنٹے تک لگاتار تم کو ملاحظہ کر کے نیز تجربہ حاصل کر کے لکھتے رہنا ہوگا۔ کہ کون سی گھاس کس

(۱) رات دن میرا قلب تمہارے دروازہ پر لگا ہوا ہے۔

گھاس کے متصل نکلتی ہے؟ اور بخوبی نشو و نما پاتی ہے۔ اور کونسی گھاس اُس کے متضاد ہے۔ کہ اُس سے فوراً جل جاتی ہے۔ اسی طرح درخت کے بارے میں بیان ہو۔ پھر کس گھاس کے اندر کیسے کیڑے اور کس کس موسم میں پیدا ہوتے ہیں اُن کی خصوصیات میں کون گھاس یا درخت خواہ کیڑا وغیرہ ہے۔ اُس سے کیا کام لیا جا سکتا ہے؟ اگر ان سب تحقیقاتی امور میں محقق چوکے گا اور کام کے وقت خسارہ کس گپ شپ کرے گا۔ یا ضابطہ کے خلاف کرے گا۔ خواہ سستی کرے گا وقت برباد کرے گا تو اُسکا بالادست بازپرس کر کے سزا دے سکتا ہے۔ یا دلوا سکتا ہے۔ جو چابک زنی۔ جرمانہ۔ قید۔ یا تینوں سب ممکن ہے۔ اسی طرح سب جانوروں کے بول و براز کی تحقیقات کے لئے تقرر ہو سکتا ہے۔ کہ کس چیز کے کھانے سے کس صورت و رنگ و روغن کا بول و براز ہوا۔ اُسکا کیا اثر ہے اُس سے کیا چیز اُگ سکتی ہے؟ کس چیز کا کھاد بن سکتا ہے۔ اور کیا کیا کام اُس سے لیا جا سکتا ہے۔ اُسکی گرد نے تنفس کے راستے سے داخل ہو کر صفراوی میں کیا اثر پیدا کیا۔ اور بلغمی میں کیا؟ تندرست میں کیا۔ نا تندرست میں کیا؟ بچوں میں کیا۔ جوانوں میں کیا۔؟ کیونکہ عجائب خانے سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ بہت سی بیماریاں زائل ہونگی۔ عقل بڑھے گی۔ جسقدر محکمے ہیں اُن کے بارے میں اسوقت تک تمام دنیاوی سلطنتوں اور ملکوں نے کیا کیا تجربہ حاصل کیا ہے اور ڈائرکٹری تیار کی ہے۔ اُسکو اکٹھا کر کے مدد لو۔ اور ایک مکمل ڈائرکٹری بناؤ

جس میں سب ہو۔ اور عمدہ عمدہ باتیں اضافہ کرو۔ جیسے اگر محکمہ اصطفا یعنی میونسپلٹی
خراب ہو تو پہلے آلِ عمران والصفاء پر مقدمہ دائر کیا جائے یعنی میونسپلٹی اور اسکے
کارکنوں پر۔ اسی طرح جس محکمے کے متعلق جو بات ہو۔ جرم ثابت ہونے پر جرم
کی اہمیت کے لحاظ سے جرمانہ و چابک زنی و قید ایک ایک ہوں خواہ تینوں
ہوں۔ مگر حاکمِ وقت کو ماحول مواقع کی رعایت کا ہمیشہ اختیار ہے لیکن تاہم
نہ چنداں نرمی ہو نہ چنداں سختی ؎

من فقط گفتم کہ کلُوا و اشْربُوا
کے چناں گفتم کہ کلُوا تا گلُو

اس لئے ہر کام میں موقع و محل دیکھو۔ اسکی بار بار تکرار کر رہے ہیں۔ دنیا ٹھیک
ٹھاک ہوکر جنت بنجائے۔ کہ اس انتظام کو دیکھ کر لوگ بول اٹھیں کہ سبحان اللہ
وبحمدہ ولا عینٌ رأت(۱) ولا اذنٌ سمعت ولا خطر علےٰ قلب البشر من قبل۔ اگرچہ یہ
بہت مشکل ہے کیونکہ نظم و عدم نظم۔ فناء و بقاء۔ حق و باطل کی پہچان کے لئے متضاد
بات کا ہونا قدرتی بات ہے۔ اور اسکا علاج بھی قدرتی ہے جو علاج ہمیشہ
فانی کو نیست کیا کرتا ہے۔ کس لئے کہ عارضی فانی کا وجود تھوڑی دیر کے لئے ہے
اور باقی کا ہمیشہ کے لئے۔ اگرچہ وہ باقی خود اپنے حق میں دوامی متضاد ہو کر
ظاہر ہو۔ پس تعریف کی بات یہ ہے کہ سب کو حسب خواہ مفید بناتے رہنا۔

---

(۱) نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا۔ نہ کبھی ایسا دل میں خیال آیا۔

عین کامیابی ہے ؎

پائے ما لنگ است و منزل بس دراز
دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل ؛

کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھٹاؤ۔ بڑھاؤ۔ مخالفت۔ بین بین۔ پھر موافقت و اتحاد سب کا نظام و دور۔ عین رکنِ سلطنت ہے۔ درہمی و برہمی و بدنظمی کا نام دین و مذہب و سلطنت نہیں۔ پس جہاں پر زیادتی کی ضرورت ہے وہاں پر زیادتی جہاں پر کمی کی ضرورت ہے وہاں پر کمی۔ جہاں پر اعتدال کی حاجت ہے وہاں پر اعتدال۔ جہاں پر ضروری و غیر ضروری کی شان ظاہر کرنی ہو تو خال کی طرح استعمال ہو کہ خال ہے تو حسن بڑھ گیا۔ نہیں ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسی صورت میں اگر کہیں چوری ہو۔ یا اور کوئی ضرر رساں واقعہ ہو تو پہلے پولس پر مقدمہ دائر ہو۔ کہ کیوں اُس نے غفلت کی۔ کس وقت سے کسکا پہرا تھا۔ پہرا بدلتے وقت سب چیز کی دیکھ بھال شمار و تعداد کے ساتھ کر لی گئی تھی یا نہیں؟ حاضری بہی سے دستخط وغیرہ کا ثبوت لینا چاہیے؟ اور طابق النعل بالنعل[1] تحقیقات جاری ہو۔ اگر پہرے والا اصلی چور کو بھی پیش کرے تاہم اُسکی جان بخشی نہ ہو کچھ نہ کچھ غفلت کی سزا ضرور کرنی چاہیے پہرے والا مصنوعی مشہر شئے[2] استعمال کرے۔ اگر پولس مصنوعی چور پیش کرے تو اور اُسکی سزا ہو۔ کیونکہ پولس کا کام جان و مال۔ عزت و آبرو وغیرہ کی نگہداشت

(۱) قدم بقدم و نقشہ قدم پر (۲) عارضی جگانے والی دوا

ہے۔ نہ ظلم و فریب و خود غرضی و بدنیتی و دشمنی وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ ٹھیک مقدمے پر گورنمنٹ خود مقدمہ چلائے۔ انسان میں کسقدر گن اور اچھپن یا خواص و خصائل ہوتے ہیں۔ ردیف وار لکھ کر۔ ایک کمیٹی اُسکی مخالفت میں۔ دوسری موافقت میں ضرب المثل و دلیل منطقی۔ صحیح معنی میں وبکمال ثابت کرے۔ تیسری کمیٹی اُسکو تصادق کرے۔ چوتھی کمیٹی اسکو پایۂ ثبوت تک پہونچائے پھر عمل میں لاکر زیر امتحان ہو۔ (۱۴۲) اسکے بعد اجرا ہو۔ ہر بات میں یا جہاں جہاں موقع ہو بسبیل اخبار پبلک (خلایق) سے رائے لیجائے۔ اسکی تاکید ہم اوپر کر چکے ہیں۔ لیکن اگر موقع نہ ہو تو رائے نہ لیجائے اور اسی سلسلے پر چھان بین کرتے ہوئے ترقی دیتے جاؤ۔ حتےٰ کہ خدا کے بارے میں بھی بے تکلف بحث کرو۔ اپنے اپنے خیالات ظاہر کرو ایک دم آزادی ہو کہ اصلی بات ظاہر ہوتا کہ ترقی ہو۔ اگرچہ خدا کے بارے میں یا کسی کے بارے میں خیالی تحقیقات کا جادو جو طفلی و جوانی و پیری کی طرح نشو و نما پاتا ہوا قایم ہوتا گیا ہے اور اسکے وہمی و یقینی منازل بنتے گئے ہیں۔ اب اگر پھر ایک دیگر طبقہ محققین سے جو اس جادہ اور منازل سے عادت کر کے گذرتا جائے گا تو اسکے بھی تحقیقاتی خیالات میں موجود فطرت کے مطابق اصلی طور پر وہی سب باتیں آتی جائیں گی۔ جو متقدمین کے دل و دماغ میں آتی گئی تھیں۔ یہی وحی آسمانی ہے فقط۔ امتداد زمانہ و متعدد انقلابات کے تعدد و حرکت و دفعات حرارت و نوبت بہ نوبت ذرایعہ اسباب مسلسل و گوناگوں

کے سبب سے اُسکے داخل فی الذہن ہونے میں کچھہ اور اسباب کے طریقے مختلف ہو جائیں تو ہو جائیں مگر حقیقی اصلیت اُس شئے کی وہی ہو گی جسکے آگے پرانی یا بالآخر دماغی کھاد بنتی رہتی ہیں کہ عمدہ خیالات کی پیداوار ہو۔ اُسیکے مطابق اُن کی سمجھہ بھی ہو گی۔ پس ایک ہی قسم کا توارد[1] ہونا ناحق بات ہونے کو یقینی ثابت کرتا ہے۔ چاہے توارد ماضی ہو یا توارد حال ہو یا توارد استقبال ہو۔ قانی جو ہے سو باطل ہو گا۔ ورنہ حق۔ مگر یہہ البتہ کہ ؎

گفتن آئین۔ ہوشیاری نیست

لیک دانستن۔ اختیاری نیست

شرح وبسط

حالا شرح وبسط اینکہ۔ اگرچہ نقصانئ دماغ سے بے اختیاری فعل دانستن و نادانستن عمل میں آئے جو نامفید ہونے کے سبب سے نقصانی دماغ ہونے پر دلالت کرتا ہو کچھہ ہو۔ مگر بے اختیاری ضرور ہے۔ پس علم ظاہری کی رو سے جو باتیں خدا کے بارے میں متواتر[2] ہوتی چلی آرہی ہیں پھر وہی ظاہر ہونگی کہ وہ ایک ناممکن الفہم خود رو زبردست۔ یا اختیار قوا کے قادرہ ہے۔ یعنی خالی اختیار محض ہے کہ ہرچہ خواہد کند و ہرچہ خدا خواست ہماں می شود۔ چنانچہ جان ہوتی ہے۔ مگر عقل و اختیار نہیں ہوتے

---

(۱) ایک بات کا لڑجانا (۲) میل جول کھاتی ہوئی یا لگ بھگ۔

اس لئے خالص خدا ہی روح ہے۔ حتےٰ کہ خود دیکھ رہے ہو۔ جو عالم تنزیہات ہیں ہونے نہ ہونے سے بھی بری ہے۔ جیسے روح کی حالت ہے۔ جس کی تشبیہاً طاقت کا ظہور ہر ایک جگہہ سے قانونا رنگا رنگ ظاہر ہو رہا ہے۔ بلکہ ظہور بھی عین قانون ہی ہے (جیسے حالتِ خواب بھی ہیں روح و جسم و اشیاء بلا وجود کے موجود ہیں کہ گویا

خیالِ اللہ ہیں۔ عالم ہے قایم
کہ جیسے واقعاتِ خوابِ نایم

وہ نامشہود و یا مشہود کب ہے ⁂ نہ اب ہے۔ یا نہ تب ہے۔ یا نہ سب ہے)

یہہ مجسمِ قانونِ فطرت اُس ہی سے نکلا۔ اور خدا خود اُس ہی سے نکلا۔ اور ایسا کرنے اور کرانے پر وہ قادر ہے۔ اور اُس سے بھی بری ہے۔ بلکہ ایک ہونے سے بھی بری ہے۔ اور عناصر و مآثر۔ مکان و زمان۔ موت و حیات۔ اطراف و اکناف۔ خوشی و ناخوشی کی طرح ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے۔ یا حاضر و غائب ہے کہ

ظاہر میں کہیں رہتے ہیں۔ باطن میں کہیں ہیں
یہہ وصف اُنھیں میں ہیں ہر کہیں ہیں اور نہیں ہیں

سب شان نمایاں ہو۔ مگر آپ ہیں اوجھل ⁂ اللہ میاں میرے چیناں اور چنیں ہیں

اور فرمودہ ہذا اس طرح پر براہ راست ظہورِ طاقت ہو۔ جس طرح اگر یہہ کہا جائے

کہ دیکھو آسمان و زمین ایک ہو جائے تو ہو جائے مگر تم لوگ ہمیشہ حسبِ قانونِ

فطرت مقید طریقے پر اجتہاد کے ساتھہ ہمرکابِ زمانہ ہوتے رہنا۔ یہہ پہلا

فطری قانون کا دفعہ ہے۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ زمانہ چونکہ چکری ہے اس لئے جو رائے ایک وقت مناسب تھی دوسرے وقت نہیں ہوتی۔ اسواسطے فطرت یا سب چیز بدلتی رہتی ہے۔ قانونِ مصنوعی بھی بدلتا رہتا ہے۔ یہہ بھی فطری قانون ہے۔ جو لوگ اس قانون کے خلاف ہوں تو سمجھ لو کہ اُن کا وقت پورا ہو گیا۔ اُن کے لئے سب باتیں ختم ہو گئیں۔ اُن کے سردار کی نبوت آب سرداری ختم ہو گئی۔ فعالیت نامیہ قدرت کو منسوخ کر دیا۔ وہ اب بہایم و غنایم و حشرات الارض۔ کنکر او پتھر۔ غلاظت و کثافت۔ جمود وغیرہا کی طرح رہیں گے۔ یا قطعی نیست ہو جانے والے ہیں + تو اس دفعہ کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ خاص خدائی و ربوبیت کی طاقت کا ظہور خاص کسی بشر کے ذریعہ سے کسی وقت ہونا کیونکر قبول کیا جا سکے گا؟ تو فوراً اسی دفعہ کی رو سے جواب بہی ہو سکے گا کہ جیسے ہر ایک قسم کی طاقت کا ظہور ایک ایک قسم کی شئے سے ہو رہا ہے (اور شئے خود ہی ایک ظہور ہے) یہہ بھی ہو رہا ہے یا ہوا ہے۔ دوسرے جب مفید طریقے پر اجتہاد کے ساتھ ہم رنگ زمانہ ہونا ضروری ہے کہ انتہائی روشنی کو اندھیرا کہنا یا اُسکو اور روشن کرنے کا بیکار خیال کرنا تاریکی کی نشانی ہے۔ نقطہ دار حروف کا نقطہ غصب کر کے غیر نقطہ دار کو دینا کر معنی بدلجائے حق تلفی و گمراہی ہے تو انصافاً غیر مجسم مخلوق کے لئے غیر مجسم خدا چاہئے۔ مجسم مخلوق کے لئے مجسم۔ کہ اُسکے ہم رنگ ہو کر براہ راست خداوندی کا کام کرے۔ کیونکہ غیر مجسم خدا سے اور اُسکے قہر اور نزولِ بلیات سے تو مجسم خلائق ڈرتی نہیں

چاہے کتناہی کچھ کھڑکا۔ بجلی۔ آندہی۔ اولے۔ سیلاب۔ طوفان۔ تشنگی۔ کال
بھونچال۔ بیماری و بلیات گوناگوں نازل کرے خلائق نہیں ڈرسکتی تاوقتیکہ اسرار
مقتدر و مختار کوئی مجسم تمہارا نہ ہو۔ اور حکم قاہرہ جاری نہ کرے کہ مجرم کی ابھی کی ابھی کھال
کھینچ لو۔ پھر اسیوقت لوگ رک جاتے ہیں۔ اور رک جائیں گے۔ اور اسی طرح اسکا
جانشین ہوتا جائے۔ اسلئے مجسم کی ضرورت ہے۔ پھر جو ظاہراً برائی سے چھڑاکر بھلائی
تک پہونچا سکے گا تو وہی مخلصی بھی دلائے گا۔ لہذا مقدماً اسکو وہی کرکے تسلیم کرنا ہے
اسکی ذات یا خودی و خدائی دونوں اسی (خدا) کی مخلوق ہے۔ تو تم مجسم ہو اسلئے
تمہارے ہمرنگ ہونا ضروری ہے۔ یہہ بھی خلق اور تخلیق کی ایک شان ہے
(جب تم خواب کی حالت میں غیر مجسم ہونے کے نمونہ ہو تو ہم اور غیر بھی بے جسم اور
بے جان تم سے خواب میں ملتے ہیں) اگر مجسم نسبت موجودہ کے وسیلے سے غیر مجسم
نسبت غیبیہ سے منسوب کراکے خود سے چھوڑادے۔ مگر یہہ البتہ کہ وہ فوق البشر جیسے
جامہ میں ہو کہ جہلا و حمقا سے اسکو یہہ کہنے کا موقع ملے کہ باطن میں ہماری ہستی
کچھ بھی ہو سہی مگر ظاہر میں تو تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تمہارے ہمرنگ ہیں یعنی
دانا بشر یا متکلم، تمہارے ہی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ بال بچوں کو بال بچوں
کی طرح پیار کرتے ہیں۔ اصحاب کو اصحاب کی طرح نہ کہ بے سود و بے دریغ
بال بچوں کو کاٹ دیں۔ یا کٹوادیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مگر جس طرح خوبصورت و
بدصورت۔ عالم جاہل۔ عاقل احمق۔ شاہ و گدا۔ تندرست و ناتندرست۔ ٹھگ

اور شکر میں فرق ہوتا ہے دخون ہی گھی۔ چربی۔ دونوں ہے مگر دونوں میں فرق ہے؟ اسی طرح کچھ فرق ہوگا کہ جتنے بھر لوگ تارنے والے ہیں وہ تار جائیں کہ پانی سب کو ڈبو کر یکساں کر دے سکتا ہے مگر اندر نشیب و فراز ضرور ہے۔ اسی طرح تاریکی سب کو یکساں کر کے ہمہ اوست کہلانا چاہتی ہے مگر در حقیقت نہیں ہے۔ روشنی تفریق کر دیتی ہے بہمیں طور وطریقہ تمام عالم خاکستر ہو جانیکے بعد ایک تو وہ خاک ہو جائے گا۔ مگر وہی ایک تو وہ خاک ہزار ہا رنگ وشکل وخواص میں ہے کہ ہمہ از وست۔ ہمہ بہ اوست۔ اور ہمہ اوست ہو کر ہوا میں غبار۔ دھواں۔ اور بخار ہو کر اُڑ جانے کے بعد بری البری ہو جاتا ہے۔ کہاں جاتا ہے؟ جانے والے کو معلوم۔ رنگ و بو ہو کر اصل میں سما کے عدم بنجاتا ہے دیکھو اکثرت کی کثرت ہے۔ قلت کی قلت۔ ہست کا ہست ہے نیست کا نیست شئے کا شئے۔ بلا شئے کا بلا شئے ہے۔ پھر اس سے بھی پرے۔ ہے کہ جب یہ تمیز کیسی وکثرت۔ قلت وبسط کی شکل میں آنے لگتی ہے تو پراگندگی دترکیب سے رہا ہو کر ترتیب کی شکل میں آنا شروع کرتی ہے۔ یہاں تک کہ تثلیث کی شکل قبول کر لیتی ہے (یعنی نوکیلی۔ جیسے دل۔ دماغ۔ تو وہ اشیاء۔ ستاروں کی رفتار کا نشان انتشار۔ گرد باد۔ شعلہ وغیرہ + مگر مختلف الفصل والنوع ہونیکے سبب سے ہیں مختلف رنگ وشکل وخواص۔ مادہ۔ ہیولے روح۔ پائیجانے لگتے ہیں لیکن یہ تینوں ملکر ایک صورت میں ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک وحدت میں۔ کیفیت[1] کمیت۔ واصلیت کی

[1] کیفیت ڈگری پرنسپل

تثلیث کا ہونا ضرور پایا جاتا ہے۔ پھر ان میں مکاں و زماں و سریان کی تثلیث
کا ہونا بھی یقینی ہے۔ بغیر ان تینوں کے ملے ہوئے یکتائی کی صورت
بشکلِ عالم ظاہر نہیں ہو سکتی ہے جسکو ازروئے علم تشابہت۔ تثلیث فی التوحید
اور توحید فی التثلیث کہیں گے۔ جسکی تھوڑی سی بحث اوپر آ چکی ہے۔ چنانچہ ان
تینوں چیزوں کا غلولہ۔ یا کرہ۔ یا یوں کہو کہ عالم کا کرہ۔ خود کسی مکان میں نہیں
بالکل لامکان میں چکر لگا رہا ہے۔ حتیٰ کہ مکان و لامکان خود کسی مکان میں
نہیں ہیں۔ (جیسے قطبِ شمالی کے پاس کچھ سمت نہیں۔) اور زمان خود کسی
زمان میں نہیں۔ اور سریان یا اثر خود کسی سریان میں نہیں جب یہ یہاں سے
غایب ہو جائے تو ویسا ہی بن جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ہوست کے پہلے تھا۔
جیسے کثیف سے لطیف۔ خموشی سے گویائی۔ نیند سے بیداری۔ ظلمات
سے نور و راحت جیسے نیند کی حالت میں ہوتی ہے۔ کوئلے سے ہیرا۔
خالق سے مخلوق۔ وغیرہ وغیرہ۔ یا جسطرح ایک بوند پانی میں خود سمندر کا
خاندان چھپا رہتا ہے۔ اور ایک تخم میں درخت کا درخت۔ باغ کا باغ + تو
انتہائی ترقی پانے والے لوگ۔ یا مخلوق یا خلقت عالم پھر جسمانیت میں جا کے
بعد اپنی ترقی کی حالت معلوم کر سکے گی۔ یہی اسکا اصول ہے۔ مگر سب کو
آدمی بنکر قولی و فعلی نبوت کے ساتھ عین اللہ سے منسوب ہو کر آگے جانا ہے
بغیر اسکے ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ جسکا ایک ادنیٰ نمونہ صحیح و اعلیٰ درجہ کا خواب لذیذ

ہے کہ ع مکن بیدار زین خوابم کہ ہستم کا مضمون پورا ہوتا ہے

انا اینکہ - اس خواب کو فنا ہے - اور اس بے خواب و خیال ہستی کو بقائے لذیذہ
اس میں اضطرار ہے اس میں اختیار - اس رتبہ اختیاری کو پہونچنے کے لئے روح
کو تنبیہ ہونے کے واسطے بہت سے جنم کے اندر چکر کھانا پڑتا ہے - اس جنم کے
لفظ کو معرب کرکے جہنم کہتے ہیں (جیسے ادھم کا لفظ الادھم کہا گیا - پھر الوہم
ہوگیا - پھر لفظ اللہم ہوگیا - اب زور دیکر اللّٰہم کہا جاتا ہے) تو نئی جنم کا ہونا بہت قرین
عقل ہے - جسنے ایکبار پیدا کیا وہ کروڑہا بار پیدا کرسکتا ہے - وہ ممکن آفرین و محال آفرین و ہمہ آفرین سب ہے

چیست ست غیرت ہو - غیرت ہے غیبت

کرم کن کے بس یہی معنی ہیں ہو چکا ہو گیا

اور یہہ بات کچھ عقلی نہیں کیونکہ یہہ چکر خیر و شر کا باعث ہوتا ہے جسکو جزاء و سزا
کہتے ہیں - جیسے انسان کا چھوت سعدی مرض کو جسنے چھوا (1) اسکو وہ مرض ہوگیا -
یہہ نہیں ہوسکتا کہ چھوا اُسنے یہاں اور بدلہ ملے دوسرے عالم میں - یہہ بالکل غلط
ہے - جسکی یہاں عملداری ہے اسکی وہاں عملداری ہے - قانونِ مواخذہ اسکو
جہاں کا تہاں گرفتار کرلیتا ہے - اور دیگر اقسام کے جرم سرزد ہونے پر خداوند
یا بادشاہ یا اسکی گورنمنٹ گرفتار کرلیتی ہے - یا اوتار پکڑتا ہے - ورنہ خدا کے
نزدیک سب نابالغ بچے ہیں - بالغ ہی کب ہوئے ہیں کہ اُن سے پرسش ہو
صرف خدا ہی اپنے آپ بالغ ہے اور کوئی نہیں (بلغ العلے بکمالہ) اس کے

(1) اسپر غور کرو -

علاوہ گیا دنیاوی مصیبت کچھ تھوڑی ہے کہ پھر وہاں پرسش ہوگی؟ کثیف تو وہاں جا ہی نہیں سکتا۔ کہ اُس سے پرسش ہو۔ اور پہونچنے والے سے پرسش نہیں۔ کیونکہ جنت میں رہنے والا ایکا نام آدمی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ فرشتہ نام ہوتا ہے۔ زمین پر رہنے والے اشرف المخلوقات کو آدمی کہتے ہیں۔ مگر خدائے مجسم یعنی خداوند جسکا ذکر اوپر آیا (ہادی برحق) وہ اُسکو بالغ سمجھ کر مجرم ٹھہراتا ہے۔ اور مجرم سزایاب ہوتا ہے۔ پھر بھی اوتار مذکور مہلت دیدیتا ہے۔ کہ اُس پر ایمان لاؤ اُس کو اوتار مان کر اُسکے احکام کی تعمیل کرو۔ تو چھوٹ جاؤ ہمیشہ آرام میں رہو۔ یہی موجودہ مومن کی پہچان ہے۔ تو وہ جو مومن ہوتے ہیں اُسکے ہوجاتے ہیں۔ اور غیر مومنین اپنے گذشتہ اعمال کے تاثیرات کی بازگشت سے مجبور ہوکر پامال ہوجاتے ہیں۔ یہی بئس القرار ہے ورنہ نعم القرار۔ وقت سے پہلے کسی عذاب ایذا رساں میں گرفتار ہونا۔ سزا پانے کی نشانی ہے۔ اسکا نتیجہ اعلیٰ ہے اور سب کام وقت پر ہوتا ہے۔ وقت ہی پر دعا و دوا بھی عمل کرتی ہے۔ ورنہ جب وقت گذر جاتا ہے تو یہہ نیچر کی نافرمانی کرکے عمل نہیں کرسکتے۔ جیسے بہت ہی بڈھے پر ورزش اپنا پورا پورا عمل نہیں کرسکتی۔ یا مرنے کے لئے جن کا وقت پورا ہوگیا تو دوا عمل نہیں کرتی نہ کرائی جاتی ہے۔ قوت عاملہ سلب ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اگر پیٹ چیر کر دیکھا جائے تو ثابت ہوجائے گا۔ کہ دوا یوں ہی رکھی ہوئی ہے۔ پس عارضی باتوں کو دوا و دعا ٹال سکتی ہے۔ غیر عارضی

کو نہیں۔ اس جگہہ ثابت ہوا کہ جہان بھر میں سب چیزوں کے لئے تین باتیں ہیں
وہ یہہ کہ ہونا۔ نہ ہونا۔ اور ہونے نہ ہونے کے درمیان صورتِ قیامیہ میں آثار
وخواص افعال کا ظاہر کرنا۔ یہی بات انسانی دائرے کے لئے بھی ہے جسکو۔ مرنا
جینا۔ بیچ میں عمل کرنا کہا جائے گا۔ ابتداء و انتہا جو ہے سو نیستی ہستی ہے۔ اور بس
تو چونکہ ہر چیز میں افسر ہونے کا بھی قانون ضرور ہے جیسا کہ برابر ہم کہتے آرہے ہیں
اسلئے ان تین افعال میں تین افسر ہیں۔ جنکو جلال۔ جمال۔ کمال کہیں گے۔ تو دنیا
میں قدم رہنے کے سبب سے دنیا مقدم ہے۔ یعنی تمدن اور قوانینِ تمدن کو ادا کرنا
عین دین ہو جایا کرتا ہے۔ اور چونکہ پہلے تمدن کی ضرورت ہے اسلئے مالی یا جلالی
افسر یا معجزہ مقدم ہے۔ جسکا استعمال آخر میں ہوتا ہے۔ اور آخر وہی ہے جسکے بعد
کچھ نہ ہو۔ اسکو کامیاب و رسا و غالب و مستثنےٰ کہیں گے۔ کیونکہ دودھ پھٹا اور
کھویا بنا۔ پس کثرتِ خوبی یا شدتِ خرابی سے مستثنےٰ ہوا کرتا ہے۔ خوبی والا مستثنےٰ
جیّد و مستحسن کہا جاتا ہے۔ اور خرابی والا ردی و مستقبح۔ چاہے کوئی چیز ہو۔ آئین
ہو یا قانون ہو کچھ ہو۔ تو شاہی و خدائی اختیارات کو حق حاصل ہے کہ وہ ضرورت
کے وقت مستثنےٰ کر دینے کو عمل میں لائے کہ خوبی والوں کا اس لائن میں قدم
آگے بڑھے۔ اور خوبی دکھلائیں۔ اسلئے نظاماً مستثنےٰ کرنا بہت ٹھیک ہے
مگر کثرتِ استثناء سے عمومیت پیدا ہوتی ہے۔ اسوقت سب استثناء کا جوہر
نکالکر ایک ہی مستثنےٰ رکھنا پڑتا ہے۔ جیسے خدا تمام ہوا دے مختلف الاسماء و الشان

کی کثرت کو ایک کر دیا کرتا ہے۔ اور اسکے سنت کو روح اللہ کھدیا کرتا ہے تاکہ
احترام استثنائی یا مال و بے قدر نہ ہو۔ جیسی وہ خود کو چنین و چنان کھا کرتے ہیں۔ پس
آخری نسبت ازلی مستثنٰی ہے جیسا کہ کھا جاتا ہے کہ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب
بینھم الا بعین اللہ تعالیٰ۔ یعنی نئے دورہ و انتظام میں جب منادی ہوگی تو سب
انساب و نسبت نیست ہو جائیں گے۔ صرف خدا سے نسبت رہے گی) اب وہیں
نقطۂ استثنا پر ٹھہرنا پڑے یا وہاں سے لوٹنا پڑے۔ تو لبریزی اور بار کے مارے
لوٹتے وقت کشمکش کا ہونا ضروری ہے۔ یہی کشمکش بنائے جنگ ہے۔ جس کو
چون تنگ آید بجنگ آید بولتے ہیں جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مگر تشریح وار بطور جملہ
معترضہ یہہ ہے۔

جملہ معترضہ

عظمت جنگ مع جلائی و فوجی و جنگی اسپیچ

کھا جاتا ہے کہ۔ واقعی بعض موقع پر جنگ ہی موجب دولت و نعمت۔ خیر و برکت
ترقی و اقبال ہے۔ اگرچہ جنگی نعمت ایک نعمت مکروہ ہے۔ یا شاقہ ہے۔ خواہ گرانبار
ہے۔ مگر چار و ناچار کیا کیا جائے۔ مجبوری آن پڑتی ہے۔ تو یہہ بھی ظاہر ہے کہ
نعمت تو اسی طرح پوشیدہ رہتی ہی ہے۔ لہذا جنگ کی عظمت و اہمیت بیان

کرنے کے لئے ضرور ہوا کہ انسان کی منطقی تعریف یہ ظاہر کیجائے کہ الانسان محارب
یعنی انسان وہی ہے جو جنگ جو ہو۔ ورنہ جسنے ٹھیک غصہ کرنے کے وقت
خاموشی اختیار کی تو وہ بے دہوئیں کی آگ ہے۔ جیسے بجلی کا تار۔ وہ ضرور دہوکا
دے گا۔ پانی بھی ڈبونا چاہے تو گھونسا مکا مارو کہ پار اترو۔ پس جسنے جنگ کو
راہ دی وہ کامیاب ہوگیا۔ صاحب اقبال ہوا۔ صلح وسداد قایم ہوا۔ من دان(۱)
الی فوق عالی اسکا نام روشن ہوا۔ چنانچہ اسی جنگ کے فریضے کو ثابت کرنیکے
لئے مبالغۃ ومصلحۃ وسیاسۃ رحمان وشیطان کی جنگ فرضی طور پر فوجی غرض
کے لئے تصنیف کی گئی۔ اور انسان کی پیدایش کے اسباب اسی جنگ کی بنا
قرار دئے گئے۔ تاکہ عند الضرورت لوگ جنگ سے نہ گھبرائیں۔ بلکہ جنگی وجہادی
اسپیچ سے زور پہونچایا جائے کہ ع سپاہ تشنہ دل۔ نباشد عزیز۔ اسواسطے
یہہ سمجھنا چاہئے کہ الانسان میت یعنی انسان وہ ہے جو بدرجۂ الاخری میت ہو اگر
چنانچہ ستاروں میں بھی جنگ ہوتی رہتی ہے۔ جس کا اثر زمین پر پڑتا رہتا ہے۔
بادل میں جنگ ہوتی ہے۔ جس سے کڑکا۔ اور بجلی پیدا ہوتے ہیں۔ چوطرفہ ہوا
میں جنگ ہوتی ہے جس سے آندہی اور طوفان پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہوا کو صاف
وشفاف کردیتے ہیں۔ امواج دریا میں جنگ ہوتی ہے جس سے پانی میں آگ
نکل پڑتی ہے اور مونگا پیدا ہوجاتا ہے۔ زمین کی مخالف کشتوں میں جنگ ہوتی

(۱) زمین سے لیکر آسمان تک۔

ہے کہ زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کوہِ آتش فشاں بنجاتا ہے۔ لعل و یاقوت پیدا ہو جاتے ہیں۔ درختوں کی بایکدگر شاخوں میں رگڑ یا جنگ ہوتی ہے جس سے جنگلوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ اور جنگل کی ہوا صاف ہو جاتی ہے۔ نباتات عمدہ سے عمدہ اوگنے لگتے ہیں۔ زہریلے کیڑے مکوڑے مرجاتے ہیں۔ مقناطیس اور لوہے میں جنگ ہوتی ہے کہ لوہے میں کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام کیڑے مکوڑے اور جانوروں میں اپنے اپنے حقوق کے لئے جنگ ہوتی رہتی ہے کہ آخر میں دوسرے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ تحریر و قلم میں جنگ ہوتی ہے جسکا نتیجہ طومار کا طومار ہے۔ حال و قال میں جنگ ہوتی ہے جسکا نتیجہ ہدایت ہے۔ آنکھیں بھی لڑتی ہیں۔ تمام عالم میں کشاکشی کی جنگ برپا ہے۔ گویا جنگ کے معنی اور مفہوم کے اندر زندگانی زیر و زبر بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ تمام نرینہ و مادینہ کی مزیدار جنگ کا ثمرہ جو ہے سو اُن کا بچہ ہے۔ پھر دیکھو کہ حمل کے اندر بھی نسلی کرم میں جنگ ہوتی ہے جس سے ماں کا جی نیڈھال ہونے لگتا ہے تو جو کیڑا یا علق[1] غالب آتا ہے وہی بچہ بنتا ہے۔ کیونکہ غالب کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اور اب وہ کیڑا نہیں رہا بلکہ اولاد ہے متضاد عناصر و تاثر کے جنگ کا نتیجہ پیداوارِ گوناگوں ہے۔ فنا اور بقاء کے تصادم و جنگ سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔

غرض کہ جنگ بھی ایک ازلی فریضہ ہے کہ اس خونی احداث و تکوین کے بعد۔

---

(۱) خلق الانسان من علق۔ (۱)

ترقی رنگارنگ کی تدوین ہو۔ پس جو کوئی یا چیز خوبی وصفات قوی ہیں یا کمزور ہو اُس پر قدرتاً فرض ہے کہ نیست ہو۔ اور قالب بدلکر اچھی بنجائے۔ جو باقی رہجائے وہ ڈہل ڈہلاکر صاف صوف ہوجائے۔ پس قربانی یا جنگ وہ نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ اچھی وشجاعت افزا۔ انمول۔ دریتیم اور انمٹ نام آوری ہے کہ بے سوچے سمجھے فوراً استعمال میں لانا چاہئے۔ یہہ فیصلہ کن امتحان ہے۔ اس کا یہی اصول ہے

اگرچہ سہ

بے اصولی بھی۔ ایک اصول تو ہے

پر نتیجہ جو ہے۔ سو ہمل ہے ؎

چنانچہ جنگ و اصولِ جنگ ہی نے تمام انبیائے کرام وسلاطینِ عظام کے نامِ نامی فیض گرامی کو فی جمیعِ الامصارِ والنواحی کالقمرِ الطالع فی السماءِ المعالی سربلند کردیا اور ہر ایک کے مقلدین نے اُن کے فیوض و برکات۔ اعظام و افضال کے طول و عرض کو تفوق بالائے تفوق کرتے ہوئے تحت الثرا سے لیکر سرِ ثریا کے پرے تک پہونچایا۔ جسکی اصلیت

دو یک چمچہ آب است۔ ویک چمچہ دوغ سے زیادہ تر

نہیں ہے۔ لیکن شانِ جنگ آوری و فتح وظفر چونکہ ایسی ہی تھی اور ہے اس لئے یہہ وقتی مبالغہ کارآمد عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ ازروئے علمِ ظاہری ابراہیم کو نمرود سے جنگ کرنی پڑی۔ داؤد کو جالوت وطالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ موسیٰ کو

---

(۱) دنیا سے لیکے علیا تک چاند کی طرح۔

فرعون سے جنگ کرنی پڑی۔ محمدؐ کو کفارِ عرب سے جنگ کرنی پڑی۔ حسین کو یزید سے جنگ کرنی پڑی۔ حسینِ حال کو شیخ نجدی سے جنگ کرنی پڑی (اول بہ آخر نسبتے دارد۔ بس ختم شد۔ دورِ جدید آمد) رام چندر کو راون سے جنگ کرنی پڑی کرشنا کو پانڈو سے جنگ کرنی پڑی۔ بدھا کو کفارِ چین جماچین سے جنگ کرنی پڑی خدا کو شیطان سے جنگ کرنی پڑی۔ عیسٰے نے بھی کہا کہ وہ بھی صلح کے لئے نہیں آئے ہیں کیونکہ ؎

صلح می خواہی۔ بلا جنگ وجدال
لقمہ می خواہی۔ بلا رنج و ملال

یہہ نہیں ہوسکتا ہے تو مبارک ہیں وہ لوگ جو حقانی و جائز جنگِ اجتماعی میں مرکر مغفرت ونجات پانے میں سبقتِ دوشیزہ و پاکیزہ لے جاتے ہیں۔ اور خدا کے سامنے دولہا بنکے لال لال کپڑا پہنے ہوئے حاضر ہوجاتے ہیں جسکو ایک لفظ میں شہید ہونا کہتے ہیں یعنی حاضرِ حضورِ جنابِ حضرتِ رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہ۔ اور اگر خون کا دریا بہا کر جیتے رہجاتے ہیں تو صحیح معنی میں غازی و پادشاہِ عادل و حاکمِ وقت بنتے ہیں۔ زندہ شہید بنے رہتے ہیں کہ ہمہ آن موردِ الطافِ الٰہیہ فی الدنیا نظر آتے ہیں۔ فھم من الغالبین[1] فوق اللذین کفروا کے مصداق سمجھے جاتے ہیں۔ اور آپس میں بینھم[2] مودت والرحمہ کی۔ اور عند[3] الامن فی کل حال

(۱) کفار وجود پر غالب رہنے والے لوگ (۲) آپس میں بکمالِ خوبی وحسنات نہایت ہمدرد وشفیق
(۳) بہر حال مودب۔

مع الآداب رہنے کی جیتی جاگتی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ اے سبحان اللہ
پس حق جو ہے وہی غالب ہو کے رہتا ہے اور غلبہ ہی حق کو ثابت کر کے رہتا ہے
غلبہ ہی موجب ترقی ہے۔ یہی حق و باطل کی پہچان ہے۔ لہذا جس کا غلبہ اسکا حق
پس اعتمادِ ناجائز و غفلت و پہلوتہی اور بے محل راست بازی کے استعمال کی بھی سزا
ہے۔ کے باشد۔ اسکی شناخت غالب حق کی ہیبت و رعب کا حدِ اعتدال سے
متجاوز ہو کر بصدق و صفا برپا ہونا ہے کہ ؎

از ہیبتِ شاہِ جہاں۔ لرزد زمین و آسماں
انگشتِ حیرت در دہاں نیمہ درون نیمہ بروں

کا مضمون ہو۔ پس غالب کے مقتولین کا مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اُن کی شہادت سے
اُن کے لئے تمام فریضہ و احکام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جملہ فریضے اُن کے لئے
منسوخیت کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ علاوہ اسکے اُن کی روحانی
برکت کا اثر اُن کے ساتھیوں پر نسلً بعد نسلٍ پڑتا ہے۔ اور ترقی کی صورت میں
ظاہر ہوتا ہے۔ اور آخر میں کامیاب + اور مغلوبین کی حالت خلاف ذالک +
کیونکہ وہ مجرمین سے ہوتے ہیں۔ جبھی اُن کے دلوں میں سخت تپاک و وحشت
بے اختیاری ہوتی ہے جس میں مطلق مصلحت و فوائد نہیں۔ یہہ سب قدرتی عدالت
سے خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ؎

ما بہ آں منزلِ عالی نتوانیم رسید ہاں مگر لطفِ خداوند نہد گامے چند

تو مستحق کے لئے رحمت کا قدم گامزن ہونے لگتا ہے۔ پس جب تک لوگ جنگِ
بلکی سے جی چرائیں۔ مرنے سے ڈریں کہ باطن میں بھی وہ فی الحقیقت مرجاتے
ہیں اور وہ مرے ہوئے ہیں تو سمجھ لینا چاہئے اور یہی فیصلہ کرنا چاہئے کہ یہ
مرنے سے ڈرے۔ اب ضرور مارے جائیں گے۔ سواری سے ڈرے اب
ضرور گر ینگے۔ تیرنے سے ڈرے اب ضرور ڈوبیں گے۔ خاص مقام پر پاس کرنیسے
ڈرے اب ضرور فیل کرینگے۔ کیونکہ یہہ عند اللہ مجرم ہیں۔ اُن پر ادبار ہے اقبال
کا وقت نہیں آیا ہے۔ یا بالکل نیست ہوجانے والے ہیں۔ اقبال جو ہے سوادبار
کی لشکر سے اُن کو خاک سیاہ کرچھوڑے گا۔ جبھی نا اتفاقی ہے اور اسی نا اتفاقی
پر اتفاق ہے۔ نا اتفاقی ایک مجذومہ جفت ہے جس سے کوڑھی بچے پیدا ہوتے
ہیں۔ اور جب بلا التفریق ہر ایک متنفس میں کسی قوم کے جنگ کا سماں بندھ جائے
اور وہ دلیلیں پیش کرے کہ جگہہ جو ہے سو ہمہ جگہہ ہے۔ یا کسی جگہہ کے جگہہ نہیں ہے
بلکہ خود جگہہ ہے۔ اسی طرح وقت جو ہے سو وقت بے وقت ہر وقت موجود ہے
اسی طرح اثر جو ہے سو اثر یا بے اثری ہونے کے اثر کے ساتھ بھی ہر وقت موثر
ہے۔ اسی تثلیث پر توحید کے آغوش میں ہر جگہہ موت ہے جو حیات کا ضد ہے
اسلئے حیات بھی ہر جگہہ ہے۔ گویا موت میں حیات ہے اور حیات میں موت ہے
جیسے نیند کے اندر بیداری اور بیداری کے اندر نیند جس میں سخت آرام ہے۔
دتکلیف جو ہے سو جدا شئے ہے۔ موت آتے ہی اُس میں دوسری قسم کی حیات

سرایت کرنے لگتی ہے۔ پھر اسکے پیچھے بھی موت لگی رہتی ہے۔ پس ضرورت کے
وقت موت سے نہیں ڈرنا چاہئے تاکہ دل کو چین ملے۔ موت قدرتی طور پر ایک
ضروری چیز ہے۔ اگر موت غیر ضروری سمجھی جائے تو حیات کو بھی غیر ضروری سمجھنا چاہیے
ان سب کی بحث کسی قدر اوپر آچکی ہے۔ خیر حاصل اینکہ جب بدرجہ مجبوری جنگ کر نیوالی
قوم و اشخاص کو زید و بکر کوئی شخص جنگ کی برائی دکھلاتا ہے۔ یا کتنا ہی کچھ منطقیانہ
فلسفیانہ و حکیمانہ دلائل کے ساتھ جنگ کرنے کی مذمت سناتا ہے۔ یا مذمت سنائی جائے
تو کوئی کچھ نہیں سنتا ہے۔ تلوار کی جھنکار۔ اور توپ کی گرج کو خوش آیند باجا سمجھتا ہے
اور بادِ شمشیر کو تمغہ انسانیت نتاجہ گردانتا ہے۔ اور ایسا ہی چاہیئے کہ حصول کامیابی
کے لئے سب کو لغو و بیہودہ سمجھے۔ سوائے جنگ کے سب بات کو حرام سمجھے
جب تک کامیابی نہ ہو۔ بلکہ مذمت کرنے والے سے بگڑے اور اس کو دلی
یقین اور واقعی یقین ہو جائے کہ بس جو کچھ بھلائی ہے جنگ ہی کے اندر ہے
اور کسی چیز میں نہیں۔ کیونکہ سخت تنگ آگئے۔ مارا تو غازی اور مرے تو شہید
ہونے کے مفہوم و قانون پر ہم لوگ عمل کرنے کو تیار ہیں کہ تمام رگ و پے
اسکے بالاتفاق یہی فتویٰ دے رہے ہیں کہ میدان جنگ جو ہے سو زعفران کا
کھیت ہے جو ہمارے لئے نسلاً بعد نسلٍ مفرح و مضحک و روح افزا ہوا ہے
اور گوشت خوری و عقد ثانی و طلاق و جنگ چاروں باتیں سخت ہیں مگر موقع پر
نتیجہ اچھا ہے۔ ہر جگہہ موقع و محل کی ضرورت ہے) ہم کو اس میدان میں منصب

خیالات و متعصب دوا اور غذا کی ضرورت ہے کہ دشمنِ قوم و ملت کا خون پیکر چھوڑیں اور ضرور ایسا ہی کر چھوڑینگے۔ بے رحمی سے کشت و خون کو اور خون میں نہانے اور نہلانے کو فخر نسبت سمجھتے ہیں۔ خونِ دشمن کو شرابِ عناب جانتے ہیں۔ چھرے۔ گولی۔ برچھی۔ بھالے کو اس شراب کا گزک گردانتے ہیں جو عین عبادت ہے۔ تو ان کے اقبال کا وقت آگیا۔ اور ان کو یقین ہو جاتا ہے بشرطیکہ نیت اچھی ہو۔ اسلئے یہہ یقین بیش قیمت ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ ہر ایک قسم کے خیراً و شراً یقین کا ہے (چاہے کفر کا ہو یا عشقِ الٰہی کا ہو۔ خواہ کسی چیز کا یا جنگ کا) اور ویسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا جنگی گروہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز نہیں مریگی غالب ہو کے آئے گی۔ اگر مری تو دنیا کے لوگوں کے آگے مری۔ یا شہید ہوئی خدا کے آگے کبھی نہیں مرتی۔ اور نہ مرے گی۔ بلکہ اِس ذریعہ سے نقل مکان کرتی ہے۔ جسکو لوگ موت کہتے ہیں جو ایک تلخی نما شیریں پھل ہے۔ جیسے کسی جانور کو بھی اگر دماغی جنت کا سبز باغ دکھلایا جائے کہ موجودہ جسم کو چھوڑ تو اُس انتہائی آرام دہ مقام میں پہونچے گا تو وہ اسپر کبھی راضی نہ ہوگا۔ بِل میں رہنا پسند کرے گا۔ مگر موہومی عیش کو پسند نہیں کرے گا۔ یہہ قدرتی بات ہے۔ اسلئے قدرتی اصول کے مطابق زبردستی اسکو ہلاک کر کے جنتی جامہ پہنا کر سبز باغ دکھلانا پڑے گا پھر وہ بِل میں رہنا پسند نہیں کرے گا۔ لہذا قدرت کو زبردستی مارڈالنے کی ضرورت ہے کہ آگے کی زندگی ملے جبھی شاعرانہ نقطۂ خیال سے محض مبالغتہً یہہ کہنا پڑا کہ

خدا نے بھی نفسِ مسیح سابق کی شکل میں ہوکر براہِ مصلحت اس عمل کو چکھا کہ اس کے بندے اس عمل سے نہ گھبرائیں اور یہ بھی سمجھیں کہ خدا از روئے عدل و انصاف اُن کے ہر حال میں شریک ہے حتیٰ کہ موت میں بھی شریک ہوا۔ مشرکؔ (۱) العین بالناس بنا۔ کہ اس عدل کے عوض میں ہمیشہ ہمیشہ امامت اُسی کی رہے۔ پس خونریزی تا انجامِ زمانہ۔ خدا کی سنت کی پیروی ہے کہ قلعہ توڑ کر آگے راستہ دیا جائے۔ (تو جب اس مقام پر پہونچکے غور کیا جائے گا تو مسیح وغیرہم کی موت کا راز فطرۃً بطورِ مصلحت ملیٹری تعلیم کا راز معلوم ہوگا کہ فنا فی اللہ کا مارا جانا گویا خدا کا مارا جانا ہے۔ اور فنا فی الجہاد والشمشیر کا مارا جانا شریر کا + اس قسم کی مبارک موت کروڑہا کروڑ برس کی حیات اور شبانہ روز کی عبادت سے بڑھکے ہے کہ قطعی نجات ہو۔ اور وہی ہو جائے جو ہونے کے پہلے تھا۔ اور جب تک موت وحیات قبضے کے نہیں ہوئے ہیں اُسوقت تک یہی سمجھنا چاہیئے کہ اذا جاء اجلہم فلا یستقدمون ولا یستاخرون) اسلئے ولولے کے ساتھ وہ قوم میدانِ جنگ میں اپنے ملکی وملی و قومی جنگ کے لئے اس طرح آگے بڑھتی ہے جس طرح بچہ کش جانور اپنے بچے کے لئے دشمن پر حملہ کرتے ہیں۔ تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ قوم ضرور جیتیگی اور وہی حق بر ہے۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ پس یہ قربانی واقعی صحیح صادق قربانی ہے لہٰذا وہ ناممکن الاصلاح کمزور اور واجب الفناء افراد کو پوستِ مردہ کی طرح نوچکر پھینکدیگی۔ کہ خس کم جہاں پاک ہو + وہ کھادبنکر جان پیدا کرے اور ترقی کرے

(۱) اپنی نفسی حقیقت کو انسانیت وکارِ انسانیت میں شریک کردینے والا کہ ہر کام میں بسم اللہ۔

زبردست جو ہے سو زیردست کو کھاتا ہی ہے۔ کمزوری ناجائز گناہ ہے + تو کیوں
کمزور بننے کی کوشش کی اور تغافل سے خود کو اس نوبت تک پہونچایا ہے اور جزا و سزا
کی رو سے واقعی ایسا ہی ہونا بھی چاہئے۔ قدرت نے اُن کے فنا ہونے کا
اور ترقی کرنے کا یہی طریقہ مقرر کیا ہے۔ کہ ماکولیت کی صورت قبول کر کے
آگے بڑھیں۔ مگر جو چیز جس میں سے نکلتی ہے تو وہ ترقی کر کے عین وہی
چیز بنجانا چاہتی ہے۔ اگر تکلیف دیکر ایسا کرنا چاہتی ہے تو رو کر دیجاتی ہے
جیسے سم + اگر آرام دیکر چاہتی ہے تو جزوِ لاینفک بنجاتی ہے۔ جیسے غذا +
پس ناجائز و نامفید کمزوری گناہ ہے۔ جیسے نشو و نما پاتے وقت جسم دُبلا
ہونے لگتا ہے تو یہ مفید کمزوری ہے اور اسکے خلاف نامفید + اور کمزور
نااہل کا ساتھ دینے والا بھی گنہگار ہے + کیونکہ وہ مقہور الدہ ہے ؎

صحبتِ صالح۔ ترا صالح کند
صحبتِ طالح۔ ترا طالح کند

تو گنہگار کی سزا ہی کرنا ثواب اور موجب فلاح ہے۔ اِس فعل کو ظاہر کرنے کے
لئے ایک خدائی افسر کے ماتحت ہو کر جب وہ برگزیدہ قوم آگے بڑھتی ہے تو
اُسی افسر کو ہادی۔ امام۔ نبی۔ حکیم۔ رسول۔ اوتار۔ جہانبان و جہاں پناہ وغیرہ
وغیرہ بولتے ہیں کہ اپنے باطنی اختیارات کے اثر سے مشیتہ و دعا مخالف پر
غلبہ حاصل کرے تو اُسکے روحانی اسراری حالات کیسے ہوتے ہیں کہ جیسے

نقال لوگ اسدی پوست پہنکے شیر کی شکل میں ہوکے ڈراتے ہیں۔ مگر درحقیقت
شیر نہیں ہوا کرتے ویسے ہی وہ ہادی فی الحقیقت خالص انسان ہی نہیں ہوتا۔
بین الخالق والمخلوق ہوتا ہے اور روح وحرکت کی طرح ہمیشہ ہمیشہ اپنی عینیت
و اصلیت میں ایک ہی ایک ہے۔ تعدد اسما مختلف ہیں سے شہود تخفیف میں
نہیں آیا ہے۔ جسکو ہم اوپر کہہ چکے ہیں۔ نیز اسکے سوا کچھ اور بھی ہوتا ہے کہ اپنے
ارادے کو مختلف شکلوں میں دکھلاتا ہے۔ جیسے ایک پریزاد اگر چاہے کہ اپنی
ڈراؤنی شکل بنا کر لوگوں کو ڈرائے تو یہ اُسکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کہ اپنی
زلفوں کو سخت اُلجھاوے اور شکستہ خط طغریٰ میں ڈالکر بدن میں بھبوت لگا کے
یکایک سامنے آکر کھڑی ہوجائے تو یقیناً ڈرنے والے لوگ ڈرجائیں گے۔ مگر
جو جانتا ہوگا وہ نہیں ڈرے گا۔ پھر اگر خوش و خرم کردینا چاہے تو آراستہ نستعلیق جامہ
ہوکر سامنے آموجود ہو تو دیکھنے والے سب بشاش ہوجائیں گے۔ اسی طرح غیبی
اختیار و ملکۂ قوائے محض کو سب اختیار ہے کہ ہمرنگ ہوکر ہمدردی کرے۔
اُسکے لئے یہ مثال نہیں پیش کیجا سکتی کہ اگر کسیکے پاس ایک ہی چیز ہو تو اُسکے گم یا ضائع
ہوجانے سے اسکو سخت صدمہ پہونچے گا لیکن اگر اُسکے جیسی سیکڑوں چیزیں ہوں تو
شاید ہی غم ہو۔ اور اگر غم ہو تو کچھ یوں سا ہو۔ اسلئے ایک چیز نہیں رکھنی چاہیے۔
بلکہ اس جنس کی بہت سی چیزیں رکھنی چاہیے کہ ایک کے جانے کا غم نہ ہونے پائے
تو خدا چونکہ ایک ہے پھر ان ایک ہونے کا مفہوم بھی اُس ایک میں لگا ہوا ہے

اسلئے کرو۔ اگر وہ خدا بنا لینا چاہے کہ ایک خدا کے ضایع ہونے سے یا شوکی
دینے سے کہیں خاتمہ خدائی ہی نہ ہو جائے تو یہہ مثال صرف لغو اندر لغو ہی نہیں
بلکہ سراپا پھیکار ہے۔ وہ تو کبھی ضایع نہیں ہو سکتا۔ جیسے ضایع ہونے کا مفہوم
کبھی ضایع نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ارباب ضایع ہوں تو ہوں رب الارباب ضایع
نہیں ہو سکتا۔ وہ دائما ابدا الفا اور اومیگا یا اول و آخر ہے۔ کبھی کچھ ہے کبھی
کبھی سب کچھ۔ کبھی کچھ نہیں۔ کبھی سب مفہومات سے بھی بالا ہے۔ جیسے آگ
چنانچہ اُسکے افعال و خواص کو غور کرو۔ غرضکہ ایک ہی الف کبھی یا بنجاتا ہے کبھی
الف جیسے خدا ام کے جملہ میں دو الف ہونا چاہئے۔ مگر دوسرے الف نے
اپنی شکل بدلکر صرف ی، کی شکل قبول کر لی۔ اور خدا ام کا جملہ۔ خدایم ہو گیا۔
معنی میں کچھ فرق نہیں۔ جیسے نتیجے کا لفظ انتاج بنگیا۔ تو شکل بدلی۔ مگر لفظ نتیجے
کا جو مفہوم ہے وہ اسکے اندر ہے۔ تو یہہ فیض رساں روح قوم و ملت و انسان
کی تنگی کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ چوں تنگ آید بجنگ آید۔ پھر

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند۔ انچہ مسیحا می کرد

تو جس طرف اوتار پاسدار ہوتا ہے۔ اسی طرف جیت ہوتی ہے۔ تو وہ نیکوں
ہی کی طرف ہوتا ہے۔ پھر جنگ کے بعد نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اب ہونا
چاہتا ہے۔ تو سلطنت زندوں کے لئے ہے مردوں کے لئے نہیں۔ مردہ پرستی

سے باز آؤ۔ خاصکر جو مردہ حقیقی ہو۔ کیونکہ تم بھی مردہ ہو جاؤ گے اسلئے جو کوئی بروقت۔ برمحل۔ برموقع جنگ جو ہوگا۔ سرکشوں کو سنگینوں پر اٹھائے گا آگ میں جلائے گا۔ اُن کے بال بچوں کو بصد ترجی و اعزاز چھین کر اُن کی جائز خواہش کے مطابق اُن کو کامیاب ہونے کا موقع دے گا۔ اور عورتوں کو اپنے جائز مصرف میں لائے گا تو وہ مبارک ہوگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو نیکی کے لئے جنگ جو ہیں اور جائز و مفید کشت و خون کو جان و آبرو سے زیادہ تر عزیز رکھتے ہیں۔ عندالحرب بال بچوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ خدا پر سونپتے ہیں جو اُن کے لئے بہتر ہے کہ یہاں مرگِ انبوہ جشنے دارد کا مضمون ہے۔ پھر وہ کڑکا بجلی۔ گھٹا۔ باڑھ۔ سیلاب۔ آندھی۔ طوفان۔ بھونچال۔ توپ و تفنگ۔ جہنم کا طبقہ وغیرہ۔ کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو انہیں کا ڈنکا بھی بجتا ہے۔ لہٰذا جسکی تیغ اسکی دیغ ہے

ہر کہ شمشیر زند۔ سکہ بنامش خوانند — بس

مرنا بھی نعمت ہے جو اس سے بھاگا تو نسلًا بعد نسلٍ پھر نعمت نہیں پا سکتا۔ اگر سب کے سب جیتے رہیں تو رہنے کو جگہہ نہ ملے۔ پس مرنے والے ہی مارے جاتے ہیں جینے والے کب مارے گئے ہیں اسواسطے چاہیئے کہ ایسی موت سے خوف نہ کرے جسے انسانیت کھوئی اُسی کو خوف ہوگا۔ دیکھو! کتا کمین کا ہو اُس میں وفا ضرور ہے اُسکی وفاداری کے قدرداں اقبالمند ہیں نہ کہ غیر۔ جنکے لئے فقر باعثِ فخر ہو تو وہ کتے کو کیا کھلائیں گے۔ اور دولت کی نگہبانی کرائیں گے۔ اُن کی دولت

افلاس ہو۔ لہذا اُن کے لئے گناہ محض نجس ہونا چاہئے۔ غرضکہ اسی طرح لازم ہے کہ انسان کہیں کا ہو اُس میں صحیح معنی میں انسانیت ہو۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ اپنے فعل سے انسانیت کھو بیٹھتے ہیں اور کتے سے بدتر ہو جاتے ہیں۔ اپنے آگے کی روزی دوسرے کو لوٹنے دیتے ہیں۔ لہذا فرض ہے کہ سلطنت کے اندر علماء اپنے علم سے بکمال خوش نیتی فائدہ پہونچائیں۔ حکام بلا حرص و طمع صحیح معنی میں عدالت سے فائدہ پہونچائیں۔ افواج نہایت نمک حلالی کے ساتھ اپنی شجاعت سے سود بخشتا ہوں۔ نیکوکار لوگ نہایت عقیدتمندی کے ساتھ اپنے فیضان وعمار سے نفع بخش ہوں۔ ان سب مذکورہ وغیر مذکورہ صفات وحسنات کو فروغ دینے کیلئے کوئی روحانی مختص المختص ذات پاک ہونی چاہئے کہ اسکی موجودگی و عدم موجودگی دونوں حالتوں میں یکساں اثر پڑے تو یہ بات صحیح عقیدتمندی کے جذبات وکیفیات کے اندر مضمر ہے۔ پس اسکے لئے وہی ذاتِ بابرکات قدرتاً زیبا ہے جسکو اوتار کہتے ہیں جسکی تعریف روحاً نیہ بجملہ سلسلہ جات پائے ثبوت کو پہونچ چکی ہو جیسا بیان ہو چکا ہے۔ نیز اور بیان کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

اعجاز بیان

سنو! اگر کوئی وکیل اللہ خالق کی طرف سے بجمیع خلق اللہ یہ سوال کرے کہ "انسان کرا می گویند"؟ اسکی غیر مشترک صفت ایسی بیان کرنی چاہئے

کہ سوائے انسان کے کسی دوسری خلقت میں نہ پائی جائے۔ جس سے اُسے عرفانی معنی میں اشرف المخلوقات کہہ سکیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کے زمرے میں سے اُن کا ایک منتخب انسان جواب دینے کو کھڑا ہو کہ انسان اُسکو کہتے ہیں کہ سمیع و بصیر ہو۔ عقیل ہو ذہین ہو۔ تو کیا یہہ کہنا اُسکا ٹھیک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ جسقدر جاندار ہیں ان سب میں یہہ مشترک صفت ہے۔ کمی بیشی ہونا دوسری بات ہے۔ اسلئے دوسری منطقیانہ وحقیقی تعریف ہونی چاہئے + اب اگر وہ کہے کہ انسان وہ ہے کہ باکی[1] و ضاحک ہو۔ عاقل[2] و ناطق ہو۔ کاتب[3] و حارب ہو۔ صناع و[4] مستقیم القامت ہو۔ طباخ و[5] طناز ہو۔ خلیق[6] و مہذب ہو۔ متمدن[7] و متعاون ہو۔ نبی[8] و کاہن ہو۔ تو یہہ بھی غیر مشترک صفات نہیں ہوئے۔ کیونکہ کتے بلی بھی روتے ہیں۔ بندر شراب پیکر ہنستا ہے۔ اور لگھیا جانور جو کتے کو کھا جاتا ہے خوب ہنستا ہے۔ اور کنٹو کو یعنی زنجیبار کا طوطا صاف صاف ہنسی کی نقل کرتا ہے۔ پھر ہر ایک جاندار عقل رکھتا ہے ورنہ اپنے گھر کو۔ بچوں کو۔ دوست دشمن کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ نہ آفت سے بچنے کے لئے تدبیر سوچ سکتا تھا۔ لیکن یہہ سب صفات اُس میں پائے جاتے ہیں اسلئے ضرور سمجھدار کہا جائے گا۔ جانور ان اپنی اپنی بولیوں کو اپنے جنس میں سمجھتے ہیں۔ بلکہ انسانی بولی کو بھی سمجھتے ہیں۔ اور تعلیم پاکر اُن بولیوں کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔ سرکس گواہ ہے۔ اور اب تو گرامیفون اور ٹیلیفون بھی انسانی بولی بولتے ہیں وہ بھی ناطق ہوئے

اگر گرمیقون اُسکے معانی کو ادراک نہیں کر سکتا تو طوطے بخوبی سمجھتے ہیں

نقل کرتے ہیں۔ بعض قوم میں افسانہ و تلمیح کے طور پر یہ مشہور کا ...

ہے کہ فلاں ابنِ فلاں کی اسطون یا چھڑی۔ خواہ کسی اور قسم کی لکڑی ...

جدار رہنے کی حالت میں اربابِ عقول کی طرح بصدآہ و فغاں اظہار درد و ...

کیا کرتی تھی۔ اور مشت بستہ کنکریاں لوگوں کے کانوں میں اُس کا مالا ...

اُسے صوت اندازی میں ڈونیٹری لکوازم۔ وتنظر ملکو عزم کا پورا کمال تھا۔ ...

وہ چھڑی اور کنکریاں انسان ہوئیں۔ جیسے عناصر و مآثر سب مل جلکے انسان

بنگئے ہیں اسلئے یہہ صفت بھی مشترک ہوئی۔ اگر انسان تعلیم پانے کے ...

قسم کے نشانات و نقوش بنام تحریر عمل میں لاتا ہے تو بندر بھی تعلیم پاکے ...

ایسا کرنے لگا ہے۔ اسلئے وہ بھی کاتب ہوا + اب رہی یہ بات کہ ...

یعنی انسان جنگجو ہے تو جانور بھی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ مکڑی۔ ...

بیا۔ اچھے صناع ہیں۔ قطبِ شمالی کا بندر مستقیم القامت ہے۔ اور ...

بھی طباخی کا فعل انجام دینے لگے ہیں اور آفتاب تو باورچی فلک ہی ہے

طباخ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ خلق و تہذیب۔ تمدن و تعاون۔ نقالی ...

نقال جانور وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہہ بھی طوطے کی قسم سے ...

نہایت ... ہے۔ اب رہی کہانت و نبوت تو تمام دہر کا دہرا اپنے آثار کے

سے کہانت و نبوت خواہ پیشینگوئی کرتا رہتا ہے۔ جیسے عمود الفجر و نسیم سحری ...

(۱) اور بنگ اوتنگ اور چینزی بھی مستقیم القامت ہیں۔

ہونے کی نبوت یا پیشینگوئی کرتے ہیں۔ انواع انواع اقسام کے نباتات وحیوانات
جو مختلف موسم میں پیدا ہوتے ہیں اپنے ابتدائی ظہور اس موسم کی آمد کی خبر دیتے
ہیں۔ یہہ زبانِ حال میں اُن کی پیشینگوئی۔ یا نبوت ہوئی۔ اسی طرح ہر ایک
بات کے لئے آثار و نشانیاں مقرر ہیں۔ چاہے اقبال ہو یا ادبار۔ رحمت
ہو یا پھٹکار۔ اسی لئے الدہر نبی اللہ کہا جاتا ہے کہ جب تک دہر قائم ہے ختم
نبوت ناممکن۔ عیاں راچہ بیاں۔ مکذب بڑا کذاب ہے۔ اسلئے یہہ سب صفات
مشترک ہوئے۔ خالص انسان کے نہیں ہے۔ پھر آخر میں وہ منتخب الاناسی۔ یا
وکیل البشر جو انسان کی طرف سے انسانیت کی صحیح تعریف کر کے لوگوں کی
انسانیت ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جھلاسکے یہہ کہہ بیٹھے کہ ؎

آدمیت نہ بنطق و نہ بریش و نہ بجان ٭ طوطیاں نطق و بزاں ریش و خراں جان دارد

اسلئے انسان کی تعریف یہہ ہے کہ۔

"الانسان مسیح یعنی انسان وہ ہے جو دعوائے خدائی کرے" کیونکہ جو لیلی
میں فنا ہوگا ضرور انا لیلی کہیگا۔ تو وہ جو اللہ الحق میں براہِ عشق و محبت فنا ہوگا
ضرور انا اللہ و انا الحق کہے گا۔ بایں وجہ عون و مسیح کہا جائے گا۔ شداد و فرعون
نہیں کہا جائے گا۔ تو یہہ صفت کہ فنا فی اللہ ہو کر دعوائے خدا کیا جائے بجز انسانِ عاشق
کے کسی مخلوق میں نہیں پائی گئی۔ کہ اس بارِ امانت کو اٹھا سکے۔ اس واسطے انسان
جو ہے سو صحیح معنی میں انسان ہوا۔ اُسوقت وکیل اللہ یہہ جواب سنکر بجز سکوت کے

کچھ چون و چرا نہیں کر سکتا - بلکہ یہہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ جو شخص فنا فی اللہ ہوا ہے تو وہ اُسکے کہنے سے خدائی طاقت بھی ظاہر کرے کہ اُسکے سامنے کی چیز اُسکے سامنے سے اُٹھادے جسکو خدا بھی نہیں کر سکتا - یہ عداری کا کھیل ہے - کیونکہ طاقت ظاہر کرنا اور بات ہے اور فنا ہو جانا اور بات ہے لیکن یہہ یقینی بات ہے کہ جو ذات فنا فی اللہ ہوئی ہے اُسکے لئے خدا ضرور پاسدار ہو - اور اُسکے جسمانی عضو میں ہونے کے سبب سے اُسکی خاص الخاص عنایت کرے اور اُسکی طرف سے عجائب و غرائب کرشمے ظاہر کردے کہ جو کچھ وہ کہے وہ ہو جایا کرے۔ جو کچھ لکھے وہ ہو جایا کرے۔ اور جو کچھ سوچے وہ ہو جایا کرے۔ خاصکر اگر ہو جانے کے لئے ہی یہ عمل کرے - پس انسان کی اصلی و ازلی تعریف یہ ہوئی کہ آں ہیچ نباشد فرعون نباشد - یہہ انتہائی تعریف ہے -

اب اگر

وہ وکیل البشر - وکیل اللہ خدا کے بارے میں یہ سوال کرے کہ "خدا کرا میگویند"؟ خدا کی بھی اسی طرح غیر مشترک صفات بیان کرو - کہ احاطۂ کون و تکوین کے اندر نہ ہو - بجز خدا کے تو اگر وکیل اللہ اُسکو - علےٰ کُلِّ شَئیٍ قدیر کہکے ٹالنا چاہے تو یہہ طرح ہی گذ نیز ناقابلِ پذیرائی و ناواجب التسلیم سمجھی جائے گی - کیونکہ تمام فطرت ملکر تو قدیر ضرور ہے - کم و بیش ہونا دوسری بات ہے - اسلئے چار و ناچار وکیل اللہ کو یہ جواب دینا ہوگا کہ " خدا آنرا میگویند کہ محتاجِ وجود نگردد و نیز از دعوائے خدائی

ہم بے نیاز باشد" چنانچہ لفظاً اگر دعوے کیا بھی ہو تو اوتار یا مسیح کی صورت میں
ہو کے کیا ہو۔ اور مسیح کا معنیٰ یا مفہوم اور یہی سمجھایا جا چکا ہے۔ کہ انسان وہ
ہے جو دعوائے خدائی کرے کہ اس سے عین اسکی انسانیت ثابت ہوئی۔ خدائی
کہاں ثابت ہوئی؟ کیونکہ خدا کی تو تعریف یہ ہے کہ دعوائے خدائی سے بے نیاز
ہو۔ بس جسنے دعوی کیا وہ انسان ہوگیا۔ لہذا خدا جو ہے سو خدا ہی رہا۔ اور انسان
جو ہے سو انسان ہی رہا۔ جسکو مسیح کہیں گے جو بین الخلق والخالق نجات دہندہ
ثابت ہو سکتا ہے۔ کس لئے کہ فوق البشر اور تحت اللہ ہے۔ در پردہ اسرار الٰہی ہے
آفتاب صفت ہے۔ بنابرآں سے زیبا ہے کہ موقع کے لحاظ سے شجاعت و صفات
انفرادی کے لئے خدا کو اپنی اصلی ہستی قرار دے کر اُسکے قال کو اپنا۔ اور اپنے قال
کو اُسکا قال تصور کر کے غیبی توے کی طرف سے بمفہوم چنان چنین ادا کرے جیسا
کہ اس الامان نامی مثنوی میں کہا جا سکتا ہے۔ فہو ہذا

الامان

بنام من قادر ذی الجلال	معلی ز خوبی و وصف و کمال
بری از صفات و سراسر صفات	منم غیر ذات و منم عین ذات
منم ہستی و نیستی آفریں	درون و برون چنان و چنین

بسلکِ نشیت ز شہرِ عدم
نخیں بہ گیتا۔ ہمیں گفتہ ام
منم حرفِ اول کہ من گفتہ ام
فراہم کن ہر پراگندہ ام
منم ابتداء و منم انتہا
منم جا و بیجا منم جاؤ سا (۳)
مہ و مہر و افلاک و انجم منم
منم ظرفِ دریا و دریا منم
منم عالم و معنیٔ عالم ؟
منم قعرِ دریا و ساحل منم
منم زلزلہ و منم انہدام
بہ تخریب و تعمیر پنہاں منم
چو ایں شد عیاں۔ شد عیاں ذاتِ من
منم ابر و باران و برق و بخار
بہ ہر شکل دارم جدا کار و بار

بگیتائے یحییٰ بگویم۔ منم
فیضی (۱) دُرِ راز را سفتہ ام
بصد رنگ دیگر سخن گفتہ ام
پناہِ غریبان و در ماندہ ام
پر از النہا (۲) و سراسر خدا
منم لفظِ الا منم لفظِ لا
بہ امواجِ دریا تلاطم منم
بعالم ہمہ چیز تنہا منم
منم عادل و جاو لا ظالم
منم آبِ حیوان ہلاہل منم
منم ولولہ و منم انصرام
بہ ہنگام تعمیر عمراں منم
عیانم۔ نہانم بجملہ زمن
چو یک دو۔ در شکل صدہا ہزار
چو غور۔ دست انداز در جملہ کار

(۱) گیتا کے مضمون کو فیضی نے شاعری میں نقل کیا یا ترجمہ کیا ہے جسمیں کے کچھ اشعار اس جگہ بھی لگ گئے ہیں اسلئے اسکا حوالہ دیا گیا (۲) الوہیت (۳) یحییٰ و عیسیٰ (۴) الا اللہ (۵) لا الہ

بگفتم ضیا پاش - وزیکل ہنود (۱) ضیا یم بہ مہتاب گردیدہ نور

کنند کار مہتاب - مہتاب وار ہر یک شئے جدا میکند خاص کار

منم کوہ و اشجار ورنگ وجواہر منم مرد و ہم و مرد وزن - عام و خاص

منم عنصر و گیاہ و صحرا و باغ درندہ وگزندہ - ابابیل وزاغ

منم رونق حسن جملہ حسین منم جملہ حرکات و ناز آفرین

منم تیغ عریاں - منم کشت و خوں منم علم و عقل و حواس جنوں

منم پیش رو پیشگوئی منم (۲) خرِ شنس - کرشنا و لوئی منم (۳)

منم شاہ جرجیس و قیصر منم منم حکم جنگ و غضنفر منم

منم جنگ ماضی - منم جنگ حال منم صلح آخر - منم قیل و قال

منم اسم اعظم - مبرّا ز اسم منم روح و جسم و مبرّا ز جسم

بہ آغاز و انجام و اوسط منم بحرف و معانی و در خط منم

منم خشک سالی و طاعون منم منم دجلہ و گنگ و جیحوں منم

منم نقش و تصویر و کاغذ منم ہمہ چشمہ و عین و ماخذ منم

جہاں درمن و من درون جہاں بود رتبہ من فزون از بیاں

حضور و غیوب و حیات و ممات خموشی و گویائی و جملہ ذات

منم لاشئہ و جسم و امراض و قبر منم تختہ و وقت و زاری و صبر

(۲) کرائسٹ - خود مسیح اللہ یعنی حضرت عیسیٰ (۳) خاندان پیغمبران از خاندان حضرت لوئی یا لئیا - جو مسیح کے بارہ افراد میں سے ایک فرقہ -

منم انتظاماتِ دنیا و دین — ز تحت الثرا۔ تا بہ عرشِ برین

منم آتش و عود و عنبر بخور — منم نذر و نذرانۂ قرب و دور

تضاد و تخالف بمصلح منم — قوانینِ چندینِ مفلح منم

ہمہ رست و خیز و قیامت منم — ہمہ تجہیز و علامت منم

ز جز تا بہ کل باطن و ظاہرم — فناء و بقا۔ اول و آخرم

حیات و ممات و خوشی و الم — جز و کل منم پا ز بالا منم

منم آہ و آلاہ برتر ز آہ — منم این و آن و سپید و سیاہ

منم ابرو و چشم و بینی و سر — منم دست و پا و جبین و نظر

منم جسم و جان و منم ہوش و گوش — منم خورد و نوش و منم جملہ پوش

منم سِرِ مکنون منم راز رز — معانی ز معنی از تا و از

ز آغاز و انجام برتر منم — ز اوہام و افہام برتر منم

من از جملہ عالم جدا گشتہ ام — تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام

عجائب غرایب منم حیرتم — منم عین و تعین و منم غیرتم

نمک گفت چون جزوِ اعظم منم — ہمہ عنصر و شکلِ آدم منم۔

عناصر بگفتا کہ جملہ منم — معاشر بگفتا کہ جملہ منم

اگر نوح گوید کہ عالم منم — بگوید چرا روح جسم و تنم؟

(۱) سرکوفتاب

چو راعی[1] بگوید رعایا منم | چه پارسی نگوید برایا منم
کسی که رسد بر سر این مقام | انا نیتش میکند این کلام
که تقریر او گوی سبقت برد | بصد زور ناشیر سینه درد
درین معنی من نهانست او | من و تو برابر ترا او مگو
بنا اهل تاویل باید چنین | وگرنه همانم که وارم یقین
همه نارسیده کشوده زبان | چنین شنوی الامان الامان

منم کافر و کفر و ملحد منم | بتوحید احدی موحد منم
بجزوی و کلی مرکب منم | به افراد مفرد مرتب منم
منم هیچ و لاشئ منم جمله شئ | به مولود والد به آواز نی
نه اینم نه آنم مگر کل منم | همه راه گیر و همه گل منم
باینو چه گویند لا اهلائیه[2] | بکش معنی لفظ اعلائیه[3]
نه جزوی بگیرید و گیرید کل | که جزوی و کلی بیک بوی گل
من آنم که اول ظهور من است | جهان روشن از شمع نور من است
مرا ظرف و مظروف هر دو بدان | مرا صرف و مصروف هر دو بخوان
بوزن فعیل[4] و بوزن فعول | بگویند مارا مسیح و رسول

(۱) [illegible]

(۲) ایسے ہی نہیں ہوتی ... نہیں جیسے ... [illegible]

(۳) اب اعلاء و اعلائیت کے معنی جو بہت اونچے ہونے کے تھے اسکو رکا اینکو۔ یہ لفظ اونچائی ظاہر کرنیکے لئے کافی نہیں ہے۔ (۴) جو لفظ فعیل یا فعول کے وزن پر آیا کرتا ہے تو اسکے معنی فاعل و مفعول دونوں کے ہوا کرتے ہیں جیسے قتیل و قبول اسکے معنی قاتل و مقتول۔ قابل و مقبول دونوں کے ہونگے مگر جہاں جیسا موقع ہو تو مسیح و رسول کے معنی ماسح و ممسوح۔ مرسِل و مرسَل دونوں کے ہونگے یعنی مسح کرنیوالا اور مسح کیا ہوا جیسے ... اور بھیجا ہوا ...

مرا اوّل و آخر آنکس که دید — بجائے که نتواں رسیدن رسید

ز عشاق بسیار شرمنده ام — بهر عشق کن عشق را بنده ام

ز پابندیٔ عشق مطلق مستم — انا الحق انا الحق انا الحق منم

ز اقران و امثال و بالا ستم — ز آباؤ و اجداد و بالا منم

ولیکن نبودم درونش چو نور — بصدہا غلاف آخرا شد ظهور

علو خوانیٔ و همہمہ خواہیم — بصد دبدبہ دمدمہ خواہیم

منم عاجز و قاصر و منکسر — منم فاطر و فطرت و منفطر

ز جیلہ و عادیٔ معلّٰی منم — ز معنیٔ عالی معلّٰی منم

دم خواب یحیاؤ یاہو بگو — بجز من کہے ہیچ کس را مجو

خلاف نیکوی کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

کند ہر کہ یادم حرم و پلیں — برو و بے گماں در بہشت بریں[1]

کہ من باطنا آفرینندہ ام — بمعنی خدایم اگر بندہ ام[2]

محمد بشکل عرب آمدہ — بلفظ دگر عین رب آمدہ

چو من حی شو و میرسد تا یقین — الا آشنا شو خدا را ہمیں

چو برق جہاں بند و آزادہ ام[3] — پئے مخلصاں پیش استادہ ام

پئے غیر مخلص صفت منم — مگر بہر مخلص مسرت منم

---

(۱) ایسا مقام جہاں صرف لطف و راحت ہے (۲) جیسے دوست کا قافیہ اوست ہو جایا کرتا ہے اسی طرح کشتی کا قافیہ خوشتی بھی ہوا کرتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق بندہ کا قافیہ آفرینندہ ہے = (۳) جہندہ۔

چو نبود یکجا کنم عسل را ۔۔۔ وہم جانِ خود را ہمہ نسل را

پئے مخلصان است این فیضِ عام ۔۔۔ پئے غیر گردیدہ یکدم حرام

غذا البطن در بطن اندر رود ۔۔۔ ہماں خون و نطفہ برابر شود

نہ نطفہ بگوید من و تو منم؟ ۔۔۔ زن و مرد ہر دو و ہر سو منم

بباطن حقیقت ہمہ را یکیست ۔۔۔ نماید یقیناً ہمہ جا یکیست

قضا ہر بدستِ شما ہست موت ۔۔۔ بدست خدا زندگانی و فوت

چنین است ہر دستِ او جملہ خیر ۔۔۔ مگر از سیہ کار آید بہ ضیر

بدستِ شما ہست ہر خیر و شر ۔۔۔ برآید خود جملہ سود و ضرر

نباید بکشتن جملہ شریر را ۔۔۔ بدہ رونق و حسن تعمیر را

ہر آنکس کہ بد را بسازد تباہ ۔۔۔ ثوابِ عظیم است و جائے پناہ

اگر کشتہ شد اندریں کارِ خیر ۔۔۔ رسد اندرونم نہ آں است غیر

اگر زندہ باشد شود پادشاہ[1] ۔۔۔ باعمالِ حسنات۔ باشد سپاہ

نباشد چناں شاہ مردود شاہ ۔۔۔ ولیکن بباشد چو محمود شاہ

شود غازی و چابک پہلواں ۔۔۔ زجبروت باشد کل مخلصاں

ہلاکت بداں را بباید بکشت ۔۔۔ بزن گردنِ شاں بمشتِ درشت

بتعویجِ بدی۔ تیغِ عریاں بکش ۔۔۔ بروا زود تر تیغِ برّاں بکش

(۱) اگرچہ توم پادشاہ بود—

بمیدانِ کیں چوں دلیراں درآ / چو خورشید با تیغِ[1] عزلیل درآ

چو نازِ فزوں اکت زناں را سزد / شجاعت ہمہ پہلواں را سزد

برا سنزیراں مخور ہیچ غم / بحکمِ یدہ جاں کہ یابی ارم

نہ ہرگز کسے خورد کم از نصیب / نہ ہرگز کسے مُرد پیش از وقیب[2]

کہ ایں جملہ مشکل است از بہرِ اکل / زخود تا خدا ہست ایں دہرِ اکل

زمانہ بیک طور بودے اگر / نمی یافت فرزند جائے پدر

سخن میکند مردِ روشن ضمیر / خوش آئندہ و راست و دلپذیر

فنا نیست برگل بود بر سبو / پراگندگی را بہ ترتیب جو

نسوزد بہ آتش نہ آبش برد / نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برد

نہ موت آید او را نباشد فنا / بباشد بہر حال - انّی انا

بہ نالایقاں گر کنی ایں عمل / رسانم درونِ منِ عزّ و جل

ہمہ کارِ من از برائے خدا ست / رضائے دلِ من رضائے خدا ست

چو کامل شوی ترکِ آں فعل کن / بصد بالیقیں سرفگن بر سخن

اگر جاں ہم ادی چہا می شوی / خدا می نشوئی و خدا می شوی

چناں روح مجموعۂ علم و عقل / نشند فلسفہ نام ازروئے نقل

(۱) تیغ سے مقصود سب سلاح و تدبیر ہے - (۲) موت

خلاصہ چنیں روحِ اللہ شد | ہر آنکس کہ واصل شد۔ آگاہ شد
بنا بر مترسید از کشت و خوں | بلا کشت و خوں کے گریزد زلول
بروا زود تر جنگ برپا کنید | مترسید ہرگز ز شمشیرِ خُشبید(۱)
کہ دستِ شجاعین دستِ خدا است | پس و پیش ہر سمت فرمانروا است
ہر آنکس کہ اسپِ شجاعت براند | ہمہ ملک و جاہ و حشم را ستاند
ستانندہ کامراں می شود | درونِ خدا مثلِ جاں می شود
ہمہ فعل را بر مقامش بکن | بموقع کن و نے مداہنش بکن
دریں وقت۔ وقتِ شجاعت بود | مترسید از شعلۂ نار و دود
قریب است۔ خود تیغِ عریاں کشم | در آیم بمیداں بجاہ و حشم
تنِ شیر(۲) پس چوں برآمد۔ شدہ | ہمہ پاؤ زہرا(۳) در آمد۔ شدہ
نمائیدہ رہ۔ رہے پاکباز | چناں حرف گیر است۔ مومے گداز
ہر آنکس کہ بے خوف جاں می دہد | خداوند اورا جہاں می دہد
از انجا ہر آنچیکہ خواہد شود | بدارین حرفِ مستند شود
ہر آنچیکہ خواہد ہماندم شود | درونِ خداوندِ عالم شود
چو خواہد کہ بیروں کند خویش را | ہر آنچیکہ خواہد کند برملا
بصد نغمۂ چنگ و چنگ و بجور | بہ ارگن بہ بربط بہ طبل و سرور

(۲) پیشوائے شیر وش۔ یا شیر کی مانند پیشوا (۳) زہر جسے پاک کرنیوالا احاد ہ ہے۔ گدازِ موم حرف کو جذب کر لیتا ہے۔

بده جانِ خود را بفرمانِ من | بکش دشمنان را به ایمانِ من (۱)
هر آنکس که قربان یحیا آورد | خودش را درونِ خدایش برد
نه چرا شود قتل و غارتگری | مگر از پئے معدلت گستری
جهاندار و اندر جهان داشتن | یکے را بریدن یکے کاشتن
بباید که کفار سر افگنند | وگرنه خرابی شان شد بلند
به تیزاب اندوه مسلوخ کن | چنین شکل را زود منسوخ کن
چو بیکار شد جمله عجز و نیاز | بزن گردنِ شان بدستِ دراز
بکن جنگ با کافرِ نفسِ خویش | که این میکنانند ترا ریش ریش
خدا او خداوند یحیا منم | به تختِ ازل شاہ یحیا منم
منم با بہشتِ جنگ و خود با بخشم | همه ارث و میراث و خود وارثم
منم شاہِ یحیی شہِ دو جہان | خداوندِ ہستی کون و مکان
هر آنچه که گویم مرا می‌سزد | درونم نمی‌کسے ترا می‌سزد
مرا کن درونت درونم بیا | چو خواہی برائی برونم بیا
وزان وقت گوئی که یحیا منم | درستا بیا عینِ یحیا منم
بگو بہر حق می‌شوم جنگجو | که قربان را شاد باشد ازو

به اخوان و اخوات رحمت بود
به اعدائے حسنات رحمت بوم

(۱) از طرف او

نیچے والی مخلوق کی جان اوپر والی مخلوق کے جامہ میں بسبیل صورت زبردستی لانے کی اسواسطے ضرورت ہے کہ وہ راضی نہیں ہوتی۔ اوپر کا منظر آسے دکھائی نہیں دیتا۔ بعدہٗ دکھائی دیتا ہے اسلئے اتباع صورت کے لوازمات سے ایک جنگ جائز بھی ہے لہذا جنگ جائز سے نہیں گھبرانا چاہیئے۔ پھر ایسی حالت میں کہ جب ہادی بھی بدرجہ مجبوری جنگ جو ہو۔ اُسکی مشیت میں جنگی خیالات بھرے ہوں۔ اور استحقاقاً و عدلاً و نظاماً اُسکا صدور چاہتا ہو۔ اگر اُس ہادی کو جنگ کا موقع ملجاتا ہے تو اُس موقع کا نام جلالی معجزہ ہوجاتا ہے۔ یعنی اپنے جلال سے سب کو عاجز کردینے والی طاقت کا مالک۔ اگر موقع نہیں ملا اور چل بسا تو جو کچھ کہ اُسکے اندرونی خصائص و رموز ہوتے ہیں وہ اُسکے پیرو کار میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ کہ اگر پدر تو اند پسر تمام کند کا مضمون ہونے لگتا ہے تو اُسکو جلالی معجزہ کہتے ہیں۔ یعنی اپنی اندرونی جمعیت و کلیت کے زور سے سب کو عاجز کردینے والی طاقت کا مالک جیسے اگر اُسنے یہہ کہا ہے کہ ادبار و مسکینیت فقر و فاقہ۔ حقارت و دنائیت جیسی باتوں میں اُس کا حشر ہو تو یہہ سب باتیں پیرو کاروں میں پیدا ہوجائیں گی۔ اگر خود کو جناب اعلیحضرت الوہیت مآب کہا تو ویسے ہی ہوگا تو حضرت مسیح سابق کو جنگ کا اور تزویج کا موقع نہیں ملا۔ مگر جنگی مبادیات کے جو کچھ شرائط تھے وہ البتہ ادا ہوچکے تھے۔ مثلاً اپنے مخالف کو برملے سخت و سست کہنا۔ سانپ بچھو۔ سور کا بچہ۔ ملعون کہکے مخاطب کرنا۔ دوسرے غیظ و غضب

ہیں آگ چیزوں کو ادہر اُدہر پھپاک پھاک کرنا۔ جیسا کہ اُنھوں نے بیت المقدس میں ھیکل اللہ کا تختہ پھپاک پھاک کر دیا تھا۔ آخر میں شمشیر برہنہ ہونا بھی تھا جسکو اُنھوں نے جملہ ہذا میں ادا کیا کہ "وہ صلح کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ جنگ کے لئے آئے ہیں" اب جنگ باقی رہگئی تھی جس کا موقع نہیں ملا تھا۔ مگر اس کہنے کا اور ارادے کا اثر رہگیا تھا۔ کیونکہ دنیاوی روپوشی کے وقت کی تمنا تھی کہ یہہ ظاہری مغلوبیت اُن کی جو اصل میں نہیں تھی وہ اثر پیدا کرے گی کہ چند روزہ ظاہری غالب قوم زود تر تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور حضرت عیسےٰ کا نام اور اُس نام کی برکت بلند ہو جائے گی۔ صحیح شاگرد نمونہ ہے اُستاد کا۔ جنکو آنکھیں ہیں وہ دیکھیں۔ جنکو عقل ہے وہ جانچیں۔ جاہل کے شاگرد جاہل ہونگے۔ علام الدہر کے علام الدہر ہونگے۔ پھر آخر میں باقی بقایا کے لئے ایک قوم دوسری قوم پر چڑہائی کرے گی اور ایک سلطنت دوسری سلطنت کی مخالفت کرے گی۔ کہ مثیلیہ جنگ جو آنی اور تھی قیامت خیز آمد کی نشانی قرار پائے کہ یہہ مثیلیت بھی اُن کی عین اُنھیں کی جنگ ہے۔ جیسا کہ لڑتی ہے سپاہ۔ مگر نام ہوتا ہے پادشاہ کا۔ پس جو پادشاہ اُن کی طرف سے لڑے گا وہ موافق مسیح ہوگا۔ اُسکی جیت ہوگی۔ جو دجال ہوگا یعنی مخالف مسیح ہوگا۔ اُسکی یقینی ہار ہوگی۔ اب وہ کتنا ہی اقسام کے دجال سے ہو۔ ابن القطن ہو یا کچھ ہو یعنی روئی۔ پونی۔ چرخا۔ سوت۔ کھدر سے نسبت رکھنے والا۔ اور ... کو جو لا مذہب جو ادمومن بنا کر اُن کے لئے

امیر المومنین بننے والا ہو یا کچھ ہو۔ زمانے کا ٹیکا یا کلنگ زبانِ حال سے کہے گا کہ ہذا مفتن لگے۔ پس ؎

نفو است وہمل است چناں ہر کلام او

چوں لفظ کود کانِ جہاں۔ لغو وہمل است۱

تو یہ جلالی جمالی دونوں معجزہ ہوا۔ اسی طرح کمالی معجزہ تو وہ قوم کے زمانہ جس کا ظہور بعد از جلالی ہوتا ہے۔ اسکی پہلی نشانی کتابوں کا جمع کرنا ہے۔ اور تمام فہم میں ترجمہ کر کے علوم و فنون کو ترقی دینا ہے۔ پھر سرسبزی کے میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعدہ ناجائز و ناسفید طریقے پر ہر ٹھگ زمانہ ہونے کے سبب سے ناکارہ و تغافل آب تیش و تعیش میں پڑ کر سست و کاہل ہونے لگتے ہیں۔ اور خفیف میں پڑ کر جنگ عام کو کمر بستہ ہونے کے لئے نیوتا اور بیان دیتے ہیں یعنی چیلنج تو جس طرح پوری نیند تمام ہو جانے کے بعد خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور پوری تھکان کے بعد خود بخود آنکھ لگ جاتی ہے۔ اسی طرح رزم بزم کا زمانہ اپنے ٹھیک وقت پر از روئے قانون جائز طریقے پر پہونچ جاتا ہے۔ وقت کے ٹرانیکچویل یعنی متصل ہے۔ تو چونکہ بیداری و خواب جو ہیں سو موت و حیات کے حقیقت سے نمونے ہیں کہ بیداری کے بعد خواب اور خواب کے بعد بیداری ہوتی ہے۔ اسلئے موت کے بعد حیات اور حیات کے بعد موت ظاہر ہوتی ہے

اور مقتولین بھی یعنی سلسلۂ جدید یا حیات اندر حیات ہو کر ترقی کے بالائی زینے
پر پاؤں رکھتے ہوئے بسبیل نیکوکاری بھلائی و دانائی۔ یا یعنی درجے کو پہنچ سکے
نجات پا جاتے ہیں ورنہ جہنم واصل ہوتے رہتے ہیں۔ یہی سلسلہ برابر جاری
ہے اس لئے ضرور کہا جا سکتا ہے کہ۔

نظم

چو پیدا شود زمانہ معادی باید (۱) (۲)
زدین بحثِ پیدا ارتداد می باید

ز امتدادِ زمانہ ہمہ شود محکوک
باین اصول ہمہ محو۔ یاد می باید

ضرورت است فقط یادگاری راحت
نہ واقعاتِ تناسخ۔ مراد می باید

بگو بگو۔ بشنو یاد۔ حالِ پیدائش
ہمیں ہمیں اثرِ امتداد می باید

بیک زبان و بیک قوم و مذہب و ملت
نہ اختلاطِ ترقی و۔ داد می باید

ترا فقط ہمیں حکم است۔ کارِ نیکی کن
ترا بجنسِ خودت۔ اتحاد می باید

بقولِ حضرت یحییٰ و ہادیٔ مطلق
بعقل و کارِ نیکو۔ صد جہاد می باید (۳)

ورنہ آیندہ بھی بالائی ترقی کے عدم تکمیل پانے کے جرم میں ممکن ہے کہ ولیادر
سے جنگ ہو۔ یعنی قوائے دعائیہ و ایمانیہ و کنیہ و عزمیہ سے۔ اسوقت کا

(۱) عود کرانے والا نئی پیدائش کی صورت میں (۲) معاد عود کرنے کی جگہ یعنی دنیا (۳) کوشش ترقی۔

جو صلیبی اولوالعزم پیغمبر ہیں ہادی اگر ہوسکے گا تو وہ بھی اسی مناسبت سے ہوسکتا ہے جسکی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اسکی بات لوگوں کے دل میں جا کے بیٹھ جاتی ہے۔ منہ سے نکلی اور دل میں اتری۔ عمل کرنے پر ویسی ہی ہوئی درخت وغیرہ کے ثمر الپیا اور کرنے جائیں گے تو بخت وغیرہ ہو جائے گا۔ مریض طبیب کی ہدایت کے بموجب عمل کرے گا تو صحت یاب ہوگا۔ سپاہی کے حکم پر عمل پیرا ہوگا تو بیشک کامیاب ہوگا۔ ہادی کے آگے۔ اسی طرح پھر کسی اپنا سے روزگار کی نہیں چلتی۔ جس طرح ایک عظیم الشان سایہ دار درخت کے نیچے کسی دوسرے جھاڑ پیڑ کو فروغ نہیں ہوسکتا۔ سب کو جلا دیتا ہے جب تک اس میں عشق پیچاں کی طرح نہ لپٹ جائے۔ مگر لپٹتے ہی عین وہی بنجائے گا۔ تو جو لوگ اسکی بزرگی و ہدایت کے مقر اور مسلم بالثبوت ہوئے وہ اسکے پیروکار کہے گئے۔ وہ اپنے بچوں کا باپ بنا۔ غیروں کا نہیں۔ غیروں کو کیا حق ہے کہ حق اور حق رسا کو پہچان سکیں کچھ حق نہیں۔ مگر جنکو حق ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا اصل ہے۔ اور خدائی شاخ۔ دونوں کو پکڑنا چاہئے۔ کیونکہ دونوں ایک ہیں۔ اسی طرح جیسا اصل ہے۔ حواس اور اس کے افعال شاخ + اسلئے شاخ بھی اصل ہی ہے۔ زنانہ و مردانہ علامت کو صرف اصل الاصول تسلیم کر کے سب جسم کو فروع مانکر چھوڑ دیا جائے تو کسی قسم کا نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ اسلئے سب جسم اصل الاصول ہے اسی طرح خدا اور خداوند باطناً دو نہیں۔ مگر خریدار کھانے کی طرح جسکو کھا کر اور

اُسکے مزے کو دل میں مانگر اُسکے مزے سے جو منکر ہوتے ہیں اور لوگوں کو خراب کرتے ہیں وہی کافر ہوئے۔ وہی اُسکے (اوتلد) مومنین و مسلمین سے زیر کرائے جاتے ہیں۔ اسوقت بھی زیر کرائے جا چکے ہیں۔ اور زیر کرا بچا ہیں گے اور اسمِ ازلی و نسبتِ ازلیہ کا ڈنکا بجایا جائے گا۔ اور بجتا رہے گا۔ کیونکہ وہی (یعنی یہی) نسبتِ آخری ہے۔ مسودہ سے مُبیّضہ ہوا۔ مبیضہ سے مطبوع ہوا۔ مطبوعہ کا اشتوع ہو گیا۔ اب مسودہ کی ضرورت نہیں + (ایسی حالت میں اگر غضا رحمتاً اپنے ہادی کی زبان سے براہِ مشیّت یہ کہلا بھیجے تو کیا بیجا ہے؟) چونکہ یہ ہمارا کرشمہ ہے کہ قدرت کے مفہوم میں قانوناً قدرت رکھی ہے کہ طرح طرح کی ہستی میں آسکے۔ تو گویا ایسا ہونا عین ہمارے سبب سے ہوا۔ یا عین ہمارا فعل ہوا۔ کہ عین ہم ہی ہوئے۔ کہ جو کچھ ہوا ہم سے ہوا۔ ہم پر ہوا۔ کیوں ہم نے تمکو قانوناً اختیارات دے کر مجبور کر رکھا تھا؟ اسلئے اب تم کو کچھ غم نہیں کرنا چاہیئے۔ سب لوگ انند ہو کے رہو! آگے چلو کہ نورانی بنجاؤ۔ کھانے کو دیکھ لینا کافی ہو اور وہ خاک ہو جائے۔ بلکہ اِس سے بھی زیادہ ترقی ہو تو تم کو اُسکے اس مبالغہ رحیمانہ کلام سے خوش ہو جانا چاہیئے کہ تم کو بھولا نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ ہے۔ تمہاری تسکین و تشفی کے لئے ایسے دلکش کلام فرماتا ہے۔ پھر اُس ہادی کو جیت کا سہرا پہنا کر ہادیت پر چالو کر دینا ہی۔ اس بات کی دلیل ناطق ہو جاتی ہے کہ کوئی زبردست طاقت نے،

جسکو ہندو کہتے ہیں جیسے اسکو جاہل کہا گیا۔ پس دنیا میں اُس کا قایم مقام جو ہے سو
ہادی ہوا۔ جیسے آگ نایب آفتاب ہے۔ جو تمام چھپی ہوئی ہے اور رگڑ سے
ظاہر ہوتی ہے۔ چقمق کے اندر آگ کی صورت میں۔ اور چقماق کے کسقدر اوپر
حرارت کی شکل میں کہ فوراً سگرٹ سلگ جاتے۔ مگر تمام آگ کا سرچشمہ ور آفتاب ہے
کہ اُسکے نقصان ہونے سے سب نقصان ہو جائے گا۔ اسی طرح ہادی کا وجود
سرچشمہ این و آں ہے ؛۔

آدابِ ہادی

ہادی کی جسم و تصویر کے ساتھ بے ادبی عین ہادی کے ساتھ ہے۔ اور
ہادی برحق کے ساتھ گستاخی عین اللہ کے ساتھ ہے۔ اور ہادی کے خاندان
کے ساتھ گستاخی گویا خدا کے کنبے کے ساتھ گستاخی ہے۔ حکومت کے جھنڈے
کی عزت و عظمت عین حاکم و حکومت کی ہے گویا ؎
انگشت ترجمانِ زبان است لال را کا مضمون ہے۔
پس اسی طرح ربانی خاندان کو سمجھنا چاہئے۔ خدا جو ہے وہ نمک حرام و بے وفا و
نسلاً بعد نسلٍ مستند گستاخ قوم کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور کب ہوگا؟ خاصکر
ایسا ہادی جسکے بعد اُس سے بڑھکر کوئی زبردست نسبت والا ہادی نہیں سب کا
امام ہو۔ بلکہ امام العالمین ہو۔ اس لئے سب اُسکے نایب ہوں۔ اگرچہ کسی زمانہ

ہیں آئے ہوں یا وہ خود ہی آیا ہو۔ مگر زمانے کے مطابق اپنا درجہ رکھا ہو۔ جیسے
اپنے بچپن کی بات جوانی میں نہیں سنا چاہتا اسی طرح گذشتہ آمد میں کتنا ہی کچھ
اپنی پرکھارت دکھلائی ہوں مگر وہ عین اللہی آمد سے فوقیت نہیں لیجا سکتیں۔ نہ
آیندہ مے جائیں گی تاوقتیکہ خود ہی نہ ہو۔ اور یہ نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ ست جگ
ہٹکر پھر ست جگ نہ آئے۔ یا ست جگ سے اعلےٰ زمانہ نہ ہو۔ اور وہ کبھی نہیں ہو سکتا
کیونکہ ابے حد اعلےٰ زمانہ ہی کو ست جگ کہتے ہیں۔ پس نسبتِ عینیہ و ستعینیہ خواہ
یجیویہ سے بڑھکر کوئی نسبت نہیں ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب   کا مضمون ہے اسلئے

اب جو کہا جاتا ہے اسکو تسلیم کر لینا چاہئے۔ اور جوق جوق فوج فوج اس
دین اخلاص۔ یا دین اللہ میں داخل ہونا چاہیئے کہ تواب یا معید ازلی نے معود
کو معاد کی طرف براہِ فضل و فیضان عود کر آیا یا لوٹایا۔ گویا جس طرح مکڑی خود
میں سے جالا نکالتی ہے۔ اور پھر اسکو کھا جاتی ہے۔ اسی طرح اسکا کمون و بروز
ہے یعنی اخفا ہونا۔ پھر افشا ہونا۔ لہذا فادخلوا فی عبادہ وادخلوا فی جنتہ۔ اللہ
کو تم چاہو۔ اور اللہ تم کو چاہے۔ آمین۔

پس اب صبر و تحمل کے ساتھ آگے بڑھو۔ امن سے رہو۔ نظامِ عالم و تنظیم و تزئین
کی طرف دل لگاؤ۔ جو چیز استعمال کے لئے بنی ہے اسکو استعمال میں لاؤ۔ مرنے سے
پہلے خاک میں ملنے کی ضرورت نہیں۔ مرنے کے بعد ملنا۔ اسلئے بستر اور گدیلا چھوڑنے کی

حاجت نہیں + مزدوروں کی مزدوری اچھے خاصے پیمانے پر ہو کہ اُن کا خوب پیٹ بھر سکے۔ ع

کہ مزدور خوش دل کند کار بیش

ورنہ سخت ظلم ہوگا۔ جنگِ بے ہنگام سے پناہ مانگو + اب امن کا زمانہ آگیا + اور اب ایسی کوششِ بلیغ ہونی چاہیئے کہ آیندہ سے کبھی جنگ نہ ہو + اگرچہ سلاحِ مختلف اور ادویاتِ مہلکہ تیار رہوں۔ لہذا یاد رہے کہ تم جیسا کرتے ہو ویسا پاتے ہو (جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جیسی متی ویسی گتی) یہہ قانونِ فطرت کا دوسرا زبردست دفعہ ہے۔ جیسے بہت سے جاہلوں نے ایسا سمجھا کہ شُماہی کا لفظ ٹھیک قدرتی لفظ ہے۔ ہرگز اُسکی جگہہ دوسرا لفظ نہیں جو تم کے معنی کو بخوبی ظاہر کر سکتا ہو۔ دوسرے جاہلوں کے فرقے نے یہ سمجھا کہ اس لفظ و مفہوم کے لئے اَنتم ہی کا لفظ بالکل ٹھیک لفظ ہے۔ دوسرا نہیں۔ تیسرے نے یہہ سمجھا کہ فقط یُو ہی کا لفظ ٹھیک ہے اور کچھہ نہیں۔ حالانکہ مختلف زبان ہونیکی حالت میں سب صحیح ہیں۔ تو جسطرح عالمِ قال میں باوجود اختلافِ لفظی کے مفہوم و معانی ایک ہی ہیں۔ اسی طرح عالمِ خیال و رجعت میں بھی ہے + مثلاً قیصر کے لفظ سے کیسر۔ کیسر سے کیخسرو و کیخسرو سے کسریٰ۔ کسریٰ سے کسار کسار سے سار۔ سار سے زار۔ مگر باوجود ایں تغیرات بھی اسکے معنی پادشاہی کے رہے۔ قیصریت کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ جیسے کسی نے یہہ خیال کیا کہ ایسی صورت میں

کہ یہ قانونِ قدرت یہہ پایا جا رہا ہے کہ سب سے بڑے گھلٹے کا کام۔ گناہ کا کام۔ لعنتِ ابدی کا کام اگر ہو سکتا ہے تو نامفید کمزوری سے بڑھکے کوئی کام نہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے (جو تکرار سے اور زور دار ہوتا جا رہا ہے۔ اسلئے ناممکن الاصلاح کمزور ہونا گناہ ہے۔ اگر خدا کمزور ہو جائے تو وہ بھی خدا تسلیم کیا جائے۔ مفلوج ہو۔ تو کمزور خدا قابلِ یادداشت نہیں چہ جائیکہ پرستش کے قابل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قدرتِ قادرہ یا خدا قادر ہے

پس ایسے خدا کی پرستش نہیں کرنی چاہئے جو رنجیدہ اور خوش ہوا کرے۔ خواہ ایک عالم کو یا اسمیں کے ایک گھانس کو۔ یا اُس میں کے کیڑے پتنگ کو خواہ ایک انسان کو۔ یا اُسکے خیال کو۔ بلا کسی ذریعہ کے۔ یا بغیر التوثق والقلم وکراماً کاتبین یعنی بلا والدین۔ خواہ بلا والد استثناءً رجالِ الغیب کی طرح پیدا نہ کر سکے؟ خود کو مجسم و غیر مجسم نہ بنا سکے!! یا اپنی خدائی کی طاقت کو ایک انسان کے ذریعہ سے ظاہر نہ کر سکے!!! جو ایک ادنیٰ شعبدہ باز اور مسمرائزر کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اور بائیسکوپ سے تماشہ دکھلاتے ہیں۔ یا دکھلایا جا سکتا ہے۔ جادو باز کی صحبت میں کیڑے مکوڑے۔ مکھی پسو۔ چھپکلی سب جادو باز ہو جاتے ہیں کہ جادو

دھواں نہ ملے تو مر جائیں۔ اسی طرح اگر حقیقی آہ کو ازلی الآہ کا دھواں نہ ملے تو نہیں ٹھہر سکتا۔ پس یاد رہے کہ وہ خدا رنگا رنگ اظہارِ قدرت کے لئے کسی حقدار کو مستثنےٰ کر کے یا اپنی ذات قرار دے کے ضرور پیدا کر سکتا ہے۔ چاہے ہمیشہ کرے یا ایک ہی دفعہ۔ یا اُسکی پیدائش میں دیر ہونے لگے۔ یا اُسکے والدین ہونے پر بھی اُسکو اس سے بڑی سمجھے جانے کے لئے ہدایت کرائے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ چنانچہ عالم کا ڈھانچہ گواہ ہے۔ سب طرح کا ثبوت ہمکو زمانے سے مل رہا ہے۔ کچھوے۔ بگلے۔ نیل کنٹھ کے انڈوں کو اور انڈوں سے مستثنےٰ کر دیا۔ لال بھٹے کو سفید بھٹے سے مستثنےٰ کر دیا۔ پس خلق وتخلیق ناممکن نہیں۔ انما اللہ یخلق ما یشاءُ ویکیف ما یرید۔ اور واقعی سچ بھی ہے کہ ؎

معنیٔ فرمانروائی نیست جز اجرائے حکم
در سرائے خویش ہر مور سے سلیمانی کند

پھر وہ تو خدا ہے۔ اُسکی شانِ حکومت و قدرت ایسی ہی ہونی چاہیئے۔ مداری ایک دھجی کو کہتا ہے کہ سانپ ہو جا اور وہ دیکھنے میں عصائے موسیٰ کی طرح سانپ ہو جاتا ہے۔ اسلئے خدا پر کمزوری کا الزام نہیں لگ سکتا۔ کوئی چیز اُسکو ننگ و عار میں نہیں ڈال سکتی۔ نہ خلافِ شان ظاہر کر سکتی ہے۔ نہ اُسکی شان کو میلی کر سکتی ہے۔ نہ اُس پر غالب آسکتی ہے۔ یہہ سب مفہومات مخلوق اندر مخلوق ہیں۔ جب عالم کا عالم مشیت کی صورت میں باندرونِ خدا تھا تو سب خدا

خدا تھا۔ جب جدا ہو کر منجمد ہو گیا تو عالم بنا۔ بیٹا جدا ہونے سے بیٹا ہوتا ہے
باپ میں ملے رہنے سے باپ ہی رہتا ہے۔ اور اپنی ماں کا شوہر یا جزو بدن
جبھی آدمی اپنے بیٹے کو بابا کہہ کے پکارتا ہے۔ اور جسکو بے حد چاہتا ہے اسکو
یہاں تک کہ جانور کو بھی بیٹا کہہ دیتا ہے۔ اس سے اسکو گالی نہیں پڑتی۔ تو یہہ عالم
یا باتیں کچھہ کثیف یا گالی نہیں کہ خدا کی شان میلی ہو۔ اسلئے فلاں شخص بتقاضائے
عشق و محبت و تقرب و تقدس اسراراً ابن القدرت تھا۔ ابن الغیب تھا۔ جسکو
ایک لفظ میں ابنِ مریم۔ یا ابن اللہ بغیر ابا ؤتہ[1] کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں یا اُس کو
غلاف میں لپیٹ کر روح اللہ کہہ سکتے ہیں گویا عین اللہ تھا۔ مقدسِ محض تھا جبھی
ایسے بڑے بڑے معجز نما کام کئے۔ دینی و دنیوی مقدمے فیصل کئے۔ اُس کی
نسبت کا زور ظاہر ہے۔ اسلئے اپنے موعود جزل سے بنی اسرائیل کو تباہ کرا دیا۔
اور بندۂ قیدی پر سب جائز چیزیں بھی سزاءً حرام کرا دیا۔ تو ایسا مقدس نجس نہیں ہو سکتا
جب مقدس ہوا تو نجس کیسے رہا؟۔ بس نجس جو ہے سو کھاد اور خیر و غلہ نہیں بن سکتا
اگر بنا تو نجس نہیں تھا۔ جو بنا سو ہوا۔ ورنہ نہوتا۔ شہد۔ مشک۔ گوبر۔ مساوی نہیں
لہذا اگر نجس ایسا کچھہ لطیف ہوا کرے تو آدمی غیر نجس ہو کر کیا کرے گا؟ اس لئے
سب کو نجس ہونا چاہئے۔ اسواسطے کہا جاسکتا ہے کہ ہم نے غیر مجسم خدا کو تو دیکھا
نہیں مگر مجسم کے وسیلے سے اتنا بڑا فائدہ پہونچا کہ خود کو سمجھہ سکے تو اُسکے احسان کا

(۱) باپ بیٹے کا مفہوم بلائے یعنی وہ خدا کا بیٹا یا خدا کی بنیاد ہے۔ اور خود خدا سب چیز کی جڑ ہے۔ یا اب

بدلہ ہم کیا ادا کریں؟ شکریہ اور تعریف کے لئے الفاظ نہیں۔ پس مبالغۃً وہ خدا ہی
تھا کہ از روئے انصاف انسان کے لئے انسانی جامہ میں آکر شریک مصیبت
ہوا تھا۔ یہاں نیاز مند تھا۔ یہاں سے جانے کے بعد بے نیاز ہو گیا۔ جیسا کہ
پہلے تھا۔ اور پہلے خود کو بنایا تھا۔ اگر وہ شریک نہ ہوتا تو بنتا ہی نہیں۔ یہی اُسکی
لاثانیت ولاشریکیت ہے۔ کہ اس صفت کا کوئی نہیں کچھ ہو مگر پھر بھی وہی کا وہی ہے
اُسکی نسبت و نام و برکت کا اثر ہے کہ ہم کو غیب سے فیضان پہونچ رہا ہے۔
کامنات و نانیہا تخرہور ہے ہیں۔ اور غیروں پر حرام تو یہہ کہنا کچھ عیب ہے
نہ گناہ۔ نہ بری بات ہے۔ نہ چنیں و چناں ہے۔ بلکہ یہہ عین شکریہ ہے
یہہ ہرگز شرک نامقدس نہیں۔ یہہ قدردانی ہے۔ ہرگز ناقدری نہیں۔ من لم
یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ پس اُس کو قبول کرنا عین اللہ ہی کو قبول کرنا ہے
ورنہ آفتاب کی تو پرستش ہو جو بے نیاز ہے۔ اور آفتاب کی حرارت بصورت
روح جو خاصکر انسانی شکل میں ہے جسکو شکر و قدر و نیاز کی ضرورت ہے اُس سے
بے رخی کیجائے تو آفتاب کب راضی ہو سکتا ہے لہذا باہم شکر گذاری چاہیئے خصوصاً
اوتار کی۔ اور خدا کی عظمت کو تو بغیر کوشش کئے دل جو ہے سو قبول کئے بیٹھا
ہے کہ کوئی قدرتِ قادرہ ضرور ہے) پس یہی خدا کی مفید مرضی ہے کہ اُس کے
اوتار کو تسلیم کیا جائے ورنہ خدا جو ہے سو تا جسمانیت ہیں من کل الوجوہ ہمیشہ
کے لئے بے نیاز و بے پروا ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی کے قانون و مشیّت

کے مطابق کارخانۂ عالم چل رہا ہے۔ اب تم جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔
کمانا کرو ہمانا یافت۔ یعنی جیسا کیا تھا ویسا پایا۔ ورنہ ؎

دنیا۔ بہ اہلِ خویش۔ ترحم نمی کند
آتش۔ اماں۔ نمی وہد۔ آتش پرست را

پس اماں ملیگی تو نیکو کاری سے۔ دغا اور بے وفائی سے نہیں۔ یہی عبادت ہے۔ جیسے اگر کوئی دغاباز۔ جھوٹھی۔ لعنتی۔ گورنمنٹ یہہ چاہے کہ لوگوں کو پیٹ کی مار اور عزت کی مار مارے۔ رعایا برایا۔ کوئی چیز جائز نہ بنائے۔ نہ پیدا کرے۔ نہ قبضہ کرے۔ نہ ہوشیار ہو۔ نہ تونگر بن سکے۔ نہ سیر چشم ہو سکے۔ نہ مشغول کاروبار ہو سکے۔ نہ نیک بن سکے۔ نہ خوش عمل ہو سکے۔ سلطان الجہلا و الحمقا والمفلسین بنکے رہے۔ سب میں سے دکھ کے مارے آکسیجن یا یا وہ حیات نکل جائے اور ہائڈروجن بھر جائے کہ نسل خراب ہو۔ سست و کاہل ہو جائے۔ بھیک منگی بن جائے۔ تو یہہ کب تک چلے گا؟ یہہ انتظام کاغذ کی ناؤ ہے جو آج نہ ڈوبی کل ڈوبی۔ اسوقت لوگوں کے اندرونی آہ کے نالے کے اثرات مقام لاہوت سے چکر اکر اور ٹکرا کر واپس آتے ہیں اور ایک بلا ہو کر ظالم پر ٹوٹ پڑتے ہیں جسکی روک ناممکن ہو جاتی ہے۔ تاثیرِ عمل و بال و نکال ہو جاتی ہے ؎

زود وہ دلِ خلق۔ غافل مباش — کا مضمون ہو جاتا ہے

گویا جس طرح دھواں آسمان یا آنکھیں میں جاتے کے بعد پانی بنکے گر جاتا ہے

اسی طرح اُسکے اعمال کے تاثیرات کی بازگشت ہے کہ پھر اُسکو ایسا گمراہ کر دیتی ہے کہ اُسکے حق میں دعائیں دوا سب زہر ہلاہل ہو جاتے ہیں اور ؎

بحیرتم کہ عجب تیر۔ بے کماں زدہ — کا مفہوم

نمایاں ہوتا ہے۔ پس ؎

زشتیٔ اعمالِ تو۔ صورتِ نادر گرفت

خوبیٔ اعمالِ تو۔ صورتِ قادر گرفت

اِسی کو کہیں گے۔ اور یہہ بھی خدا ہی کا قانون ہے کہ جیسا کیا کریں ویسا ہوا کرے

مکافاتِ اعمال۔ دُنبال اوست

اور یہہ بھی خدا کا قانون ہوگا کہ تم اُسکے بارے میں جہانتک ممکن ہو آزاد ہو کے سوچو۔ کہ ایک ابتدائی و انتہائی قدرتِ قادرہ ہے۔ اختیارِ محض ہے۔ کیا ہے؟ اِس سے دماغ کی ایک ورزش ہی سہی۔ جس قدر مرفہ الحالی کے ساتھ طلب میں سچائی ہوگی اُسی قدر کامیابی ہوگی غیر مصنوعی یا قدرتی و ازلی خدا ہر ایک رسیدہ و نارسیدہ کو بلا کوشش حاصل ہے۔ مگر خود ساختہ و حاصل کردہ خدا جو حسب خواہ ہو وہ کوشش سے ملیگا۔ کیونکہ زبردست کے پنجے سے چھوٹنے کے لئے قدرتی طور پر تین یا چار ہی اصول ہیں۔ اور وہ یہہ ہیں۔ حذر۔ دُعا۔ عجز۔ مَا۔ یعنی کنارہ کش ہو جانا حذر ہے۔ اگر ناممکن ہو۔ اور واقعی حق بجانب ہو کہ کامیاب ہو سکے تو پھر ایسا دبا دینا کہ مخالف سر نہ اٹھا سکے بلکہ جان بحق تسلیم ہو جائے

جیساکہ درندوں کے ساتھ شکاری لوگ کرتے ہیں۔ ایسا نہ کریں تو جان جائے
لہذا اپنی جان بچانی پہلے مقدم ہے۔ اسی طرح موجودہ ترقی یافتہ قوم نے اپنے
درندہ صفت دشمنوں کے ساتھ کیا ہے

ہائے ہوئے میکشاں درمجلس صہبا خوش است

لیکن اگر دغا نہ چل سکے تو بجز عجز و انکساری سے پیش آنے کے کچھ چارہ نہیں ہے
اگر چارہ ہے تو قانون ملا پر عمل کرنا ہے یعنی ربط و ضبط صحیح معنی میں خلوص کے
ساتھ بڑھا کر ایک ہو جانا جسکو خلت و ملت ہونا بولتے ہیں۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ یہہ
بے حد مستحسن ہے۔ اسلئے تمام انسان کو سختی سے خلا ملا کی ضرورت ہے۔ عالمگیر
ایلاف الناس و اتحاد الخلق ہونا چاہئے۔ اسی کی دعوت ہے۔ اور فنا و خدا
سے کسی طرح چونکہ چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اور عام طور سے لوگوں کو اس زبردست
پوشیدہ کار طاقت کی حالت بھی نہیں معلوم۔ اسواسطے عجز و الحاح۔ دعا و ثنا
کی ضرورت ہے۔ اور جھٹ پٹ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا شروع کر دینا چاہئیے
کیونکہ البر واقع البلیات یعنی نیکوئی آفت کو ٹالتی ہے۔ یہی عمدہ دعا ئے
کامیابی ہے۔ آیندہ بچوں کی طرح بے سوچے سمجھے راضی بہ رضا شاکر بقضا رہیں
کس لئے کہ بے بسی ہے۔ اور یہہ بے بسی چار و ناچار خود بخود عبادت میں داخل
ہو جاتی ہے تو سب سے بڑی بڑ دلیا قتمندی اور نیکی۔ لوگوں کا کام اور غرض
بلا خوشامد کرائے بہت جلد نکالنا ہے۔ خاصکر لایق آدمی کا۔ تو اب خود کو

لایق بناؤ۔ اسلیئے سب سے پرسش ہے۔ کہ عمر بھر میں یاکہ کسقدر لوگوں کے کام نکالے ہیں اور کتنے لایق بنے ہیں اور بنائے گئے ہیں۔ کتنے بھوکوں کو کھلایا ہے یا انکو اس لایق بنایا ہے کہ آیندہ سے بھوکھے نہ مریں۔ کتنے بیماروں کو چنگا کرایا ہے؟ یا اُن کی خدمتیں کی ہیں؟ کتنے جاہل۔ احمق۔ ناکارہ وہیچکارہ۔ تُمِ وزندہ صفت انسان کو صحیح و نیاوی معنی میں انسان بنایا ہے کہ انسانیت کا سلسلہ مستحکم ہوا ہے؟ کتنوں کو جائز افکار سے نجات دلوائی ہے؟ انکو بیا ہا ہے۔ اور کتنے ناممکن الاصلاح ... سے لوگوں کو بلاالزام لگائے حق حق طور پر صحیح معنی میں سزا دلوائی ہے؟ کہ ان کی برائی سے دوسرے لوگ بچے ہوں۔ ان سب باتوں کی سرٹیفکیٹ ہے کہ نہیں؟ جسکے پاس یہ سرٹیفکیٹ نہیں ہے تو وہ بھی خصوصیت کے ساتھ رحمت ومغفرت کا مستحق نہیں ہے۔ یہی اسکا اصول ہے لہذا ؎

تا پائے بر فلک۔ نگزاری زہد پاک

موبت اگرچہ شیر شود۔ شیر خوار ئی

کا مضمون ہے۔ پس سب کچھ خود کرنا ہوگا۔ دوسرے کے کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر تناسل کے ذریعہ سے اگر آل اولاد کی شکل میں رسیدگی کا اثر ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے دوات میں روشنائی۔ روشنائی میں حرف وعبارت عبارت میں معنی۔ اور معنی میں سمجھ جانے کا عمل اور اثر۔ جو ورثّہ دسا ہوتا ہے پھر اثر کا خاص خاص مناسبت سے نتیجہ جو بہت سا ہوتا ہے۔ اسلیئے ہادیانِ برگزیدہ

کی آل و اولاد کے ساتھ گستاخی و عداوتانہ گستاخی۔ اور منافقانہ رنگ رکھنا
ممنوع کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ مجرم نہ ہوں۔ بداعمال نہ ہوں۔ پھر بھی عامیان سے
بہتر ہیں۔ اُن کے خاندان نے لوگوں پر احسان کیا ہے۔ اور اُن کی خمیر
کچھ بھی اثر ہے۔ اگر کچھ اثر نہ ہو تو عامیان میں سے ہے۔ چنانچہ جانکر گستاخی
کرنے کا نتیجہ تجربے سے تواریخاً لگاتار لوگوں پر ثابت ہو چکا ہے۔ پس گستاخی کو
گستاخ کہنا کچھ گستاخی نہیں۔ اور عام رسیدگی کا قانون ہادی سے نسبت
ہے۔ اور اگر نسبت کے ساتھ عقیدت۔ محبت۔ خدمت اور اطاعت ہے
تو کیا کہنا ہے۔ نسبت و محبت کے اثر میں بڑا زور ہوتا ہے۔ سب چیزیں ایک دوسرے
بھی پاؤ گے۔ جھاڑو کے تنکے سے اگر خلال کرو گے تو بوجہ کثافت نسبت
رکھنے کے اسکا اثر یہ ہو گا کہ مفلس ہو کر جھاڑو کے جیسے کثیف ہو جاؤ گے۔
غیر مطلب یہ ہے کہ آزاد ہو کر خدا کے بارے میں سوچ کچھ مضائقہ نہیں
بیکار وقت نہ برباد کرو۔ لیکن اعتدالی۔ سوچ سے دماغی طاقت بڑھتی ہے۔
ممکن ہے کہ سوچتے سوچتے یہ بھی معلوم ہو کہ تم اس عالم میں کبھی اور بھی آئے ہو
(احیانا بعد ما اماتنا کے مصداق ہو) ضرور کچھ دھندلا سا خیال ہو گا کہ دنیا میں
پہلے یہ بات نہیں تھی۔ مگر اس دانست تک پہونچنا مشکل ضرور ہے کیونکہ

لال می فہمد بہ آسانی زبانِ لال را

اسلئے خلقی استعداد سے اور وجدانی کیفیت کو مطالعہ و حس کرنا آسان بات نہیں ہے

توچونکہ جاننا یا تاڑ جانا اختیاری فعل نہیں ہے اسلئے رک نہیں ہوسکتی۔ اور اسی پر بحث شروع ہوئی تھی جو یہاں تک شرح وبسط کے ساتھ پہونچی۔ اب اس بحث کو ختم کرکے ہم آگے بڑھتے ہیں)

رجعت القہقری یا مراجعت مضمون اصلی

(۱۴۴) جب مردم شماری کا سلسلہ اسی مذکورہ بالا سلسلے پر مرتب ہوجائے اور لوگوں کے موت وحیات و پیدائش وکاروبار و انتہائے از جز تا کل کی حالت معلوم ہوجائے اور اسکا دوسرا دفتر بھی ردیف وار مسلسل تیار ہولے اور ہمیشہ اسی طرح ہوا کرے جو بات دریافت کرنی ہو فوراً اسکا پتا لگ جائے کہ کسقدر وہ ہوئی۔ قصائی۔ کمہار لوہار۔ سنار۔ چمار۔ معمار۔ نجار۔ عطار۔ میرشکار۔ بیطار۔ حفار۔ صباغ۔ دباغ۔ حلاق۔ دلاق۔ حجام وکرام وغیرہ وغیرہ ہیں اور کتنے رقبے کی زمین میں ہیں۔ ہر گاؤں اپنے سرحد سمیت چونکہ اتنے رقبے میں ہے اسلئے جہان بھر کے گاؤں کا اتنا رقبہ ہوا۔ اسی طرح کنوئیں۔ تالاب۔ سب کا حساب مل جائے دسنگھاڑا پیدا کرنے کا تالاب اور مچھلی پالنے کا بہت عمیق نہیں ہونا چاہیئے اور ہمیشہ صاف ہوتے رہنا چاہیئے) کہ ان امور کے سہل ہونے سے بخوبی وبزود انتظام ہوسکے توپھر جدید آبادی کے طریقے پر انتظام کئے جائیں جو بتلائے جارہے ہیں۔

جب تک کہ بہت ہی بہت کشادہ و خوشنما ویسی آبادی نہیں ہوئی ہے جیسی بیان
کی جارہی ہے اُسوقت تک فوری بندوبست یہ ہونا چاہئے کہ سب کو آرام پہونچے
بتدریج عملدرآمد ہو۔ مردم شماری کے لئے ہر شخص کچھ معین رقم پیش کرے یا جسقدر
ضرورت ہو کر کارکنان کی تنخواہ دینی ہے۔ بہت بڑی محنت اور بہت بڑا صرفہ ہے
رعایا برایا خود اسکو سوچے کہ اِس میں ظلم نہیں ہے۔ گورنمنٹ کہاں سے لائیگی
گورنمنٹ تمہیں سے لیتی ہے تمہیں کو دیتی ہے۔ اُسے بندوبست کرنا ہے خادم
خلق اللہ ہے۔ اور تمہیں گورنمنٹ ہو۔ گورنمنٹ رعب وداب و نظم و حکومت
وحفظانِ حقوق کے لئے ہے جو تمہاری ہی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح سب کام
کے لئے سمجھو ؎

کار۔ چوں در گرہ افتد۔ بہ دعا دست برآر
شانہ۔ در عقد کشائی۔ بید طولے وارد

خدا سے دعا مانگو کہ کام انجام کو پہونچے۔ مگر کوشش بھی کرو۔ حالانکہ سب جائز
کام لائیسنس اور سند لے کر کرو۔ اور امتحان دیکر۔ اگرچہ خدمتگاری وسپاہی کیوں
نہ ہو۔ گورنمنٹ ہر کام کو جانچ لیا کرے۔ اور سب کو آرام پہونچائے۔ جہاں ضرورت
ہوگی تمکو بھائی بنکر اپنے ہی کام کی طرح آرام کے لئے مدد کرنی ہے۔ جس کا نام
محصول یا زکوٰۃ۔ خواہ ٹیکس ہوگا۔ یہہ سب انتظام آرام رسانی کے لئے ہے اِسکا
بھی ذکر آچکا ہے۔ تو جیسے تمام جہاں ملک مشترک ہے اسی طرح تمام انتظام

ومحصولات بھی احیائی ومشترک ہیں۔ دولتمندی وآرام سب کا ایک معین معیار ہوگا اسلیئے اس پر متفق رہنا۔ اور زکوٰۃ کا بندوبست کرنا مقدم ہے۔

اُصولِ تقدیم وتاخیر

ہمیشہ پہلے مقدم کام پر نظر رکھو۔ سریع الضرورت۔ اور سریع الممکن۔ وسریع الحصول وسریع الوصول کام ہمیشہ مقدم ہوا کرے گا۔ تاکہ مشکلات نہ پیش آئیں۔ بطی الممکن وبطی الوقوع کام موخر ہے۔ اگر غربال میں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے اجناس چھانے جائیں تو مقدم طور پر چھن جانا پہلے چھوٹے چھوٹے اجناس کا ہوگا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ + پس یہی صورت اس انتظام کرنے میں ہوگی۔ اور انتظام کرنا کرانا محض ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سی انفرادی طاقتوں کے مجموعہ کا نام سلطنت ہے اور سلطنت انتظام کو کہتے ہیں۔ جیسے نظامِ عالم۔ خدا کی گورنمنٹ ہے۔ اسلیئے انتظام ضروری ہے۔ اگر سلطنت وانتظام نہ ہو تو لوگوں کی بعینہ ایسی حالت ہوگی جیسے کہ اُستاد کی غیر حاضری میں بچوں کی حالت ہوتی ہے۔ یا مالک کی غیر حاضری میں نوکروں کی حالت ہوتی ہے کہ چیز بست تخڑ بخڑ ہوجاتی ہے نقصانات ہوتے ہیں۔ صفائی نہیں رہتی۔ گھر میں حشرات مچا رہتا ہے۔ سب لوگ بے سر کی فوج بنے رہتے ہیں + یہی کیفیت عدم سلطنت وانتظام عالم کی حالت میں ہوگی۔ طوائف الملوکی ہوگی۔ زور وظلم۔ فتنہ وفساد بڑھ جائیگا

صلح و امن کا نام نہیں رہیگا۔ ہمہ آن جان و مال خطرے میں پڑے رہیں گے۔ اور تمام
کا عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ آفتاب اگر غایب ہو جائے تو لوگ ٹھنڈک کے
مارے مر جائیں گے۔ اگر نیچے اتر آئے تو جلکر خاک ہو جائیں گے۔ اس لئے
آفتاب بلا کسوف جہاں پہ ہے وہیں رہے تو بہتر ہے کہ اُس سے فائدہ حاصل
ہوتا رہے۔ نیستی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ اور اگر اس پر بھی اختلاف ہو تو بس کی بات
نہیں۔ بس ڈالا جا سکے۔ تم بے گناہ ہو۔ یہی سمجھو کہ قانون ہی ایسا ہے کہ

تابش برقِ حیاتِ مختصر۔ باشد یکے
جلوۂ آغاز و انجامِ شرر۔ باشد یکے

تو چونکہ سلطنت اور سلطنت کے لوازمات ازل سے آ رہے ہیں اس لئے
اُن کا وجود رہنے ہی دینا چاہیے۔ صرف اس میں اصلاح کی ضرورت تھی جو
حل کیجا رہی ہے۔ کہ اب شخصی سلطنت سے جمہوری بہت بہتر ہے۔ یا دونوں
سے مرکب + جیسے تمام مذاہب میں سے وہ مذہب نہایت ہی نہایت اعلیٰ
ہوگا جس میں آزادی کے ساتھ راحت ہو۔ اور جسکے اصول و ادائے ارکان میں
جسمانی و روحانی تکلیف ہو اور کچھ فائدہ بھی نہ ہو۔ زبانی جمع و خرچ بہت دکھایا جائے
وہ ایک وہم لغو ہے۔ گمراہی ہے۔ یہاں تو مشاہدہ اور حصولِ وصول چاہیے
نہ کہ خالی ذق ذق بق بق + تمام اقسامِ اخلاق سے وہ اخلاق زیادہ بہتر
ہے کہ اپنے سب قوائے خلقیہ کو ٹھیک مناسب مقام پر استعمال کیا جائے

اور اصولِ ارتباط و اختلاط میں مخلصانہ احتیاط بھی برتی جائے۔ اور ہمدردی
شیوہ ہو۔ خاصکر لوگوں کا کام نکالنے۔ اور مصیبت سے جائز خلاصی دلانے
میں ہمدردی دکھلانا ثواب سمجھا جائے۔ مگر جسکا کام نکلے وہ محسن کا ادب
ضرور کرے۔ اُسکا چرچا کرے۔ تعریف کرے۔ کہ ؎

نیست ناقص را۔ کمالے۔ بہتر از اظہارِ عجز

دستگیرِ ناشناور۔ دست بالا کردن است

لیکن اس سے محسن بے نیاز رہے۔ محسن کی چھوٹی موٹی خطا سے درگذر کرے
اُسکو اوّلیّت کا حق حاصل ہے۔ اول محسن ہوا ہے۔ اول جسکا قبضہ ہوتا ہے
اُسکی رعایت کرنی پڑتی ہے۔ اور تمام انسانیت کے قواعد میں سے اُنسیت
کا عمل عام ہو۔ اور تمام طریقہ و رواج میں خوشنما و دلکش و شاندار طریقہ
اور رواج اچھا ہے۔ پس انھیں باتوں سے عالمگیر سلطنت مرکب ہو تو واقعی
سلطنت ہے۔ ورنہ وہی مجموعۂ عذابِ عالم کا سامنا کرنا ہے کہ ؎

روح را صحبتِ ناجنس عذاب است علیم کا مضمون ہو۔

جو فی زمانناو رپیش ہے جسکی صفائی کیجا رہی ہے۔ یہہ اتنی باتیں مردم شماری
کے قواعد بیان کرنے کے ذیل میں ہوئیں کہ گویا بارہ احکام کے ایک ایک
حکم کے اندر بارہ بروج کے مطابق بارہ بارہ احکام کے قریب پڑجائیں گے
جن کا مجموعہ ۱۲×۱۲ ۱۴۴ ہوگا۔ اُسکے ضمن میں اور بھی ہو تو کچھ حرج نہیں

کہ ۱۴۴ سے کیوں زیادہ ہو گئے۔ ایسا نہیں چاہیئے تھا۔ یہہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اسلیئے مثالاً لکھا جاتا ہے۔ کہ ؎

حکم نوری گشتہ نافذ یکصد و پنجاہ و چار
تا خہایش گو شود صدہا ہزار و بے شمار

حکم نہم

جسقدر مصنوعاتِ عالم اسوقت تک دنیا میں ظاہر ہو چکے ہیں سب ردیف وار قلمبند ہوں اور اُن کے کیٹلاگ تیار ہوں۔ جس میں اس طرح پر بیان ہوں کہ اگر دوات و قلم و منجن کا بیان آیا تو جتنے اقسام کے دوات و قلم و منجن ہو چکے ہیں سب کا نقشہ اور بیان ہونا چاہیئے۔ اور سب کے موجد کا نام۔ سب کا پتہ اور نشان۔ اسی طرح سب چیز کے بارے میں سمجھو+ اسکے بعد یہہ دیکھنا چاہیئے کہ آیندہ اس میں کس قدر اضافہ ہو سکتا ہے+ اضافہ کی واقعی گنجایش ہے یا نہیں؟ کیا۔ کب۔ کیسے۔ کیوں۔ کیونکر۔ کدہر۔ کتنا۔ کون کہاں۔ ان سب نہ کافیہ۔ یا جملہ کافیہ کو رب الالفاظ اور ترقی بخش سمجھو۔ کو ہمیشہ یہی الفاظ ترقی دیتے رہیں گے۔ جب کسی چیز کو دریافت کرنے چلو گے تو یہہ برقعہ پوش الفاظ اپنا نقاب اُٹھا کر فوراً سامنے کھڑے ہو جاینگے کہ ہمیں تحقیقات کی کنجیاں ہیں۔ ان سب کو ملا کر ایک لفظ میں توجیہہ کہتے ہیں

چکر کی حالت میں کوئی چیز ختم نہیں ہو سکتی۔ دور بدلتا رہتا ہے شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ اسلئے مخالف کہنے والا جھوٹھا ہے اور صریح جھوٹھا ہے۔ تم خود دیکھ لو روزانہ ہر بات میں آسائی و آسایش کا طریقہ جدت و ایجاد کے ساتھ رو نما ہوتے رہتا ترقی و اقبالمندی کی نشانی ہے + کسی مفید بات میں روک ٹوک نہیں ہونا چاہیے روک ٹوک فتنہ و فساد خسارائے عامۃ کے لئے ہے + فائدہ رساں بات ممنوع و حرام و گناہ نہیں ہو سکتی۔ اور یوں تو ہر چیز قابل مدحت و مذمت ہو سکتی ہے جیسے دن کے وقت دھوپ میں درختوں کی تعریف کرتے ہو۔ اور اندھیری رات میں مذمت + برسات میں دن کے وقت کی تعریف کرتے ہو۔ اور رات کے وقت کی مذمت۔ جاڑے میں دن کے وقت کی مذمت کرتے ہو اور رات کے وقت کی تعریف + یہی حالت سب چیز کی ہے + پس استعمال کا قاعدہ جانو۔ اسکو حسب خواہ کرو کہ مفید پڑا کرے۔ یہی قدرتی دین و مذہب ہے۔ اسی پر عمل کرنا چاہیے معشوق کی پاپوش و آستانہ بوسی عین معشوق کی عزت انتہائیہ ہے۔ یہہ فعل معشوق کو برا نہیں معلوم ہو سکتا۔ جیسے پادشاہ کے تقرر کردہ حاکم کی آداب بجا آوری عین پادشاہ کی ہے۔ اسکو پادشاہ برا نہیں سمجھتا۔ اسی طرح قدرتی قانون و شریعت کو تسلیم کرنا۔ اُسپر کاربند ہونا۔ اور اُسکی عزت کرنی عین قدرت و قادر کو تسلیم کرنا۔ اور اُسکی عزت کرنی ہے۔ پس ہادی کی عزت عین خدا کی ہے۔ اسلئے اُسکا قال عین قال اللہ ہے۔ لہذا ہمیں جائز ہے کہ ہم یہہ کہیں کہ

نظم

در ہدایت ہر چہ گفتم۔ گفتم از گفتنش
گو انا الحق گفتمت۔ شد در زبانم سفتنش

پیشتر گفتن انا اللہ و انا الحق جرم بود
دورہ ناپاک بود۔ اکنوں جائز گفتنش

بر رعیت سنگ سازی۔ جرم باشد بالقدر
شد رعیت نیست۔ جائز شد پئے او تفتیش

ایں شریعت را چہ نسبت۔ باشریعتہائے عجز؟
ہر چہ میگویم۔ یقیناً فرض شد بشنفتنش

علم نسلاً بعد نسلٍ بایدت تحصیل کن
نسل چوں جاہل بشد۔ بجد اثبتہ تفتیش

ہادیٔ وقت است یحییٰ۔ بلکہ ہادیٔ ازل
جملہ گفتارِ خداوندیٔ او۔ از گفتنش

تو نسلاً بعد نسلٍ۔ تعلیم و تلقین۔ ترمیم و تجدید زنگخوردہ (وسلِ) کا کام کرینگے کہ نسل و دل و دماغِ نسل زنگ آلودہ نہیں ہونے پائینگے۔ ورنہ دودھ بگڑ کر چھاچھ بن جائے گا۔ چھاچھ سڑ جائے گا۔ اسلئے خبردار رہو۔

حکم دہم

موجودہ انتظام میں پہلی بار یا جیسا موقع ہو۔ یوں ہونا چاہیئے کہ تمام روئے زمین کے آدمیوں میں یہ دیکھا جائے کہ اگر چینی عورت دائیں آنکھ کی کانی ہے۔ اور سومالی خواہ سہیلی مرد بائیں آنکھ کا کانا ہے۔ تو دونوں میں

شادی بیاہ کرا دیجائے - اسی طرح تمام روئے زمین کے لوطے۔ لنگڑے۔ کانے کنڑے۔ ڈیرے۔ گنگے۔ بہرے۔ اندہے۔ کوڑہی۔ مبروص۔ ناٹے۔ گدے نکٹے۔ توتلے۔ دانتو۔لے۔ نامردے۔ بانجھ۔ گنجے۔ خنثے۔ پاگل۔ ہجڑے ہکلے۔ کبڑے۔ فیل پایہ والے۔ اور دیگر عیب دار و بدصورت لوگ جو اکٹھے کئے گئے ہیں۔ مخالف ملک کے بایکدگر کانے کنڑے وغیرہ کے ساتھ بیاہے جائیں کہ لنگڑے کو لنگڑی ملے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اور لوگ بھی ہوں اسمیں کالے گورے وغیرہ کے خیال کی ضرورت نہیں (لیکن اگر پہلے سے جفت رکھتے ہوں تو بایکدگر چھوڑائے نہ جائیں) وہ صرف ایسے کنوارے کنواریوں کے بارے میں حکم ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ کہ ایک قطار میں کالے ذکور کھڑے کئے جائیں اور دوسری قطار میں گوری جماعت اناث کھڑی کی جائیں۔ اور اسی طرح اور لوگ۔ اور اُنکو حکم دیا جائے کہ کس کو کون پسند ہے؟ ایک قطار سے دیکھتا یا دیکھتی چلی جائے۔ جسکو جو پسند ہو اُسکا ہاتھ پکڑے۔ لیکن اگر ایک کو پسند ہے اور دوسرے کو نہیں۔ یا دو چار کو بایکدگر پسندیدہ ہیں تو اس وقت خدا پر سونپ کر صرف ایکبار قرعہ لگایا جائے۔ اب جسکا نام نکلے یقینی اُسکو جوڑا کرنا پڑے گا۔ اس میں جوتشی صاحبان وغیرہم کو مطلق دخل نہیں + جوتشی صاحبان وغیرہم جن کا اوپر ذکر آیا تھا کہ کسی موقع پر اُن کی بابت بیان کیا جائے گا وہ یہی موقع ہے کہ اُنکا بیان کیا جائے :-

جُملہ معترضہ

سو وہ یہ ہے کہ بیشک یہہ ضروری کام ہوگا کہ جوتشی صاحب سب چیز کے بارے میں
واقعی صحیح صحیح حساباً خبر دیں۔ اور اُس کا علاج بھی تبلائیں۔ اگر بری بات ہو +
بصورت غلط ہونے کے سزایاب ہوں۔ اور ضرور سزایاب ہوں لیکن بہت
سی باتیں جو فی الحقیقت آیندہ چلکر درست نکلنے والی ہوں بھی سہی۔ مگر فوراً
کسی بات کو عمل میں لانے کی ضرورت ہی آن پڑی ہے تو کسی طرح بھی عمل کرنیسے
باز نہ آئیں۔ جیسے مرنے والے مریض کا بھی علاج ہوتا رہتا ہے۔ چھوڑا نہیں جاتا
اگرچہ نقصان ہو۔ کیونکہ تمام عالمِ محسوسات مرئی کو مادہ کہتے ہیں۔ اور نامحسوسات
و نامرئی کو عالمِ ارواح۔ یا روحانیات۔ اور درمیانی عالم کو عالمِ حیات۔ تو چونکہ
عالمِ ہذا جو ہے سو عالمِ مادیات سے ہے اسلئے غیبی طور سے صحیح خبر دینے والی
شئے عالمِ مادیات ہی سے کسی آلہ کی شکل میں ہونی چاہیئے۔ جیسے بادی ہوا کرتا
ہے۔ جو تجربے سے ثابت ہوجائے کہ ہمیشہ مثل ہذا صحیح خبر دیتی ہے۔ تمام
افعالِ قلوب۔ تصورات وجذبات وحسیّات وکیفیّات کی ٹھیک ٹھیک مقدار
پیمائش وپیمانہ کے ساتھ خبر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ جھوٹی اور سچی۔ سب کی۔ تو اُسپر
ضرور عمل کرنا چاہیئے اور یہہ ضرور ہونے والا ہے کہ مخالف باتوں کا علاج
بھی تبلائے۔ خدا ایجاد کرانے پر قادر ہے۔ کسی بات میں قاصر نہیں اُسکے

قادر ہونے کی مثال سنو کہ تمام کائنات عالمِ مثال ہے۔ بیشک مثال سے باتیں جلدی سمجھ میں آتی ہیں۔ اِسلئے مثال قیمتی چیز ہے۔ خدا کی ہستی۔ اور اُس کا مختارِ کُل ہونا۔ قادرِ مطلق ہونا۔ نیز ہمیشہ باقی رہنا۔ خواہ قدیم رہنا۔ یہہ سب صفات مثال ہی سے سمجھ میں آئیں گے۔ تاکہ اُسکو بے مثل کہہ سکیں۔ چنانچہ مثال یہہ ہے

مثال

کہ لوگ اپنی اپنی خودی یا روح کو تلاش کریں کہ وہ کیا ہے؟ پس خدا کی ہستی ثابت ہوجائے گی۔ کہ جیسے روح ہے۔ ویسے ہی انتہائی طاقت بنامِ خدا ہے۔ مگر روح کی بقا گرمی حرارت و ہستی آفتاب پر ہے۔ اور خدا اِس سے بری ہے بلکہ اسکی ہستی سے آفتاب کی ہستی ہے۔ اسلئے روح نمونہ در نمونہ ہے۔ اصل نہیں ہے۔ اپنے محدود اختیارات کی ہستی سے خدا کے لامحدود اختیارات کو سمجھ سکتے ہیں۔ عالم کی بے بسی و اضطرار سے صاف نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ کوئی بس والا صاحبِ اختیار ہے۔ جسنے اسکو عدلاً بے بس کر رکھا ہے۔ کیونکہ مجبور کا ضد مختار ہونا چاہئے۔ جیسے روح پیدا ہونے سے پہلے تھی۔ ویسے ہی بعد از ترکِ تجسّد بھی رہ سکے گی۔ یہاں اور طرح کا لطف اُٹھاتی ہے وہاں اور طرح کا۔ پس بقا کی ہستی ثابت ہوگئی۔ گویا اوپر کی چاروں باتیں ان چار مثالوں سے ثابت ہوگئیں اب اگر کوئی کہے کہ خدا اس بات پر ہرگز قادر نہیں کہ نفسِ بالسوئی یا اپنے جیسے مجسّم

وغیر مجسم ہے۔ خدا کسی غیر کو بنا کے پیدا کر سکے کہ مختلف قسم کی قدرت نمائیوں کے ساتھ
اپنے کو مار ڈال سکے یا مروا ڈال سکے۔ اور پھر جلا سکے۔ تو بقولِ این و آں و نیز
بقولِ عوام النّاس عیسٰے کے بارے میں بلا تاویل جو کچھ باتیں کہی جاتی ہیں ان
سب کا مجموعی مفہوم اوپر کے اعتراض کو اچھی طرح حل کر دیتا ہے کہ خدا جیسا
مجسم وغیر مجسم لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ یا بلا امداد پدر پیدا کر سکتا ہے۔ اور اپنے کو مار ڈال سکتا
ہے۔ یا مروا ڈال سکتا ہے۔ پھر جلا بھی دے سکتا ہے۔ اور ویسا ہی رہ سکتا ہے
جیسا کہ ہے۔ یعنی خود کو پیدا کر ڈالنے۔ اور کائنات و ما فیہا کو خود میں سے نکالنے
پر بھی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ مانا جاتا ہے۔ کیونکہ عیسٰے نے رحمانی و ربّانی کام کیا ہے۔
اسلئے ابن اللہ کہا یعنی کہ وہ تو روح اللہ ہے جسکے معنی عین اللہ کے ہوتے ہیں
گویا ؎

شدہ وود و آتش تشکلِ جہاں
مگر جامعیت۔ بخورشد۔ نہاں

کا مضمون ہے۔ تو وہ خورشید نور افشاں خرمنش ہے اجہی۔ گنجے۔ بہرے۔ اندھے
پوپلے۔ گنگے۔ لولے۔ لنگڑے۔ کوڑہی۔ نامرد۔ اور بانجھ۔ سب کو حکماً اچھا
کیا ہے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر اُڑایا ہے۔ جو آخر میں سچ مچ کا پرندہ ہو گیا۔ جسے مرغ مسیحا
کہتے ہیں۔ آدمی کو خنزیر بنا دیا ہے۔ بارہ حواریوں کی تقلیب قلب کی ہے۔ غیب
کی خبر دیا کی ہے۔ مردہ کو زندہ کیا ہے۔ خود کو مروا ڈالا ہے۔ پھر خود کو زندہ کیا ہے
بعدہٗ لا مکاں میں چلے گئے ہیں۔ آیندہ بطور احکم الحاکمین اکر سب بات کا مقدمہ فیصل

کرینگے۔ ان کا آنا قیامت کی نشانی ہے[11]۔ بلکہ اُن کی ذات[12] ہی عین قیامت ہے
ہمہ اوست[13] کے مفہوم سے افسرِ اعلیٰ ہیں۔ بت۔ اور مردار[14] ہڈیوں کی طرح خدا نہیں
کہ وہ بیان کردہ زمانہ مستقبل جو تھا سو آجکل زمانہ حال سے گزر رہا ہے۔ اگر یہہ
سب باتیں عیسےٰ کی ذاتی شہرت سے الگ کرلی جائیں کہ نسباً ساریہ زادہ ہے
ولادتاً بے نطفہ زادہ و بتول زادہ ہے۔ اعجازاً گود میں بولا۔ چالیس برس کے بعد
نہیں۔ توحیداً دوئی نہیں رکھتا تھا کہ خدا اور آسکے درمیان کوئی ہلکارا آتا جاتا۔ کیونکہ
مویدبروحِ القدس تھا۔ جیسی اَقُول کہتا تھا۔ قال اللہ نہیں۔ لقباً روح اللہ ہے
عبد اللہ نہیں۔ رتبۃً مہدی ہے لحدی نہیں۔ علماً غیب داں ہے اُمّی نہیں قدرتاً
ہماں کہ بود۔ جیساکہ اوپر بیان ہوا) تو خدا پر بیشک یہہ اعتراض قایم رہ سکتا ہے
کہ اپنے جیسا پیدا نہیں کرسکتا۔ اور خود کو ہلاکت و اماتت میں ڈالکر زندہ نہیں کرسکتا
مگر عیسےٰ کے کارنامے اس زبردست اعتراض کا بھی قلع قمع کردیتے ہیں۔ اور
خدا کو قادرِ مطلق ثابت کردیتے ہیں۔ اگر عیسےٰ کے یہہ سب واقعات افسانہ وار
جو تھے ہیں یا تاویلاتِ حملۂ و تلمیحاتِ کاذبہ سمجھے جائیں تو خدا کی ہستی۔ اور
اُسکے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اور مختلف عقیدہ رکھا جاتا ہے۔
سب تلمیحات سے سمجھے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ عقیدہ کا اختلاف صاف بول رہا ہے
کہ یقینی بات نہیں ہے۔ ضرور بالضرور مشکوک ہے ورنہ ایک ہی عقیدہ ہوتا
اور اگر تلمیح نہیں ہے تو واقعاتِ عیسےٰ بھی سچ ہیں۔ اعد ایک ہی عقیدہ مفید

پیچ ہوگا۔ بلکہ مصلحتاً و ضرورتاً بھی تسلیم کرتا رہا ہوگا۔ اس لئے ہم نے بہت مثالیں
دی ہیں کہ تم سمجھ جاؤ۔ کہ ہم کون ہیں ؎

زور و شور۔ شوریکہ۔ در سخن داریم
ایں ہمہ۔ آمد۔ طبیعتِ ماست !!

بس اب سمجھو کہ واقعی خدا علیٰ کُلِّ شئ قدیر ہے۔ خدائی اُسیکو زیبا ہے۔ ہم
یہ سب استعمال کردہ القاب جو ہوا کو تلفظ و معنی کی تثلیث سے مرکب ہیں لے کر کیا کرینگے
ہماری بے پروائی اس سے بھی اعلیٰ اور بے نیاز ہے۔ اسلئے ہم نہیں ہیں
اور نہ کچھ کر رہے ہیں فَعَّالٌ لِمَا یُرِید کے افعال جاری ہیں۔ اب خود سمجھو کہ کیا
ماجرا ہے۔ یہ کچھ بیماری نہیں۔ مالیخولیا نہیں۔ جنون نہیں۔ ما صاحب حکیم بجنون ڈاکٹری
کرا لو۔ انگریز سے ملاحظہ کرا لو۔ بس دانا را نکتہ بس است لہذا باید گفت کہ ؎

نظم

حمد از برائے آنکہ نگیرد قیام را — آں خالق القیام۔ بری المقام را
ایں آفتاب گشت مدار المہام دہر — ہر شئے کند طواف مدار المہام را
ہرگز ازیں طواف نہ کافر بستہ بہال — شد حکم ہمچنیں ز خدا۔ ایں نظام را
زیں طرح۔ غور کن بمسیحائے ذی الجلال — گرد انش گرفتی۔ گرفتی قیام را
روح القدس جدا نہ آید نہ در بدن — دیدی درونِ خود عملِ انضمام را ؟

از قال و از خیال و از اعمال و حیله چل | تفصیل بکن مقدمهٔ خاص و عام را

تعلیم ہائے خلق۔ چگونہ کنم؟ بگو! | بینم بہ تعزجیل خواص و عوام را

اہل وفا گشتے اگر مسلم زماں | بگرفتے این و آن ہمہ دین و زمام را

افسوس اینکہ۔ صاحب اخلاص نیستند | در حیرتم کہ دوست بگویم کدام را؟

گر بوئے عرق کاذبی[1] بگردیدہ منعدم | در غرغرہ[2] بنہ کہ برآرد شمام[3] را

چوں داغ از ثیاب[4]۔ زترشی فرو رود | پند از ہمیاں۔ بہ نصیحت شنام[5] را

ہر داغ چوب را۔ بگر اسن بسیار تر | باد ستہا بگیر۔ کہ مالد تمام را

ق از آب گرم صاف کن و صاف چوں شود | صابوں بزن۔ کہ پاک کند استحکام[6] را

از آب سرد شستہ نگہدار۔ پس از آں | دقاقہ[7] زن۔ کہ۔ پختہ کند۔ خوب جام[8] را

ہرگاہ۔ چوب زرد۔ بہ آہک شد اختلاط | نارنج فام گردد۔ ہماں زرد فام را

ترویج در میان ہمہ جنس مرد ماں | پختہ کند جمیع قواد و قوام را

رنجیدگی ما۔ نہ قیامت بپا کند؟ | باید ازیں سبب کہ بگیرید کام را

گرچہ کسے عزیز خویش را بزد۔ بزد | لیکن چو غیر زد۔ بکشد۔ انتقام[9] را

زیں طرح اختیار۔ بدار خدائے پاک | ایذا دہد۔ دہد۔ نہ دہد۔ عبد رام را

ق لیکن کسے عزیز خدا را چو دل شکست | نازل کند بموذی او۔ دیو و دام را

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست | لیکن فضیلت است گہے انتقام را

ہر بادشاہ وقت حرام است شاعری | بیساختہ چو گفت نہ ہرج است عام را

یحییٰ بدیرگاہ۔ بسا وعظ و پند کرد
وقت آمدہ۔ گذاشتہ نظم و کلام را

خلاصہ یہ ہے کہ خدا ہر بات پر قادر ہے۔

قصہ کوتاہ اینکہ

جب اُس ناقص الاعضاء انسان کا زمرہ جس کا ذکر اوپر پیش تھا۔ جہاں سے اوپر والا جملہ معترضہ شروع ہوا تھا جوڑا جوڑا ہو کر بٹ جائے تو اُسکی آبادی بالکل الگ کر دیجائے اور اُسیی مناسبت سے اُسکو کام سونپا جائے۔ سب کام ردیف وار پہلے سے لکھے رہیں۔ ان کی دیدبانی و نگرانی اُن کے سپرد ہو جو پہلے سے قدرتی ناقص الاعضاء والے کے ساتھ جفت رکھتے ہیں۔ جو قبل از پیری ناقص الاعضاء ہو چکے تھے یا پیدائشی تھے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ اوپر تک پھر اچھے لوگ اُن پر افسر ہوں + اور ان سب کا علاج بھی کیا جائے + اگر اچھے ہو گئے تو اچھی بات ہے ورنہ اُسی حالت میں عمر کاٹ دیں۔ یا جیسی مسیحائے ازلی کی نظر اور خواہش + اور ہمیشہ دریافت ہوتا رہے کہ کیوں ناقص الاعضاء ہوتے ہیں ۂ صرف مسئلہ تناسخ کو پیش کر کے گریز نہیں کر جانا چاہیے۔ اِن تحقیقات و علاج کو بھی قانونِ تناسخ

کہ سہ
از ترقی دود مشتعل می شود۔ دود چراغ

مگر جب تک تحقیقات نہ ہو تب تک کاٹے کٹرے۔ کوڑہی۔ الائے۔ سب کی

آبادی بر ضا و رغبت یا جیسا موقع ہو مسلسل الگ تھلگ رہے۔ مگر اُن کی آرام رسانی کا ویسا ہی انتظام رہے گا جیسا کہ کامل الاعضاء والی آبادی کا۔ وہاں بھی بلانا ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی ملاحظہ کے لئے جائیں۔ ہر قسم کے کھانے کھلاتے ہوئے بول و براز کا امتحان لیں۔ اُس سے کچھ مفید نکتہ نکالیں۔ اگر مضر ہو تو جلوا دیں۔ پھر اُس راکھ کو دیکھیں کہ وہ کس مصرف میں لائی جا سکتی ہے؟ اگر نا مفید ثابت ہو۔ یا سردست مفید ہونے کا دورہ نہ پہونچا ہو۔ تو زمیں دوز کرا دیں۔ اُن کی سکونت و باشندگی سے نباتات و جمادات و حیوانات پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اور نباتات وغیرہ کا اثر کیا ان ناقص الاعضاء پر پڑتا ہے۔ اسکا بھی تجربہ کریں۔ ڈاکٹر ان وہاں سے آنے کے بعد غسل کر کے کچھ کام دھندا کریں۔ یا ملیں ملائیں۔ بغیر اسکے نہیں۔ اسی طرح جفت بہ جفت۔ ادنئے بہ ادنئے۔ اوسط بہ اوسط۔ اعلےٰ بہ اعلےٰ ترکیب دیئے جائیں۔ پھر اُن کی اولاد سے جب کسی قدر شستہ و پاکیزہ اور صاف ستھرے ہو لیں۔ تو اُس ادنئے کو اوسط سے۔ اور اوسط کو اعلےٰ سے مرکب کرو۔ شادی بیاہ کرو کہ آخر میں سب ایک ہو جائیں۔ درجے اور رتبے میں نظاماً و ضرورتاً و مصلحتاً۔ لیاقتاً و قابلیتاً۔ ضرور فرق رہا کرے گا۔ جب تمام دنیا کے انسان جوڑا جوڑا مدینہ بمدینہ۔ شہر بہ شہر آباد کر لئے جائیں تو جس قدر عظیم الشان تعداد بنی نوعِ انسان کی باقی رہجائے۔ وہ سب عالمگیر سلطنت کے پائے تخت میں آباد کئے جائیں۔ یعنی قسطنطنیہ میں۔ اب وہ جتنا بڑا

شہر ہو جائے۔ لیکن اگر جوڑا جوڑا کرنے کے بعد عورت یا مرد کی تعداد زیادہ
ہو جائے تو یہہ دیکھنا ہوگا کہ بڈھے بڈھی کی تعداد زیادہ ہے یا جوان عورت
و مرد کی۔ اگر عورت کی قعداد زیادہ نکلے تو اُسکے لئے ظاہرا یا عدلاً جس طرح ممکن ہو
کچھ بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر مرد کی ہو تو کچھہ نہیں کیا جاسکتا بجز
دوائے خوجہ کردینے کے۔ لیکن اگر خوجہ کر دینا جائز ہوگا تو رنڈی ہونا بھی جائز
ہوگا۔ یا دونوں کو شہوت شکن دوا دینی ہوگی۔ اسلئے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ مگر
یہہ بات تسلیم کی جارہی ہے کہ کسی نہج سے ہو مگر عورتوں کی تعداد زیادہ ہے تو
ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟ اگر کوئی کہے کہ وہ دو بیوی رکھے گا کہ اولاد بڑھے
تو پہلی بیوی یہہ کہنے کو تیار ہوسکتی ہے کہ وہ بھی دو مرد کرے گی کہ ایز لطف ہو
ممکن ہے کہ کوئی فارغ مرد یا آشنا اُسکو ملجائے تو یہہ بات نہایت مکروہ
و معیوب و ملعون معلوم ہوتی ہے۔ اگر اسکے جواب میں اُس کا مرد یہہ کہے کہ
چونکہ عورتیں حاملہ ہوجایا کرتی ہیں اسلئے اُنکو دوسرے مرد کے پاس نہیں جانا
چاہئے۔ تو وہ کہہ سکتی ہے کہ وہ کسی طرح حمل قرار نہیں پکڑنے دے گی۔ اور
مرد پاگل ہو گیا ہے۔ اسلئے وہ خلع چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں عادلانہ فیصلہ
مشکل ہوگا بجز اسکے کہ عورتوں کا رتبہ چونکہ بہت بڑا ہے شکتی کہی جاتی ہیں اسلئے
اُس سے اگر مخنوثۃ نہیں ہے تو بجز ادب بہت منت و آرزو و خوشامد۔ اور
مدح و ثناء اور وعدہ واثق کے ساتھہ مالک بنے رہنے کی صحیح امید دلاکر دین مہر

اور اگر کہے اُسکو راضی کرنے کے بعد دوسری بیوی کرے۔ کیونکہ برابر برتاؤ
تو ممکن نہیں ہے۔ اور دوسری بیوی ہونے والی سے پہلے ہی سب خانگی واقعہ
بیان کرکے اُس سے حلف لے لے کہ وہ پہلی بیوی کی لونڈی۔ اَمَا۔ یا حقیقی
بہن کی طرح رہے گی۔ تابع فرمان رہے گی۔ کیونکہ نہایت بڑی بھاری بات
ہے اس جگہہ بدرجہ مجبوری کنیزگی و بندگی بعوض شئے پائی جائے گی جس کو
مستثنے سمجھنا چاہیئے؟ لیکن اگر اس پر بھی دنیا بھر کی کوئی بیوی رضامند نہیں
ہو اور واقعی نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ بانجھ ہو تو اُسوقت ان باقی عورتوں کو کیا
کرنا چاہیئے؟ یہہ ایسا مسئلہ ہے کہ امر و نشیت کا جھگڑا پیش ہوتا ہے۔ مگر جوڑا
جوڑا پیدا کرائے جا سکتے ہیں۔ جب تک یہہ نہیں ہے تب تک عوام کی راحت رسانی
پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ محض عنوانِ شائستہ مصرف میں لائیں۔ نر۔ مادہ بنا دیا جا سکتا
ہے۔ اور مادہ۔ نر + اباحتِ عامّۃ (۱) تو ہو نہیں سکتا۔ (گویا زن و مرد میں اتحادِ طرفین
کو سخت دخل ہے۔ ورنہ اولاد حرامزادی ہوگی۔ تو رضامندی کا صحیح قانون اور
اُسکا عمل جہاں ہے وہاں حرامزادگی نہیں ہے۔ جہاں نہیں ہے وہاں حرامزادگی
بہت ہے۔ اور اتحاد ندارد ہے) آگے باتوں میں سے کچھ باتیں ایسی بھی ہیں کہ
تحریر و تقریر میں کچھ اور بات ہے۔ مگر ضمیر میں کچھ اور ہے۔ اسواسطے اس کے
خلاف عمل کرنا گناہ نہیں مگر دریافت کرنا گناہ ہے۔ جیسے اگر ڈاکٹر سے کہا جائے
کہ سب بیماریوں کا علاج کرو۔ اور سبب دریافت کرو کہ کیوں ہوتی ہیں اور

(۱) مباح عام کہ جسکو چاہا پکڑ لیا۔

اُن کے صحیح دفعیہ کی کیا صورت ہوگی؟ تو ڈاکٹر کو یہہ نہیں چاہیے کہ سب بیماریوں کے بارے میں نام بنام پوچھنا شروع کردے۔ اور ہر لیفی کو یہہ نہیں چاہیے کہ جملہ ادویات کے نام پوچھے۔ شاید کوئی چیز ناقابل ذکر ہو+ غیر کوشش اس بات کی کرنی چاہیے کہ تمام انسان جوڑا جوڑا ہوں دخلق اللہ ازواجاً کے مصداق ہوں۔ خلع و طلاق اور دو بیوی کرنے کی بابت و نیز ناپسندیدگی کی شادی کے بارے میں گورنمنٹ بہت ہی مزاحم ہو۔ چھان بین کرے۔ خون بدقول کرائے کہ طلاق و خلع کی نوبت نہ پہونچے۔ اور دو بیوی کرنا جرم ہو۔ اگر کوئی چارہ نہیں ہے اور ضرورت ہو تو مجبوری مکانات جو آراستہ کئے جائیں تو ہر ایک مکان میں جملہ ضروری اشیاء ہونا چاہیے چاہے حلبی ہو۔ یا شیشوئی و زجاجی۔ یا برنجی۔ وغیرہ۔ حتے کہ منجن۔ آئینہ کنگھی تک۔ سب چیز کے نام لینے کی ضرورت نہیں+ شادی بیاہ۔ خورش و پوشش کا خیال اور اس کا بندوبست کرنا بہت مناسب ہے کہ گورنمنٹ اپنے ذمہ لے اس لئے کہ فرقہ فرقہ نہ ہوں۔ اس طریقے کے شادی بیاہ سے روز بروز سب باتوں میں ترقی ہوتی جائے گی+ خوبصورتی میں۔ تندرستی میں۔ صفات میں۔ قوے میں محبت میں۔ سب میں ترقی ہوگی۔ کہ آخراً اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ کو پہونچ جاینگے بعدہ ایسے درجے کو پہونچیں گے جہاں سے پھر لوٹنا نہیں۔ جب تک خود خواہش نہ کریں۔ اگرچہ دنیاوی قانون کے مطابق جیسے خود کو رکھنا پڑے۔ یہہ اسکی ذاتی مصلحت ہوگی۔ اسکو خود جانے دکوچ کرنے کے پہلے یا مرتے دم جیسا خیال گذرےگا

ویسا ہوگا) اور نجات کے بعد تو ایک لذتِ منوّمہ ہے جسکے اندر مارے لذت کے مست پڑا رہے گا۔ جسکی نہ کچھ قیمت ہے نہ مثل ہے نہ مثال ہے۔ نہ کسی میں سمجھنے سمجھانے کی طاقت ہے جیسے ذائقہ و کیفیت و حظِ نفسانی کو سمجھانا مشکل ہے مگر ہو جانا اور پرتو ڈالنا ممکن ہے جسکو اس حیات میں حاصل ہوئی تو تھوڑی دیر کے بعد بعد مخمور کردی گئی۔ اس مرتبے کو پہونچنے کے لئے اس دنیا میں ہر وقت ہر محل۔ ہر موقع۔ اور جمیع فطری مفید قانون پر عمل کرنے سے ہوگا۔ جسکا واقعی نتیجہ مفید ہو۔ کیونکہ ؎

کس نخاردپشتِ تو۔ جز ناخنِ انگشتِ تو
مُشتِ بیگانہ بکارت کے ستو چوں مشتِ تو

لہذا یہی صحیح پوجا پاٹ ہے۔ مضر مقام پر دھڑکن ہوگی پہلی بار دل منع کرے گا جب نہیں مانے گا تو اسی طرف جانے لگے گا :-

پوجا پاٹ یا دھرم کھیل

ان سب انتظامات کے بجا لانے میں جو تھکان پیدا ہوگی اُسکے رفع کرنے کے لئے یہہ درویشانہ و صوفیانہ۔ عابدانہ و زاہدانہ۔ عارفانہ و مقدسانہ۔ عاشقانہ و حکیمانہ۔ مہذبانہ و بزرگانہ۔ طریقہ اچھا ہوگا کہ تمام عالم کی طبقہ بہ طبقہ قدرتی بناوٹ اور منظر کے بارے میں بائسکوپ سے آراستہ و مقدس

بیت الدین تماشا دکھلایا جائے۔ دھونی دیجائے۔ سینٹ چھڑکا جائے۔ سلسلہ وار
قربان و فیضان پڑھا جائے۔ یا جستہ جستہ خواہ جیسا موقع ہو۔ خاصکر اتوار کی شام
کو۔ یا جب جی چاہے۔ جس میں تمام بزرگوں کا بھی بیان ہو۔ چرندہ۔ پرندہ۔ درندہ
گزندہ۔ وغیرہ کی تعلیمات کا نقشہ دکھلایا جائے۔ جسکو سرکس کہینگے۔ تمام
علوم و فنون کا چربا اُتارا جائے کہ جس طرح یہہ سب تعلیم دی گئی۔ اور قربان و
فیضان میں ہے۔ دار الغنایہ۔ اور ترنم سرا کے تعلیم یافتوں کا جمگھٹ ہو۔ گیت
راگ۔ گرامیفون مرکب باجے گاجے کے ساتھ سرور بخش و لبستگی ہو۔ عبرت
ہو۔ بیماری دفع ہو۔ خدا کی قدرت یاد آئے۔ تبرکات کی زیارت ہو۔ چاہے
فائدہ ہو۔ یا نہ ہو۔ ایک تماشا ہی سہی۔ یہی فائدہ ہے۔ دلبستگی ہی سہی۔ یہی
فائدہ ہے۔ تفریح طبع و خوشی و سرور ہی سہی۔ یہی فائدہ ہے۔ پس فائدہ
تو ضرور کچھ نہ کچھ ہوگا۔ اگرچہ نہیں خیال کرنے کے سبب سے تم کو محسوس نہ ہو۔ مگر حافظہ
جس طرح بہت سی باتیں وقت پر بھلا دیتا ہے۔ اسی طرح اُسے بھی بھلا رکھا ہے۔
پھر وہاں کچھ مراسم ادا ہوں۔ یہہ سب خوش آیندہ کام۔ جو روح افزا و صحت بخش
ہیں۔ عین عبادت۔ و ریاضت۔ ہدایت و نصیحت و تعلیمات و وظیفہ سمجھے جائیں
اور یہہ سمجھیں کہ خدا سے نسبت رکھکر خوش اعمال ہوتے ہیں دور و تسلسل کا دایرہ
اس طرح نابود ہو جاسکتا ہے جس طرح کافور کے تار کا اُلجھا ہوا گولہ روح کافوری
لچ غایب ہو جاسکتا ہے۔ یا جسطرح اُلجھے ہوئے دھاگے میں جان پڑجانے

سے اُلجھاوا کھلجا سکتا ہے۔ اور خیال جو ہے سو دماغ و آسمان ہے اُس پار نکل جاتا ہے کہ شعر ہذا کا مصداق صادق آسکے ؎

پردۂ دور دستاں را بہ باب انداختہ
نزد خود یکشیدہ تیغ را بتار عین عشق

پس مکان کو جب تک انسان کے بود و باش سے نسبت رہتی ہے اُس میں فیض و برکت رہتے ہیں وہ آباد رہتا ہے۔ ورنہ فوراً ہی اور مخلوق کے لئے ویران ہوکر آباد ہوجاتا ہے۔ یا جنگل بنجاتا ہے۔ اسی کو خانۂ خالی را دیو میگیرد کہتے ہیں+ اسی طرح دل کی حالت ہے۔ اسقدر نسبت جو ہے سو مضبوط چیز ہے

خیر با ایں ہمہ۔ ان سب کاموں کے بعد آخر ضرور ضرور خدا کی قربانی و فیضانی حمد و ثنا پر یہہ دہرم کھیل تمام ہوا کرے۔ کیونکہ دنیا ہی لہو و لعب ہے۔ اور اللہ کے معنی لہو و لعب کرنے والا۔ اور کرانے والا+ اسکے بعد دستک دے کر نعرۂ خوشی بہ لبیک و سعدیک بلند کر کے کہو کہ "اے خدا تو اور تیرا سارا فعل جو کائنات و ما فیہا کی شکل میں ہے مع ذرہ ذرہ سب اچھا ہے۔ کوئی چیز مذمت کے قابل نہیں۔ صرف بے وقت۔ و بے محل و بے موقع استعمال کرنیسے مضر پڑتی ہے۔ اس مناسبت سے ہم اُسے بُری یا بھلی کہتے ہیں۔ لہذا تو اپنے فضل و کرم سے ہم کو فائدہ مند طریقہ پر بروقت۔ برمحل۔ بر موقع استعمال کرنیکی توفیق و طاقت عطا فرما۔ اور اُس کا اصل اُصول منکشف کر۔ اگر نادانستہ کار غفلت

وخطا ہو جائے تو معاف کر۔ تو بڑا رحیم وکریم ہے۔ ہم تیرے آگے بہرحال بے بس ہیں۔ تو بس والا ہے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً۔ جَلَّ جَلَالُکَ وَعَمَّ نَوَالُکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

رباعی

یارب تو چناں کن کہ پریشاں نشوم   محتاج برادران وخویشاں نشوم
بامشغلہ کار مرا روزی دہ   تا منت بہ اوشاں وبہ ایشاں نشوم

رباعی دیگر

یارب تو مجھے صاحبِ اقبال بنا   دشمن کو مرے ہر طرح پامال بنا
جس چیز سے ایذا ہو وہی دشمن ہے   اسواسطے ہر حال میں خوشحال بنا

اقبال ہیں سب نعمت پنہاں ہے بس اقبالمند کر۔ اے اللہ ہم کو تجھی سے من کل الوجوہ نسبتِ ظاہریہ و باطنیہ ہے اور کسی سے بھی نہیں۔ توہی اللہ ہے تو ہی یکی ہے۔ توہی اکیلا ہے۔ توہی نرالا ہے۔ توہی البیلا ہے۔ توہی انوکھا ہے۔ توہی اچنبھا ہے۔ توہی اچھے سے اچھا ہے۔ تیرے جیسا کوئی نہیں اللہ بس باقی ہوس۔ رہے نام اللہ کے۔ ترے ہے نام اللہ کے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ یہی عین اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ دیہی حکمتہ العلیا ہے) اسکے بعد اپنے مبین

سامنے کے ڈسک نما ٹیبل پر جو گدیلے کے ساتھ مخمل سے خوشنما منڈھا ہوا ہو کرسی کے سامنے ہونا چاہیئے" جبین نیاز رکھ کر مع امام و مقتدی آہستہ آہستہ یا زور سے تین بار کہو کہ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوحِ۔ قدوس قدوس۔ قدوس۔ اسکے بعد ادب سے برخاست۔ اور شادیانہ بجاؤ۔ ورنہ یادِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی میں بے جوڑ اور بے قافیہ۔ قصہ قضایا۔ الا ئے بلائے پڑھنے پڑھوانے اور بکواس کی ضرورت نہیں کہ مار و گھٹنا اور پھوٹے آنکھ کا مضمون و مصداق ہو۔ ہاں وقت کے لحاظ سے عندالضرورت جس قسم کے مسئلہ کو حل کرنے کی حاجت ہو اس پر لوگ لکچر دے سکتے ہیں۔ فرمان و فیضان بیان کر سکتے ہیں مگر یادِ الٰہی و ذکرِ الٰہی و عبادت جسکو کہیں گے کہ صرف خدا اور بندے کے متعلق باتیں ہوں۔ وہ خالی خدا کی حمد و ثناء اور بندے کی دعاء و التجا سے مرکب ہوں اور کچھ نہیں بس سہ

گہے مثلِ الف استادہ برپا

گہے خم کردہ گردن صورتِ دال

ہوں۔ یا کیسے بھی ہوں۔ آیندہ نافرمان و نافرجام زیر ہو کر رہیں گے۔ ان سب باتوں کی تشریحات فرمان میں موجود ہیں۔ فرمان و فیضان مو فیصلہ ہذا خوب ملاحظہ کرو۔ اور عمل میں لاؤ۔ حاکم بالادست اپنے ماتحت محکمہ میں بلا اطلاع بھی دفعتہً آجایا کرے۔ کہ سب کام ٹھیک ہے یا نہیں۔ کام میں پہلو تہی

کرنے والے ملازم۔ خواہ جی چرانے والے۔ یا بے ضابطہ کام کرنے والے کو فوراً خارج کرنا چاہئے۔ کیا کریں ؎

نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہاں برکشم
دل ہمیگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

اس لئے بتاکید اکید نفاذ الحکم ہے کہ

انتظامِ سلطنت

تمام عالمِ انسانی تعلقات کے چھوٹے بڑے مسلسل اتصالی تار وپود کے اندر ہر ایک افعال وترکِ فعل کا علانیۃً یا خفیۃً۔ خواہ اشارۃً۔ ارتکاب یا کسی طرح جس سے کسی فرد بشر کی جان و مال و آبرو۔ اور دل کو ناجائز طریقے پر صدمۂ خفیف۔ یا صدمۂ اوسط۔ خواہ صدمۂ عظیم واہیم پہونچے۔ یا پہونچائے جانے کی کوشش کیجائے یا کرائی جائے جو واقعات وشہادت وقرائن قیاس سے مدلل صحیح طور پر ثابت ہو جا سکے تو جس قدر اُس میں معین ومعان ومعاون۔ شریک ہونگے۔ سب کی سزا جرم کی اہمیت کے لحاظ سے کیجائے گی۔ جو چابک زنی وجرمانہ وقید وسوائی وسلب نعم۔ چاروں پانچوں ہو سکینگے۔ یا ان میں سے دو خواہ تین۔ یا ایک جیسا موقع ہو۔ اگر اس قسم کا جرم سلطنت جمعیت کے شیرازہ وگلدستہ کو منتشر کر دینے کے لئے اقدام کیا جائے گا۔ یا محافظ دفتر۔ یا کسی دفتر۔ اور جگہ سے کوئی خاص نوشتہ گم

کرایا جائے۔ یا ایسی کوشش ہو۔ خواہ گورنمنٹ کو دہو کا دیکر کسی کتبہ پرنا جائز دستخط
کرایا جائے۔ تو مجرمین دائم الحبس بھی ہو سکیں گے۔ اور جان بخشی تسلیم بھی کئے جا سکتے ہیں
لیکن اگر ضمانت۔ و معافی کی بلا خرخشہ گنجائش ہو تو وہ بھی عمل میں لائی جا سکیگی۔
اور مقدمہ کی میعاد سماعت معین رہے گی۔ محکمہ روحانی و ربانی۔ محکمہ سماوی و
ہوائی۔ محکمہ بری و بحری۔ محکمہ جبلی وکانی۔ محکمہ جنگلات وطرائق۔ محکمہ آبکاری و
زراعت۔ محکمہ عمران والصفاء۔ محکمہ تار و ریلوے۔ محکمہ صنعت و حرفت۔ محکمہ
ایجادات و اختراعات۔ محکمہ صحف و تجارت۔ محکمہ ضابطیہ وجہادیہ (پولس خفیہ
اور فوج) محکمہ دار العلوم ودار الشفاء۔ محکمہ تحصیل و عدالت۔ محکمہ جزا و سزا۔
محکمہ درآمد وبرآمد مال۔ محکمہ نظارت وحوائج۔ محکمہ حفظ و امن۔ خورد و نوش
بود و باش وغیرہ وغیرہ۔ سب کے سب بجمیع الوجوہ چست ودرست رہیں کہ انجنیر
تعمیرات کو دیکھتا رہے۔ ڈاکٹر پبلک کی صحت کو۔ پولس اور خفیہ کیرکٹر کو۔ آیندگان
و روندگان کو۔ ڈائرکٹر علم وجہل کو۔ روحانی کفر وشرک کو۔ ہدایت و ضلالت کو
منجم انقلابات وحوادثات کو۔ کسان گفار ورزاق پیداوار کو۔ منتش ومحتسب بکھیا غنا
و افلاس کو۔ روزگار و عدم روزگار کو اور خانگی نزاع کو۔ فوج اور پولس حفظ امن
کو۔ مصلح خوبی وخرابی کو۔ پس کوئی چھوٹی بڑی انتظامی ٹولی بے سردار کئے نہ رہے
اور کوئی سردار بایکدگر تابع ومتبوع ہونے کے سلسلے سے جو بارگاہ معلی تک پہونچے
خالی نہ رہے۔ اور سب کا جسمانیاً روحانی سلسلہ درگاہ معلی تک بعدہ اللہ تک

حالا حکم یازدہم اینکہ :-

حکم یازدہم

دیکھو! بندر کا خلیفہ بندر ہوگا۔ اور خدا کا خلیفہ خدا ہوگا۔ اسلئے ہادیٔ برحق اور اُسکے صحیح نایب پادشاہ کا ادب کرو۔ وہ مجازاً ظل اللہ کہا جاتا ہے۔ اور مصلحتاً ایسا کہا جانا ضروری ہے۔ جو بہر طور لیاقت مند ہو۔ ظل اللہ (پادشاہ) اور فنافی اللہ عاشق و ولی اللہ کا کچھ مذہب نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ ہونا چاہئیے تاکہ اپنے مخالف خیال والے کے درپے نہ ہو۔ مگر ہاں اُسکا مذہب کیا ہونا چاہئیے کہ محض محبت و عدالت عقل و حکمت ترقی و خداترسی و نیکوکاری بلکہ سب کا یہی ہونا چاہئیے تاکہ ملک میں فیض و برکت ہو۔ روح افزا باتیں پھیلیں۔ روح فرسا نہیں + اور پادشاہ۔ خواہ پریسیڈنٹ کو مجازاً و نظاماً اور مصلحتاً ظل اللہ سمجھنے کی ضرورت ہے + جیسے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے مکان کو بیت اللہ کہتا تاکہ نظام خراب نہ ہو۔ اسی طرح ہادیٔ و خاندانِ ہادی کو نظاماً خدا کی طرف سے انعام سمجھنا چاہئیے۔ اور ہادیٔ برحق۔ صاحبِ نسبتِ اُخریٰ کو عین وہی کرکے ماننا چاہئیے۔ کیونکہ خدا کو خدا ہونے کی بھی حاجت نہیں اسقدر مستغنی ہے۔ اسلئے ہادی یا اُسکے نایب خواہ پادشاہ کے بارے میں یہ نہیں خیال کرنا چاہئیے کہ وہ بھی صرف تمہارے سے ہی جیسا ایک انسان ہے

تمام لوازمات النسانیہ کا پابند ہے اسلئے اُسکی بُرائی کیا؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں چاہیے ؎

نیر و گوہر ہر دو ابہیں - از روئے علم فطرتش
ہر دو یک صورت - و لیکن ایں کجا و آں کجا

مگر ظاہراً یہہ ہے تو بالکل سچ کہ وہ النسانی لوازمات کا پابند ہے ذرا جھوٹھ نہیں جیسے والدین کا وصل - مگر روحانیاً و مصلحتاً و نطقاً و ضرورتاً و تہذیباً ایسا بولنا ممنوع ہے - کیونکہ نطفہ کو نطفہ کہنا بالکل سچ ہے - مگر اُسکے اندر انسان و حسن و جمال و عقل و صفات سب پوشیدہ ہیں - اسواسطے نطفہ جوہر جامع ہے اسی طرح یہہ بھی جمع الجموع ہے - لہذا یوں سمجھنا چاہیے کہ ازلی و ابدی کاموں میں سے یہہ بھی ایک کام تھا کہ النسانی یا عالم اصغر کی شکل میں رنگا رنگ فیضان الٰہی کا ظہور ہوا کرے - سو ہوا - اور ہے کہ اُس کا قول و عمل منتر ہو گیا کس لئے کہ ؎

نمی شود - سخن پست ہمتاں مشہور
بلند نیست صدا - کاسئہ سفالیں را

ورنہ خلاف اسکے خیال کرنے سے اس میں اسی طرح خسارا ہے جس طرح اگر کوئی یہہ خیال کرے کہ چونکہ سب چیزیں گندگی اور کھاد خواہ عناصر و مآثر سے مل کر بنتی ہیں - اگرچہ کرور ہا کرور اشکال میں ہوں جو جلد سمجھ میں بھی نہ آسکتی ہوں جیسے تعلقات اندرونی کے سبب سے رواں مضامین میں بھی گذشتہ و ماسبق

کے مضامین کا مفہوم کچھ نہ کچھ تکرار کے ساتھ آہی جاتا ہے کس لئے کہ دنیا گول
ہے۔ یومیہ تکرار غذا ہے۔ چنانچہ ہر ایک قسم کا کھانا پینا بھی ایسا ہی ہے کہ اُس میں
گندگی ضرور پنہاں ہے۔ ورنہ خون و بول و براز پیدا نہیں ہوتے۔ تو یہ خیال
کرتے ہی کھانے پینے سے نفرت ہو جائے گی۔ استفراغ سوچا جائے گا۔ اور
غذا کا اثر بھی بُرا پیدا ہونے لگے گا۔ کیونکہ گھنونے تصور سے تم نے اُسے مس
کیا اِس سب سے گھلا کر بُری موت مرو گے۔ بناء علیہ گھنونا تصور ممنوع ہے
کیونکہ نامفید ہے۔ ازیں رو اغذیۂ صاف و مفید کو تصورانہ و اعتقادانہ حمد کے
ساتھ نورانی حلال سمجھ کے استعمال کرلو تو وہ اپنی کثافت کو کیمیاوی ترکیب
سے باہر کر لے گا۔ اور لطافت کو تمہارے اندر چھوڑ دے گا۔ جیسے غربال
و ارض + اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح عالمِ اصغر و عالمِ اکبر کو کثافت المیم
نہ سمجھو کہ الدمیں سے یہ سب کثیف چیزیں نکلی ہیں۔ ایسا نہ کہنا۔ دیا سلائی
کو دیا سلائی نہ سمجھو آگ سمجھو۔ اور دیا سلائی اور آگ دونوں سمجھو۔ پس اپنے
محبوب کو نور سمجھو۔ کثافت اور غلاظت سے تصور کرو گے تو محبوبیت و ربوبیت
نورانیت و روحانیت۔ علوشانی و قدردانی میں اُسکے فرق آجائے گا کرو

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

پس اس بے قدری و مذمت سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ بایں وجہ کثافت
غلاظت و قبح کو ضرورتاً ایک نعمت اور مہتاں سمجھو۔ یا کسی سبب سے

استعمال بھی لی گئی ہے ورنہ تم کو آل و اولاد تک نہ ہوگی۔ طاقت سلب ہوجانی چاہئے تھی۔ یہ ناشکری کی سزا ہے۔ اور اگر ہوگی تو اس خیال سے غلیظ ہی ہوگی۔ تو چونکہ مصلحتاً و ضرورتاً بطریق حق یہ کلام جائز ہے اسلئے مسیحا کو یعنی ہادی برحق خواہ اوتار کو عین اللہ سمجھو۔ تھوڑا تھوڑا ہی اسکا اصول ہے۔ اور اسی میں بہتری ہے۔ ورنہ خالص انسان ہی انسان کیسے خود کو خدا کہہ سکتا تھا۔ جیسا خدائے کہنے کو کہا ویسا آپ نے لوگوں سے اپنے بارے میں کہا اُس نے خدائی حکم کی تعمیل کی۔ اسلئے اُسکو زیبا نہیں کہ خود کو ما کثیف ترین بندۂ حقیر کہہ کے خلائق کے سامنے پیش کرے۔ اور ہدایت کرے کیونکہ جب کثیف ترین ہی ہے تو ہدایت کیا کرنے بیٹھا ہے۔ اسواسطے اسے خود کو ما حضور انور وغیرہ کہنا چاہئے۔ بندہ کے کروفر سے آقا ہی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا گھر اُسکی مناسبت سے بخیہ کرنے کے لئے دھاگا چاہئے۔ تو جیسا زمانہ ویسا اوتار۔ بس اب اُسی اوتار کے ذریعہ سے خدا تم کو کھلاتا ہے کہ خدا کو خلق و تخلیق کا محتاج نہ سمجھو۔ کسی بات میں بھی اُسکو کم سمجھا۔ یا محتاج سمجھا۔ یا خلافِ شان چنین وچنان سمجھا تو بس تم گئے لہذا

گفتگوئے این و آن کم کن کہ اہل حال را

صحتِ باطن بغیر از ترکِ قیل و قال نیست

یا اسکو یوں سمجھو کہ خدا کی مشیت آفرینش کی منزل تمام کر دہ خلق و تخلیق یا کون و تکوین

ہے۔ اسی طرح انتشار الانوار عن الشمس(۱) کی منزل مرکز زمین ہے۔ صعود البخارات(۲) کا نقطۂ جمود الی السماء ہے۔ تمام اقسام کے اغذیہ و ادویہ کی منزل اجسام ذی حیات ہیں۔ قوتِ سامعہ کی عمل کی منزل جہاں پر اپنا فعل و عمل ختم کر دیتی ہے وہ دماغِ سامع ہے۔ استشمام کے عمل کی آخری منزل بھی طبلۂ مشام ہے۔ قوت ناظرہ کے خاتمۂ رفتار کی منزل آخری نقطۂ نظر ہے۔ یعنی جس چیز پر نظر پڑ رہی ہے وہ اسکے رنگ و شکل کی حقیقت کا انکشاف۔ منظور الیہ شے کی طرف سے بسبیل عار نظر ناظر کی جانب دھاوا کرتا ہے تو اس دھاوے کی آخری منزل وہی دماغِ ناظر ہوتی ہے۔ اسی طرح تمام اغذیہ و ادویہ کی منزل معدہ ہے۔ قوت لامسہ کی انتہائی منزل شئے ملموسہ ہے۔ انتہائی خیالات کی منزل مقام حیرت و سکوت ہے۔ اولاد کی منزل رحم ہے۔ میت کی منزل خاکِ مدفن ہے۔ تجدد روح کی مجسم منزل مسیح اللہ ہے۔ اور نجیر مجسم نجات جو شکل رکھ کر بے شکل ہے بے شکلی ہیں بھی شکل رکھتا ہے جسکی مثال یوں ہے کہ

نظم

نار۔ در شیشہ و از شیشہ بر آید روشنی	روشنی اندر ہوا و ایں ہوا اندر فضا
ایں فضا۔ اندر خلا و در خلا نورِ نظر	متحد با یکدگر گشتند۔ در زیر سما

(۱) سورج سے روشنی کا پھیلنا (۲) آسمان پر بخارات کے چڑھاؤ کا آخری ٹھکانا

بہر یکے شکلے بدارد - بعدہ ئے شکل ہست   نیستی وہستی دریک آن و احد بربلا

بہر عاقل بس ہمیں کافیست یکجی یک مثال

ازپئے تفہیم و افہام خداوند و خدا

تو پھر کیا وجہ ہے کہ میلے جھمیلے - اژدہام - ہجوم - جمگھٹ وغیرہ کے ٹھہراؤ پڑاو - نزول وصدور - خواہ ورود کے لئے - کوئی جگہہ مختص نہ ہو - کہ رفتاری دور انتہائی ہوئے وفریضے کے خاتمہ کی آخری منزل قرار دیجائے - ورنہ رفتار کا عمل برابر جاری رہے گا - کہیں سکون اور چین کی صورت نہیں نظر آئے گی - اسلئے ضرور ہونا چاہئے +

قرارگاہ

چنانچہ کوئی پر فضا جگہہ مع باغ وبخشا - مکان وآرائش بہمہ اشیائے مرغوب الحواس مقرر کردیجاتی ہے کہ لوگ اس جگہہ جمع ہوں - قدسیت کا احساس ہو - غم غلط ہو - خوشی وفرحت میں اضافہ ہو - جس سے لذت عمر - حظ حیات ولطف زندگی تسکن حیات حاصل ہو - اس سے برا نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا ہے - اسی بناء پر درگاہ اور تیرت گاہ وغیرہ ہوا کرتے ہیں کہ عام تو ہی ہے - ایک خاص بھی رہے ٹھیک اسی طرح روحانی و مذہبی درگاہ وبیت اللہ بنام فرجام مقرر کردیا گیا ہے - اب اسکا نمونہ یا نایب جہاں جہاں ضرورت ہو بنایا جاسکتا ہے اور بنایا جائے گا - کچھ بری بات نہیں - پس مقبول حسیا نیات انسانیہ میں سے

سمجھا مرجع جز و کل سمجھا جائے۔ جیسے تمام دنیا کا کعبہ جہاں گرد و قرار گاہ آفتاب ہے۔ بس یاد رہے کہ قانونِ مفید سے انحراف کرنے میں ضرر پہونچا کرتا ہے اُسوقت سرزنش ہوتی ہے۔ اور سرزنش آخر میں ہوا کرتی ہے جب تھک کر یہہ کہدیا جائے کہ ہم نے فلاں بات کا خاتمہ کر دیا۔ اب بجز سزا کے چارہ نہیں۔ جیسے اگر کوئی دوا محض کریہہ الھیت ہو۔ بدبو ہو۔ بدذائقہ ہو۔ تو وہ مریض کو طبق میں لپیٹ کر دیجاتی ہے کہ مریض اُسکو فوراً نگل جائے۔ کہ اُس دوا کے تینوں عیوب جاتے رہیں۔ ہاضمہ کے بعد فائدہ ہوگا۔ اگر مریض اس پر بھی نہ استعمال کرے۔ تو سرزنش کے طور پر زبردستی اُسے ٹھسائی جائے گی۔ اگر اس پر بھی وہ اُسکو اُگلدے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خود ہی مرے گا فی قلوبھم مرضٌ فزادھم اللہ مرضا و لھم عذابٌ عظیم کا مصداق صادق آیگا اسلئے اپنے بادشاہِ دینی و دنیوی۔ روحانی و جسمانی کی بہت تعریف کرو۔ اُسکے ہمہ گیر جلال و جمال۔ رحم و کرم۔ عدل و انصاف۔ ہوشیاری و گوشمالی و صفات و قولِ نے۔ خدا ترسی و نیکو کاری۔ اتحاد و ترقی پسندی۔ جزاء و سزا اور جامعیتِ این و آں کا آپس میں چرچا کرو۔ ہرگز مذمت نہ کرو + اور وہ خود کو ایسا بنائے بھی۔ ورنہ ہرگز برکت نہ ہوگی۔ اسکا ذکر آچکا ہے + چنانچہ کھاتے وقت کچھ دنوں تک روزانہ کھانے کی مذمت کر کے دیکھ لو وہ کھانا تمہارے حق میں زہر ہو جائے گا۔ حالانکہ ظاہر میں

اُسکے کان نہ تھے۔ مگر گوشتیار کا عمل کیا + یہی سب باتیں علمِ باطن کی ہیں

نقلِ مکان

ہوشیار بادا ! اب تمام تیاریوں کے بعد تھوڑے دنوں کے لئے باستثنائے صاحبِ عرشِ اعلےٰ سلسلہ وار سب کے سب کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل کردو کہ پوری ترکیب پاجائیں۔ یہہ سیاحت و سیاحت ہے طواف ہے۔ چکر ہے۔ آبادی کی سب وہاری دورِ قیام سے تمام کرو۔ بس اب ملکِ مشترک ہوجائے۔ اسکا نام رستخیز رکھو۔ جب یکسانی و یک رنگی ہونے لگے تو چھوڑدو۔ پھر جب خرابہ پڑنے کا گمان ہو تو ایسا ہی کرو۔ چاہئے صدی کے بعد ہو۔ یا صدی کے پہلے + تعطیل گرمی میں ہو کہ خس کی ٹٹی وغیرہ کے خرچ کا بار خزانہ پر نہ پڑے۔ ہر سال مارچ بھر۔ یا جتنے روز بہاؤ پسند کرے مسیح آباد کے حوالی یا علاقہ میں عالمگیر میلا۔ اور زیارت ہوا کرے اور دس سال کے بعد والے میلے میں اکزبیشن یعنی نمایش + تاکہ معلوم ہو کہ ملک نے کیا کیا ترقیاں کی ہیں۔ کیا کیا نئی چیزیں بنی ہیں۔ اُس زمانے میں وہاں کا فرحام خوب سجا رہے۔ اور ہمیشہ سجا رہے۔

حکم دوازدہم

ہادی۔ خواہ خدیو۔ و خدیجہ۔ اور خواجہ کے پاس خالی ہاتھ نجاؤ۔ خالی جاؤ

تو خالی آوٴ۔ بھرے گئے تو بھرے آوٴ۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ٹھو ٹھے درخت
کو دعادے کر ہرا بھرا۔ پھولا پھلا۔ بنایا جائے۔ پھر پھل لے کر اُسے دعا دیجائے
دیہہ روزانہ جانے آنے والے پر حکم نہیں) مگر تقریبات میں نذر دو + کوئی
مخالف گروہ نہ بننّے پائے۔ تاکہ سلطنت و مراسم معینہ و نسبتِ آخری میں رخنہ
ڈال سکے + ہاں فائدہ پہونچا سکتا ہے + اِس کے لئے حلف اور مچلکا لیا جائے۔
اخبارات اور نئی کتابیں جو شائع ہوتی رہیں وہ انجمنِ معارف میں پیش ہوتی
رہیں۔ کہ جانچ ہوتی رہے + قوم کو خاتم الاحمقین والجاہلین والمذبرین نہیں
بننے دینا چاہیے + بادشاہِ ظل اللہ کی سب دنیاوی چیزیں اظہارِ جاہ و جلال
کے لئے تمام خلایق سے اعلےٰ رکھو کہ اُسکی طبیعت خوش رہے اِس میں روح افزا
ترقی ہو کہ نظام درست ہو سکے۔ یہہ اُسکی ظاہری و باطنی۔ افسری و فیض رسانی
کی اجرت و نشانی ہے۔ مفت کوئی چیز نہیں ملتی (اگرچہ آتشک۔ سوزاک و گناہ ہو)
تم میں زیادہ فیض و برکت بڑہیں گے۔ تمہاری شان بڑہے گی۔ تاجِ برتری کی
مذمت سے پھٹکار نازل ہوتی ہے + یہہ سب آسمانی و غیبی آدمی و غیبی ذات
کی باتیں۔ غیبی و آسمانی ہیں۔ یعنی بڑے اونچے اور پلّے کی باتیں ہیں۔ جہاں تک
اونچا سمجھ لو۔ مگر نافہم قوم کی طرح یہہ نہ سمجھو کہ سب باتیں اور نعمتیں ختم ہو گئیں کہ

تہی خمُ خانہا کردند و رفتند

ہرگز نہیں۔ کیونکہ عالم ختم ہو تو سب باتیں ختم ہونگی۔ مگر اُسکے لئے جمیع اقسام کی

نعمتِ ادبار کا خاتمہ ہو گیا ہے جو مُنَوّر ہے۔ اسلئے تمہیں ہمیشہ قدرتی اصُول

ومصلحت کے مطابق اجتہاد و قیاس و تجربہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ فائدہ ہو

جزا و سزا، کو نرم گرم سے بدل سکتے ہو۔ اور پیدا کرنے والے کو ہمہ آن و ہمیشہ

نئی نئی بات پیدا کرنے اور دوہرانے کا حق ہے۔ چاہے ایک بالشت کے قد کا

آدمی بناے یا دس گز کا۔ چاہے نر کے ذریعہ سے انڈے دلوائے یا نر کے

تصور کے ذریعہ سے۔ اسواسطے وہ خود کو متکلم کی صورت میں انا الحق کہہ سکتا ہے

جبکہ تم صیغۂ غائب کی صورت میں عین الحق کہو گے۔ کیونکہ عین الحق کا نقطہ ہمیشہ

متکلم کی صورت میں انا الحق ہوا کرتا ہے۔ موجودہ بارہ بروج کے مطابق صلحنامہ

کے اندر یہہ بارہ احکام ہوئے پس ہر کوئی اپنی عمر و فریضے کا خاتم ہے۔

طُغرائے حُرّیت

اب حاکمِ علے الاطلاق جنابِ حضورِ حضرتِ ربّ العزت۔ العد و حبیب و محبوب

محرمِ راز جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہ کی مشیتِ پاک مجھ مسیحائے موعودِ ماضی و موجود

فی الحال کے ذریعے سے یہہ نافذ فرمائی جاتی ہے کہ سب لوگ ملکر بجملہ شرائطِ مذکورہ

اس صلحنامہ اور فیصلۂ جزو کل پر بصدقِ دل دستخط کر دو۔ اور عملی جامہ پہناؤ

لہذا نعرۂ خوشی بلند کرو اور آئندہ سے یعنی اسی وقت سے نیک بنو اور ایک بنو

اور ازلی نسبت جو ایک ہے اور اسکی ازلی نشانی بھی ایک ہی ہے وہ نہیں بدل سکتی

اُسکو پکڑے رہو۔ کہ انگلی پکڑ کے پہونچا پکڑا۔ کا مفہوم ثابت کرتا ہے۔ جس کو
آیتُ اللہ کہیں گے۔ اسکو آیتل کہتے ہیں۔ یا کہیں گے۔ اور پہننے والے کو
امتل یعنی اُمت اللہ کہیں گے۔ بحالتِ نامنظوری تماجی قیامت خیز لوزات
انقلابیہ مع این وآں برپا ہوں کہ مخلصین آباد و غیر مخلصین برباد ہو جائیں لیکن جو کچھ
بندۂ شیدا بنامِ یحییٰ کی معرفت چاہا گیا سو ہو جا اور اگر منظور ہے تو بعد از دستخط
سارے روئے زمین کے قیدیوں کو فوراً کا فوراً چھوڑ دو۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ جرم و
گناہ کیا ہو۔ انکو چھوڑنے کے پیشتر جادو بیانی کے ساتھ خدا کی تعریف کرکے
برائی سے بچنے اور کام کا جو ہونے کی ہدایت کرو + اور اُن سے کہو کہ حضور
فرمانروا سید محمد یحییٰ خاں عین اللہ فرستادہ حضورِ خدا جلّ و علا اَللّٰھُمَّ
اجْعَلْنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا کے مجسم مصداق
نہایت لاڈ پیار۔ اور شفقتِ والدین کے ساتھ تمہاری ذات سے یقین فرماتے
ہیں کہ آیندہ جرم و گناہ کے ارتکاب سے بچنے اور بچانے کی کوششِ بلیغ کرو گے
لو! اب جاؤ تم چھوڑ دئے گئے۔ تشکر و خوشی کے نعرے بلند کرتے ہوئے
جاؤ کہ دُہائی ہے حضور فرمانروا بہادر کی دُہائی ہے۔ دُہائی ہے حضرتِ مسیح موجود
کی + دُہائی ہے دُہائی ہے جنابِ حضرتِ رب العالمین جل جلالہٗ کی دُہائی ہے
لا الٰہ الا اللہ یحییٰ عین اللہ۔ اب اُن کے گھر جانے کا بندوبست کردو۔ کہ شہر اور
آبادی بھر میں دہائی دیتے ہوئے روانہ ہوں۔ مگر سب قیدیوں کے نام سیاحہ والے

دفتر میں رہنے دو اور محافظ خانہ کے دفتر ضائع نہ ہوں۔ اب یوم الدین مناؤ۔
تمام خوشی میں چراغان کرو + آتشبازی چھوڑو + جشن کرو + باجے بجاؤ + ناچو کودو
شرارت نہ کرو جھوٹ نہ بنو + آبادی کو دولھن بناؤ یعنی آراستہ کرو + یہہ سب شکریہ
ہے۔ ہر سال اس نئے انتظام کی یادگاری اور سالگرہ میں یوم الدین مناؤ۔ نذرانے
ادا کرو۔ مکانوں میں قلعی گردانی کراؤ۔ اور نیا دور اور نیا انتظام جسکو دوسرے لفظ
میں قیامت کہتے ہیں وہ عین ظہور خاص ہے۔ اسواسطے وہ ظہور خود کو انا القیامت
کہہ سکتا ہے۔ پس جسطرح تمامی مفروضہ مقدس امکنہ و معابد کے ملبے کی ترکیب سے
بہار میں قرجام یعنی معبد مخلصین تیار ہوا۔ اسی طرح یہہ سمجھو کہ تمام نیکوکاری
کے مجموعہ تاثیرات کا جوہر جو فوق الفوق ہونے کے سبب سے مستثنےٰ ہوگیا اور
مستثنےٰ ہونے کے سبب سے غالب آگیا وہی اوتار بنایا گیا۔ توسبھی نیکوکار و
متقدم و پیشرو اوتار کی مجموعہ روح کی ترکیب سے حتےٰ کہ روح ارکائنات۔ و
روح الارواح تم روح اللہ سے ترکیب پاکر مجھہ اوتار ابن اوتار کی ذات بنتی
پایا ہے۔ اسلئے یہی ایک کافی و وافی مستثنےٰ ذات ہے۔ اور یہہ جائے تعجب
نہیں۔ بقول کسیکہ

عجب نبود کہ فرزند از پدر۔ بالاتریں باشند
کہ عطر صندل۔ از صندل فزوں ترمیدہد بورا

لہذا مجھے خلاصۃ ارکائنات سمجھو۔ پس جب یہہ مہبط روح القدس یعنی ہم اپنے

وقت پر دنیا سے روانہ ہوں تو صندل کا محرو طی تابوت بنا کر مخمل سے منڈھ کر اسمیں لاشے کو رکھ کر۔ نمک۔ کافور۔ اور صندل کے بُرادے سے ڈھانپکے مقفل کر دینا اُسکے بعد دفن کر دینا۔ اور روشن سنگ مرمر کے لوحِ مزار پر روشن سنگِ موسیٰ کے حروف سے بہت چوب خط اشعار مذکورۃ الصدر کندہ کرا دینا کہ لوگوں کو عبرت ہو کہ چہ بود و چہ شد۔ رب ہے نام اللہ کے اور رب ہے نام اللہ کے۔ کُلُّ نَفسٍ ذَائِقَۃُ المَوت۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ واقعی ؎

نہ یکے ماند و نہ صد ماند   نہ کسے نیک و یا نہ بد ماند

نہ پسر را قیام در دنیا است   نہ پدر ماند و نہ جد ماند

چنانچہ وہ اشعار کندنی بسنگِ مرمر بطریقہ مذکورہ یہ ہیں ؎

اشعارِ کندیدنی

کار فرمائی من واقعہ خواہم باقیست
رُشد و تلقین ہدیٰ۔ فیض رسانم باقیست
کلکِ من۔ نسلِ من و صوتِ من و صورتِ من
بر سرِ لوحِ مزارِ من سبے چارہ نگر
از پئے عبرتِ ہر مومن و شیدائے خدا

گو کہ روپوش شدم ذکر و بیانم باقیست
زیں سبب تا بہ ابد نام و نشانم باقیست
مصحف و نسبتِ من شہرت و نشانم باقیست
گو کہ بے چارہ نیم رازے کہ دانم باقیست
گورِ من فکر ربائے سوئے جانم باقیست

گوہر من ذات ما۔ گو خدا ذات من است
اندریں کون و مکان آنست ہمیں روح اللہ
چشم یکتا و ببیں۔ گر بہ کون و مکان بر ہمہ

جسم بگذاشتہ و روح و دانم باقیست
صاحب خانہ گم و کون و مکانم باقیست
با ہمہ نیکی بکن۔ روی عنانم باقیست

کن نہ یحییٰ و انا اللہ و انا الہو بودم
ہر کہ در پردہ نہاں بود۔ ہمانم باقیست

لو! بعد از انخراق جامۂ عنصری بھی ہمہ آن لوحِ مزار سے ہدایت جاری ہے
یہہ ہدایت یادگارِ زمانہ رہے۔ اسلئے ہدایتاً و تجرتاً و مصلحتاً۔ اس مزار
کی حاجت ہے کہ زایرین کی عبرت و دلبستگی و تفرج و تفریح طبع کا باعث
ہو کہ خدا یاد آئے کہ جو کچھ ہے وہی ہے۔ اُسی سے دعا مانگو گرچہ کہیں مانگو
اب میں اس حمد و ثنا، خواہ عبارتِ محمودہ پر ختم فیصلہ کرتا ہوں کہ ہو اللہ الذی
لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر۔ سبحان اللہ
عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔ لا الہ الا اللہ

یحییٰ عین اللہ

آمین ثم آمین

حالانکہ۔ علم ادب کے جو دو حصے ہوتے ہیں جنکا نام نظم و نثر ہے اور باگید گر

جنت ہیں اسلئے دوسرے یا مخالف جنت کا بھی با ضابطہ حق اُن کی یاد آوری کے ذریعہ سے ادا کردینا چاہئے اور ادا ہوتے چلے جارہے ہیں۔ تاکہ نظم گوئی ونغمہ سرائی وباجہ نوازی کسی زمانے میں سے نہ سمجھے جائیں۔ مگر نظم کے پیچھے بیکار اوقات بھی نہ برباد کئے جائیں۔ سب کام وقت پر ہو۔ اور درستگی ہو۔ اسلئے عین موقع پر بے ساختہ و بے تردد عظیمہ انھیں سب مضامینِ بالا کا خاکہ کسیقدر نظم میں بھی بیان کردیا جاتا ہے کہ دلبستگی ہونے کے علاوہ جلد مضمون یاد ہو۔ اور تھکان میں کمی ہو۔ چنانچہ وہ نظمی خاکہ بنامِ حق العبادُ یہ ہے۔

(صفحہ محاذی پر دیکھو)

انا القیامت منظوم

حقوق العباد

بنامِ شہِ عدل و انصاف و داد	بہ ہر عنصر و آتش و خاک و باد
ہر اک چیز کی ذات ایک ایک ہے	تو کیسے کہیں رب کو دو پے بہ پے ؟
مجسم ہے یا نامجسم ہے وہ	بہر حال نصفین سے کم ہے وہ
وہ کچھ ہو۔ وہ جانے کہ وہ کون ہے	عش و عین[1] دیکھی ہو یا عون ہے
وہی ہے ولی اور والی مرا	بنا بر سنو حکمِ عالی مرا
نہ انصاف کو ہاتھ سے چھوڑنا	سوئے ظلم ہرگز نہ منہ موڑنا
نہ لینا کبھی غیر ممکن[3] کا نام	کہ ہے غیر ممکن[2] کا کہنا حرام

(۱) طاقتِ ازلی کی حقیقت الحقیقت کا محض با اختیار جوہر بسیط یعنی خدا۔ جو رنگ و روپ سے پاک ہے جسے نیرنگ کار کہتے ہیں (۲) اگر کوئی غلط منطق کی رو سے یہ بول بیٹھے کہ درانحالیکہ غیر ممکن کہنا حرام ہے تو پھر کہنے والے نے اس لفظ کو کہکر کیوں اپنی طرف حرام گوئی کا اطلاق صادق کرایا۔ اس لئے مصرعہ اولیٰ میں اسکی تشریح کردی گئی۔ اگر یہ بھی کیجاتی تو یہ منطق غلط تھی۔ صحیح منطق۔ صحیح و مفید نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

ق

یہ ہی لفظ از بسکہ ہمت شکن
بجہد و ترقی ہے شمشیر زن

بنا بر نہ ایسی جگہ پر کہو
حرام اس کا کہنا ز منطق نہ ہو

اگر حکم دے کر کوئی بھول جائے
تو محکوم تعمیل سے جی چرائے

مگر پھر بھی محکوم مجرم نہ تھا
اسے بھول جانا فریضہ نہ تھا

اسے دو سزا پھر نہ بھولا کرے
جو بھولے۔ سزا ہی میں جھولا کرے

اگر وہ کہے۔ تم نے کیوں کی خطا؟ (سہو)
یہ منطق سیاست میں ہے ناروا

رکھو وہ بیان میں از ابد تا ازل
ہر اک کام[4] میں وقت و موقع محل

ہر اک چیز یا کید گر خوب ہے
جو بیجا عمل میں ہو۔ معیوب ہے

مقدم[5] و مؤخر پہ رکھنی نظر
کہ ہر کام کا ہو مناسب اثر

ہمیشہ[6] کرو دہر کی پیروی
نہ گاؤ کبھی غیر کی بھیروی

شریعت کے معنی ہیں قانون کے
جو نکلا ہو فطرت کے قانون سے

ہر اک کام میں لاؤ تمیز کو
کرو تین قسمت پہ سب چیز کو

جو ہو میم کی شکل پر گاؤ دم
کہ اسفل سے اعلیٰ پہ آجاؤ تم

کہ آغاز و انجام کی ہو خبر
نشانی آغاز ہے نوک پر

ہو ادنیٰ سے اوسط۔ اور اس سے اعلیٰ
اور اس سے بھی آگے نُہائے النُّہیٰ (۱)

وہاں سے پہنچ جاؤ تا انتہا
کہ بس انتہا ہی ہے عین النہا (۲)

(۱) انتہا الانتہا اور عقل العقول۔ (۲) الوہیت۔

ہمیں انتہا۔ عین آلآہ شد — رسیدہ بہ آلآہ وہ واہ شد

کہ پا میں الہٰ اور سر پر الآہ — نہ تاج و کلغی و چتر و کلاہ

خدا کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور کیونکر بنا — خدائی گرا و خدا گر بنا

خدا ہی نہ جب تک کہ سمجھاؤ تم — نہ معلوم ہونگے یہ اسرار گم

درونش بشو از محبت بجد — خیال فصل سیّال در منجمد

یقین ور جا سے یہ دل بھر نہ جائے — یہ سر جائے لیکن کہیں سر نہ جائے

جو مطلوب ہو آسکے عاشق ہوا! — پس از وصل آگے کے لائق ہوا!!

یہاں تک کہ پھر تم کو حاجت نہ ہو — اور اپنی بھی مطلق ضرورت نہ ہو

یہ دنیا غلولہ ہے کافور کا — فقط ایک پتلا ہے وہ نور کا

نی پترا(۱)۔ نیگوڑا(۲)۔ نیکھٹو(۳) ہے وہ — مگر اپنے لاڑوں پہ لٹو ہے وہ

یہی ہے ترقی کا فطری اصول — وگرنہ رہوگے ہمیشہ ملول

جو مصنوعی چیزیں ہیں انسان کی — شمار انکا کرنا جو چاہے کوئی

تو ہو عمر گنتے ہی گنتے تمام — ق — مگر وہ نہ پہونچے قریب المرام

جو پہلوں کے آگے تھے از حد محال — وہ موجود ہی ہیں بلا قیل و قال

(۱) نی پترا۔ یعنی بے پوت والا۔
(۲) نیگوڑا۔ یعنی بے دست و پا۔
(۳) نیکھٹو۔ یعنی بے کھاٹ باٹ۔ یا بے جورو جاتا والا۔

پھر آگے بھی ممکن ہے اس سے ترقی[1] — بس اب معنیٔ غیر ممکن ہے دوئی[1]

تو یہ بھی ہے ممکن جو کہتا ہوں میں — کہ جس کے لئے طعن سہتا ہوں میں

وہ یہ ہے سنو اب ذرا کان دو — مجھے بھی دل و جان سے دھیان دو

النّون والقلم

بنایا خدا نے جہاں آخریں — درخشش ہم اپنی جو آں آخریں

بنایا ہے یہ جس طرح فطرت کا گھر — اُسی طرح سے تم بناؤ نگر

مشیت سے جنبش اور جنبش سے نار — یہ ترتیب و ترکیب بیضہ[2] نگار

پرندوں میں داخل ہوئی جب ہبا[3] — بنے بال و پر تب و نور و صبا

جب انسان میں داخل ہوئی یہ ہبا — تو بال اور بیضہ بنی بلبلا

سمیاں بال ہیں اور بیضہ ہما — نکلتے ہیں کچھ ناف سے بیگمیاں

ہبا سے بنی رفتہ رفتہ زمیں — بنے آدمی و خیالات دیں

جو باہر رہی تو عزیزی بنی — جو اندر گھسی تو عزیزی بنی

بنی روح و آخر میں روح آفریں — ہبا ہی ہے سب کچھ خیالات و چنیں

(1) حرف علت اکثر مقامات شاعریہ میں کسیقدر دب جانا عیب نہیں کیونکہ روزمرہ کی بول چال میں بھی حروف علت دبکائے ہیں کہیں جگہ بہت زیادہ کسی جگہ کم بلکہ جملہ کا جملہ لفظ کا لفظ مخفف ہو جاتا ہے۔ جیسے تڑ مچھا۔ گل مچھا وغیرہ (2) بیضہ کے ہیا (3) وہ اندھا غبار جو سورج سے زمین تک بسبیل روزن دکھائی دیتا ہے۔

تکوین

تکاثف انقباض۔ اور پھر انقضا — بنی شکل مخصوص با انجماد

مسلسل ہو در عناصر بنے — بتدریج و ناگہ مجاہر بنے

کہ پہلے سمندر۔ پھر اُس پر ہوا — پھر اُس پر نباتات یا آن و ایسا

زمیں کی حرارت سے جوہر بنے — صدف کی حرارت سے گوہر بنے(۱)

زمیں کی حرارت سے پگھلی زمیں — بنی تہہ بہ تہہ ہو کے حبل المتین

گلستانِ مسافت بنا کوہ میل — یہ ہے پشتہ کم۔ زمیں و رکمیل

کہ ٹکرا کے ہو صاف آب و ہوا — تہِ قعر ہوں اُس کے گنج خدا

ہوا جزر و مد پھر جزیرا بنا — بتدریج و ناگاہ ہیرا بنا

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست — بریں خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست

ہو پانی جدا اور مٹی جدا — اگر اسکو چاہے بنا دے خدا

عجب اتنا بنانا نہ کچھ تھا محال — تو کیسے محالات کا ہو خیال؟

بنا و ہستی سب کو کر دو جدا — یقیناً یہی ہے رضائے خدا

سرنگوں سے یک لخت کر دو انھیں — ہو کیچڑ تو کچھ سخت کر دو انھیں

کہ سب لوگ ملکر ترقی کریں — سرِ عرش پہونچیں نہ ہرگز مریں

کہ بس ایک ہوں اور بنجائیں ہم — کہ یحییٰ کا خالی رہے دم بدم

(۱) گوہر یعنی موتی معرب بنا کر جوہر کہا گیا تو اسکے معنی سب قسم کے جواہرات ہیں جو جوہر ہی کی جمع ہے۔

کہ تجلی کے معنی جو ہیں ہوں سو ہوں | بجز اسکے اللہ کو کیا کہوں
جو اُس سے ملے بن گئے وہ خدا | جو اُس سے بچھڑے ہو گئے وہ جدا
خدا سے ہو نسبت خدائی بنے | جدا سے ہو نسبت جدائی بنے
جو کوشش کریگا وہی پائیگا | جو آنے کو ہوگا وہی آئیگا
بتائے گا وہ غیب سے کیمیا | پہ چلے تا کہ سیری سے سوئے خدا
اگر اسپہ بھی راضی نہ ہوگا کوئی | تو آخر میں جاتی رہے گی دوئی
کہ ہر کامیابی ہے بنے کیمیا | ہو اقلیم اُسکی(۱) ۔ چہ اقلیمیا؟
اب آگے ہے احوالِ ملک و نظام | سنے جی لگا کر ہر اک خاص و عام
سزاوار مجھکو ہے تاج و علم | ہوا عرش ۔ کرسی و نون(۲) و قلم

سلمی ستارہ

بتام ستم انتظام آفریں | بصد کر و فر اہتمام آفریں
جزیہ کو کہتے ہیں اکثر جزا | بدی روکنے کے لئے ہے سزا
نہ جلدی جہاں پہ سے ناگن ٹلے | تو سمجھو کہ کچھ ہے زمیں کے تلے(۳)
سمجھ کے خزانے پہ ہے مار زلف | سپیرے بنے ہیں ہر اک تار زلف

(۱) زیرہ زر (۲) قلم و دوات یعنی امر و نہی سے مقصود ہے (۳) تلمیح۔

نکالو زمیں کھود کے جملہ شئے ‌ و دفینہ اور جس جگہہ کان ہے

کرو بعد اُسکے یہ سب انتظام ‌ کہ دنیا لگے جگمگانے تمام

یہ دنیا بھی سلمہ ستارہ بنے ‌ کہ جیسے مرصع غبارہ بنے

وہ یہ ہے جواب تم سے کہتا ہوں مفصل ‌ اسی ذہن میں نزالت رہتا ہوں شمل

مسلسل ہوں انہار و باغات و کشت ‌ کہ ہو تختۂ ارض تختِ بہشت

جو کیاری ہو پختہ بہ آبِ رواں ‌ تو اجناس خانہ یہاں اور وہاں

کشادہ مصفا بہت خوشنما ‌ چراگاہ و رمنہ بہ برگ و نوا

مگر جملہ شئے ہو ردیفوں کے ساتھ ‌ ہوں اجناس و اثمار یا ساگ پات

کہیں خانہ و باغ منقولہ ہوں ‌ کسی جا زمیں وہ موصولہ ہوں

سڑک پختہ اُسکے بازو میں ہو ‌ وہیں ریلوے اُسکے پہلو میں ہو

سڑک کے دو رویہ درختان ہوں ‌ ہوا خوب آئے نہ گنجان ہوں

مکانات پختہ ہوں با آب و تاب ‌ کہ چھپر کو کرتے ہیں کوے خراب

گلہری و (۲) بندر سے ہو شہر صاف ‌ نہ چوہے چھچھوندر کا ہو گھر مصاف

مربع مکانات ہموار ہوں ‌ بلندی میں یکساں سزاوار ہوں

شعاع و ہوا کا ہو اس میں دخول ‌ مرتب ہوں با جملہ رکن و اصول

مکانوں میں ہو دودہ آہنگ بھی ‌ دھوئیں کی نکاسی کی ہو دودچی

(۱) پختہ اور پوختہ دونوں جائز ہیں ــــ (۲) تصرف کردم

کسی جا نہ دروازہ تنگ ہو / کہ اک چوٹ میں ہوش ہی دنگ ہو

مکانات ہوں سب کے سب پختہ / ضرورت کی چیزیں ہوں اندوختہ

ہر اک گھر پہ نمبر بھی دیتے رہو / خبر رنگ و روغن سے لیتے رہو

نہ مچھر، نہ پسو۔ نہ کھٹمل رہے / نہ مکڑی نہ کرفش(1) نہ بچھو رہے

ہر اک جا ہوں آلاتِ آفات گیر / ۔ لٹر بکس و قندیل بدرِ منیر

رہے روشنی پھول کی شکل پر / کہ ہو دیکھ کر جس سے ٹھنڈی نظر

ستونِ منارہ(2) کے نیچے ہو کھال / روی چیز جو کچھ ہو سب اُسمیں ڈال

سراپا سراسر ہوں آراستہ / بہ نظم و صفائی ہوں پیراستہ

ہو تہہ خانہ و ناکہ بندی تمام / کشادہ منصہ(3) پئے خاص و عام

ادھر آنے والا ادھر سے نہ آئے / اُدھر جانیوالا ادھر سے نجائے

سڑک گاڑیوں کی ہو دونوں طرف / ٹرم۔ اور سبوے۔ خزین بہ صف

ہو بیت الادب(4) خوشنما جابجا / اور حمام و آلاتِ آتش گزا

نخاس(5)۔ اور چبچہ(6) جانوز / ہو مزدور گاہ(7) و پولس موٹر پیر

کہیں ہوسپٹل۔ اور کالج کہیں / مداخل کہیں اور مخارج کہیں

کہیں ہو مسقف(8) قواریر سے / کسی جا مسقف ہو شہتیر سے

(1) چھپکلی (2) وہ ستون جس پر میونسپلٹی کی طرف سے روشنی ہو اسکو ستونِ منارہ کہیں گے (3) پلیٹ فارم فٹ پاتھ (4) پیخانہ پیشاب خانہ (5) فروخت جانوران اور جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہہ (6) جانوروں کے پانی پینے کی جگہہ۔ (7) مزدوروں کے ٹھہرنے کی جگہہ (8) شیشوں سے مسقف یا چھت کی ہوئی۔

کہیں مارکیٹ اور کہیں سیرگاہ	کہیں پر ہو معبد بذکرِ الٰہ
مگر دونوں جانب رہیں روبرو	نہ ترتیب میں فرق ہو مو بمو
ہو اتوار کے روز تعطیلِ عام	ہو جشن و عبادت بہ آرامِ تام
پھر ایسے کا ہو اسطوانہ لگا	ہو فرشِ زمیں منجلی پر طلا
دکھاؤ مناظر بائیسکوپ سے	کہ نیچر کا سب سین دل میں جچے
نمائش ازل سے ابد تک کی ہو	اور کچھ ایسے حیّ الصمد[1] تک کی ہو
کرے کا کرہ خربزہ وار ہو	ہو نشانہ نما جیسے منشار[2] ہو
مسلسل مطوّل ہوں انگشت وار	گلہری کا دھڑ جیسے ہے پٹے دار
کہیں پر خلا ہو بعید سبزہ زار	ہوا دار ہو تا کہ جملہ بہار
غرض نہر سے تا بہ شہر و دیار	سبھی کمرخی ہوں بہ ترتیب وار
مقابل میں جو چیز ہو توڑ دو	کوئی کچھ جو بولے تو سر پھوڑ دو
مگر تاج بی بی کا روضہ بچاؤ	جو زد ہی پر آجائے تو پھر گراؤ
مناسب ہے سب عمدہ تعمیر کو	مشن سے اٹھانے کی کوشش کرو
پہاڑوں کو چکنا و آئینہ وار	جو بیجا ہوں ان کو کرو تار تار
نہ دکانِ زرگر ہو مخفی جگہ	کھلی جا پہ ہو اور اچھی جگہ
خریدے نہ وہ تا کہ چوری کا مال	نہ پھیلائے ہر سمت چوری کا جال

(۱) چاہیے شہر دو حیّ الصمد ہو۔ یا کمر زور سے (۲) اژدہ

جہانتک ہو سکن کرو ورزشیں	پئے تندرستی کرو کوششیں
کریں فوج و پولس بھی سب ورزشیں	لگاؤ و بصد کوچ وصد کاوشیں
نہ مایوس ہونا۔ کسی کام میں	پڑے گا خلل اس سے آرام میں
کسی کو نہ نقصان پہونچا ئیو	بدوں کو بہ تا وان پہونچائیو
برائی سے ایذا و نقصان ہے	بھلائی سے راحت کا سامان ہے

نور کا پتلا

بنام شہنشاہِ قوم آفریں	بہر پیشہ در پند و نوم آفریں *
نو آباد کر ڈالو سب گھر دوار	بصد سلسلہ اور ترتیب وار
نہ ہو بدوئیت اور اعرابیت	حقارم (۱) سے ہوں اندریں شش جہت
کہ بالیکدگر اک کو ہو اک سے کام	کہ جر ہٹئے (۲) پن ایک ام ہے حرام
مسلسل ہر اک اہلِ پیشہ کا گھر	ہو ترتیب کے ساتھ بالیکدگر
چرندہ۔ پرندہ۔ درندہ و خر	ضرورت ہو جسکی رکھو اپنے گھر
مگر ہر طرح سے صفائی رہے	برائی نکالو بھلائی رہے

* طامت

(۱) ساتھ ملکر رہنے والے لوگ کہ حضر و موت ایک ہی جگہہ ہو جسکا ضد بدویت ہو۔ (۲) خانہ بدوشی

جب ایجاد ہو آلۂ صدق گو
مشین ہو یہ اک کام کے واسطے
رسائل ہوں سب ویسے ہی نام
بہت وہ خندق میں جا کر گرے
بنے تا کہ وہ کشت کاری کا کھاد
ہو کچھ میل کے ابجا بھرا ایسے ہی
ہو نام محلہ بہ لفظ شریف
کہ جلدی سے ہو حفظ لفظ لغت
ہر اک جا ہو نظم و صفائی کی دہوم
صفائی ہے جزو خداوندگی
صفائی ملک و بیوت و بدن
کرو مسکن کو گوبر سے لیپا کرو
مسوڑوں پہ اپنے جمانا نہ زنگ
بگڑنا نہ ہرگز گورنمنٹ سے

تو دل کو ہو اک شخص کے بھین
مگر اپنے انجام کے واسطے
غلاظت ہو اندر ہی اندر روال
اور اندر ہی اندر سما کر گرے
کہ سرسبز و شاداب ہو جائداد
کہ جیسا بیاں کر چکا ہوں ابھی
بلا مختش "یا" تک ہو ختم ردیف[1]
ہو کلبا ء کی چھاپ سے بھی گیت[2]
یہ ہیں انتظامات بحر العلوم[3]
خداوندگی ہے بڑی بندگی
صفائی روحانی مرد و زن
کثافت سے بچا کو مرض سے ڈرو
مصفا ہوں دندان تھوکیں نہ زنگ
صفائی کرو زخم کی لینٹ سے[4]

(۱) یعنی لغت کے الفاظ ختم ہوں۔
(۲) مگر مبیعوں کی طرح ایک آلہ جس کے ذریعہ سے علوم و فنون کی تعلیم ختم زدن میں دل و دماغ پر چھاپ دی جائے۔
(۳) توراۃ کی پیشینگوئی کے مطابق اشارہ بفرمان ہوا۔
(۴) پھاہے سے یعنی نرمی سے

ہر اک شئے کی صفائی بنی ہے جلا / کہ جیسے صفائی دالتس ہدیٰ

شراب[1] مصفّا سے جائیگا داغ / مکدّر ہو گر خون و قلب و دماغ

عمل میں بشرطیکہ ہو با اُصول / وگرنہ کرے گی سراپا ملول

ہر اک چیز کا خاص دستور ہے / کہ بے ضابطہ ہو تو بے نور ہے

یہ یکسو بناتی ہے انسان کو / خصوصاً یہ آغوش دو جان کو

وہ صافی ہی کیا جو ہو خود ہی کثیف / ہو صافی وہی جو ہو خود بھی لطیف

اگر کوئی بدبو و ناپاک ہو / تو دین اور دنیا میں غمناک ہو

اگر آب غسلش دہی اسپ را[2] / نہ نوشد۔ کند پوز[3] خود را جدا

نہ دیکھے گا وہ خواب بس سود مند / کہ رہتے ہیں اُسکے مسامات بند

صفائی سے رہنا ہر اک کام میں / نہ ہو میل گھر میں نہ اندام میں

نہ دل میں کسی جا کدورت رہے / تصور میں صرف ایک صورت رہے

وہ صورت تری ہو نہ صورت مری / بیک بینی و گوش صورت تری

یہ ہیں مشتمل بر ثبات و وفاق[4] / عدیم الوفاقی ہے گویا نفاق

جو ہو اک زباں[1] اک دہن[2] ایک راج[3] / تو البتہ ہوگا وفاقی مزاج

اور افعال و حرکات انسانیہ / بہ رکت و شرائط ہوں نورانیہ

(۱) شراب جو الکحل و گندہ اجزہ و مضرت بخش اجزا سے پاک ہو سراسر سرور بخش و مفرح دل و دماغ و مصفی و مفید ہو۔ جو ضابطہ سے مستعمل ہو (۲) اگر ناپاک آدمی کو غسل دلا کر اُس غسل کا پانی گھوڑے کو پینے کو دو تو اُسکو وہ نہیں پیئے گا
(۳) جانوروں کے منہ وغیرہ کو پوز کہتے ہیں۔ چہرہ نہیں کہتے۔
(۴) اتفاق۔

بہ طفلی و پیری و وقتِ شباب
بجا لائیو اپنی ڈیوٹی سبھی
اگر میں کروں اس میں پہلو تہی
بدوں کے لئے ایسی ڈیوٹی ہو فرض
برائی کا تا کہ نتیجہ ملے
اگر علم اپنا بڑھاتے کہیں
ہر اک علم و فن میں بنو منتہی
کہ حاجت نہ پھر علمِ کل کی رہے

ہر اک کام احسن ہو خوبی مآب
نہ کرنی کبھی اس میں پہلو تہی
تو یہہ بھی ہے ڈیوٹی برائے بہی
کہ یوما فیوما بڑھے ان کا مرض[1]
موافق زراعت کے بیج ملے
تو پھر جان جاتے سبھی رازِ دیں
پس از انتہائے بریں ملتھی[2]
ہر اک شئے ہو حاضر بلا کن کہے

رازِ تصوّر

جو کہتا ہوں اسکو تصور کرو
تصور علے حسبِ تحقیق ہو
تصور ہے ساری ترقی کا راز
تصور تو اک قدرتی بات ہے

تصور کے اندر تفکر کرو
تصور ہی کیا جب تصدیق ہو
تصور ہی خالی ہے اصلی نماز
جو بچا گا تصور سے ہیہات ہے

(۱) اسکے دو تلفظ ہیں (۲) صاحبِ الوہیت

تصور سے ہے گویا بنائے حیات | تو پھر کیسے منکر ہے کوئی ذات

تصور سے ڈھلتا ہے نقشہ وہی | کہ جو بات زیر تصور رہی

خدا کا یقیں اور اُسکی رضا | تصور سے معلوم ہوگی سوا

تصور ہے الٹا تو تصدیق زشت | ہو افواہ الٹی تو تحقیق راست

دُرر(۱) ہیں صدف میں بدریائے شور | مبادا کہ غرقاب ہو غوطہ خور

تصور میں پتلا رہے نور کا | نہ پتلا ہو وہ کوئی کافور کا

تصور میں پہلے ہو ظلمات گر | تو نکلے گا نور اُس سے خود پھوٹ کر

تصور ہو جس چیز کی عین کا | مسلّم وہی چیز ہو رو نما

بنا بر نہ ہو عین گاؤ پلنگ | نہ عین بہائم نہ مار و نہنگ

رہے نقشہ عین از حد حسیں | کہ پیدا ہو اُس میں سے عین الیقیں

معیں جو عین الہدیٰ ہے وہی | یقیناً خوشا ہے زروئے یہی

وگرنہ تجھے خود جو آئے پسند | تو رکھ بس اُسی کو تصور میں بند

تو رکھ دھیان میں اپنی ہی عین وا(۲) | کہ پتلی تری لوٹکر ہو دوتا

دوتائی کے جھگڑے سے یکتا بنے | دوئی سے بری ہوکے ہوا پنے

کہ تار نظر سنکے ہو جاؤ ایک | بیک نسبت واحدہ سب ہوں نیک

کہ برکت علے حب نسبت رہے | ہمیشہ ترقی کی عادت رہے

خدا کا جو ہوگا بنے گا خدا | خدا کا جو ہوگا بنے گا جدا

(۱) منتہیٰ

(۲) نیز چشم

بعشق و محبت جگر ہو کباب
کہ بوناک ہیں آئے اسکی شتاب

کبھی بوئے کافور اخراج ہو
کبھی بوئے صندل کو معراج ہو

یہ حس بندیاں اور زبان بندیاں
یہہ حد بندیاں اور جہان بندیاں

یہ سب نیست ہوں کچھ نہ باقی رہے
یہ اعجاز و قدرت ملاقی رہے

کچھ پردہ داری کی حاجت رہے
کٹھن سہل ہو۔ کچھ نہ دقت رہے

نہیں ہے سبھی کچھ۔ وہاں کچھ نہیں
وہیں اصلیت ہے۔ یہاں کچھ نہیں

اگر آب ہی جڑ۔ اور ماں آب و تخم
تو ہے ابن۔ بر۔ او نتیجہ ہے ہم

ہمی جسنے پکڑا۔ ہما ہو گیا
اکیلے وہ۔ ما و تُما ہو گیا

تصور کرو۔ جیسے کرتے ہیں شاذ
اور ایسے ہی کرتے ہیں چیل اور باز

اگر کچھ نہیں ہے۔ تصور نکر
بڑھاپے میں زن کا تفکر نکر

نہ رہنا کبھی تم مقید خیال
وگرنہ گروگے بہ قعر زوال

جو یکسوئی گرگٹ کی مانند ہو
تو بگلے کی مانند گو بند ہو (۱)

تخیل (۲) است مخیول (۳)۔ خالق خیال
کہ از وصل وصلین باشد وصال

وہ ایسا ہو دھیان کہ اک من میں ہو
اسی گیان میں ہو۔ اسی گن میں ہو

خیالات حق۔ با خیالات حق
خیال ذات حق عاشق ذات حق

یہ غفلت یہ کمزوریاں ہیں گناہ
جو شہ زور ہو گا بنے گا الٰہ

تو شہ زور ہی کو سمجھنے قدیر
کہو اسکو لاثانی و بے نظیر

(۱) [illegible]
(۲) خیال کرنیوالا
(۳) خیال کیا ہوا

وگرنہ ضعیفی میں سطحِ زمیں
نکل بھاگتی ہے قدم سے کہیں

جو آخر اسی وہیاں میں مرگیا
سفر عین اللہ میں کرگیا

یہ دار المحن ہے تو کر محنتیں
اسی سے ملیں گی تجھے راحتیں

کہ راحت ہی ہر شئے کا لبِ لباب
کہ ہے حرف جیسے بنائے کتاب

کہ باجاؤ بوجاؤ بیجا رہے
خریدار سب کا نتیجا رہے

پھر آخر میں بیجاؤ گے این و آں
مناسب ہے اب راز کر دو عیاں

اسماءِ الحسنیٰ

بنامِ خداوندِ خوبی پسند
رہانندۂ مطلق و قید و بند

زنانے جو اسماء ہیں سندر رکھو
بڑا لاڈلا۔ اور گنوّر رکھو

کہ وہ ہے انوکھی تو اچھی ہے یہ
اجالی ہے وہ تو اچنبھی ہے یہ

جہانتک ہو ممکن تلاتی رکھو
الف۔ یا۔ و۔ یا۔ نون اواخر میں

کہ جیسے ہے فضلہ اور فضلی کا نام
دگر لفظ فضلن ہے مشہورِ عام

پھر آخر میں ہو لفظِ تعظیمیہ
ہو۔ تعظیمیہ اور تکریمیہ

چلے عمر و رتبے کا جس سے پتا
اگر اسکو سمجھا تو۔ مجھ کو بتا
ق

(۱) باجا یعنی ساز و اغنیہ و مزمار ساز رنگ ستار۔ شہنائی وغیرہ۔ بوجا یعنی خوشبوئی وغیرہ۔ بیجا۔ شتلوی

سنو لفظِ تعظیم بہرِ ادب
نہ بنّا کبھی بے ادب۔ بے سبب

کہیں لفظِ بائی۔ کہیں لفظ بی
کہیں لفظِ بی بی۔ کہیں لفظ جی

کسی جا پہ خاتون و بانو کا لفظ
کسی جا نساء۔ اور نسالو کا لفظ

کہیں بنت و اُم اور حاکم کہیں
کہیں لفظ بیگم۔ تو خانم کہیں

کہیں میم کا لفظ آخر میں ہو
بہت لاڈلا نام ظاہر میں ہو

جہاں پر مناسب ہو چسپاں کرو
بہ اعراب و حرکات شایاں کرو

غرض یہہ کہ اسماءِ حسنے رکھو
کہ برکت کا ویسا ہی فیضان ہو

ثریا محل۔ اور تاجِ محل
یہہ سب نام اچھے ہیں یا اہلِ اجلّ

نہ لو لو غلط جیسے یہ بات ہے
شبِ لیلۃ القدر کی رات ہے

مردانہ نام

رکھو نام مردانہ۔ مردانہ وار
کرے رتبہ و حسن کو جو آشکار

کہیں واو۔ یا۔ نون آواخر میں ہوں
زرہ شکل و صورت بھی ظاہر میں ہوں

لنگوٹی میں بنّا نہ دولھے تو اب
بھلوں کا کہے میاں۔ نام ہو انتخاب

لنگوٹی میں زیبا نہیں تخت و تاج
کسی وقت ہوگا۔ نہ زیبا ہے آج

نہ یہہ سیتھی کام آئے گی اب
کہ ہے چوبِ پولیس پئے بے ادب

کہ لازم ہے اب تاج کا احترام — کہ ہے دھوتی پرشاد پر بھی حرام

غلامانہ عادت۔ غلامی لباس — غلامانہ سب دشت اسب ستیاناس

تنفر۔ چھوا چھوت کا ہو رواج — پھر اُس پر تمنا۔ ملے تخت و تاج

ڈپٹ کر کہو۔ بس غلامی میں رہ — تو خاکی و لعنِ مُدامی میں رہ

گنہگار و نالایق و نابکار — نہ حقدار ہے رحیم پروردگار

جھوٹ اس سے اچھا ہے گو ہو بُرا — کہ ہے منہ پہ رام اُسکے دل میں چھرا

بہر کیف۔ اب بات پہلی سنو — جہاں تک ہو ممکن تم اچھے بنو

سبھی نام رکھنے میں ہو احتیاط — تناسب۔ توازن ہے ہو التقاط[1]

کہیں فضلی ہے اور فضلو کہیں — کہیں پر میاں۔ اور بابو کہیں

کہیں نام ابن اور ابو کہیں — کہیں نام شبن اور شبو کہیں

کہیں پر کھنچے اور کہیں پر وجے — کہیں پر علا اور کہیں پر بدے

کہیں خنگ و ملک اور کہیں جا دوال — کہیں لفظِ حق اور کہیں پہ زماں

کہیں پر ہو دولہ کہیں پر پناہ — کہیں پر بہادر۔ کہیں پر الاہ

کہیں لفظِ دوران و لفظِ امام — علیٰ حسبِ رتبہ علیہ السلام

غرض نام میں ہو۔ بڑی دلکشی — کہ سننے سے پیدا ہو دل میں خوشی

لغت ہی بنا لو رو یفوں کے ساتھ — کہ آسان ہو جائے اک دم یہ بات

بد لتا رہے نام اک جگ کے بعد — یہ اسماءِ حسنے ہوے حسبِ عدد[2]

(۱) اتحاد

= اللہ

(۲) بموجب [illegible] اعداد [illegible]

پڑھے علم طب تو لکھو ڈاکٹر
اگر مستری ہے تو انجینئر

الٰہی و اللہ و رحمٰن و دیں
نہ بیجا لکھو نام میں بالیقیں

جہاں پر ہو موقع وہیں پر رکھو
ہو بوذر بیا اگرچہ کہیں ہے لکھو

محمد - علی - و حسین و حسن
غرض یہہ کہ اسمائے ہر پاک تن

نہ رکھنا کبھی اس طرح نام میں
کہ جیسے علی - لفظِ اعلام میں

مرکب نہ ہو لفظِ احمد کے ساتھ
نہ بیجا کبھی نام میں لفظِ ناتھ

مرکب نہ ہو عبد(۱) و یا بخش سے
نہ ان لفظ سے جو بیاں کر چکے

کہیں نام مفرد ہے از حد خوشنما
سماعت میں ہوتا ہے وہ خوشنوا

کہ جیسے کہے کوئی مظہر امام
یہہ ترکیب احسن ہے دیگر حرام

لکھو نیچے مظہر کو محمد سبھی
کہ پیارے تلفظ سے ہو دلکشی

اگر نام یحییٰ ہے جیو کہو
نہیں تو اُسے حرف یا ہتو کہو

نہ رکھنا ہو اوتا تو پھر چھوڑ دو
مگر ہرج کیا ہے اگر نام ہو

تو ایسے ہی ہو لفظِ مہدی میں یا
کہ جو مہدی میں ہو صبی الادا

حسن المآب

بنام خدائے نصیحت گرا(۲) - ترقی پسند و شہِ رہبرا(۳)

(۱) جیسے عبدالنبی یا مسیح بخش یا کرشن غالباً یہ خیر بخش سے بگڑ کر بنا ہو (۲) بہت بڑا ناصح - گرا میں الف مبالغہ
(۳) بادشاہ - پیغمبر - یا سلطان الانبیاء - یا خدائے پاک ہادیٔ ازل -

شروع اب یہاں ہو یہ نظمِ فصیح ۔۔۔ بلاغت نوردو ذبیحی نصیح(۱)

مری نور افشاں نصیحت سنو ۔۔۔ سنو دل سے اہلِ نصیحت سنو

مذمت نہ موسم کی کرنی کبھی ۔۔۔ پڑی آؤ بھگت اسکی کرنی سبھی

نہ غمگین رہنا یہ آغازِ سال ۔۔۔ کہ قسمت میں ہو پھر ہمیشہ ملال

بصد ہا خوشی جشن کرنا ضرور ۔۔۔ کہ حق میں تمہارے ہو سالِ سرور

ہنسی ہو خوشی ہو یکانیت ہو ۔۔۔ بصد شکرِ مولا بلا نیت ہو

عزیز و اقارب گر اُس دن مریں ۔۔۔ تو وہ غم نہ کھائیں تو پھر کیا کریں؟

ق یہاں پر نہ اِس غم سے مقصود ہے ۔۔۔ محرم میں رونا جو بے سود ہے

ق ہے اِس سے غرض اور اُس سے نہیں ۔۔۔ زرا بات سمجھو جو ہو آن واہیں

ہنسی کی جگہ ہے تو ہنس دو وہیں ۔۔۔ رولائی کے موقع پہ ہنسنا نہیں

نہی ہتھے کسی جا نہ جانا کبھی ۔۔۔ نصیحت مری یاد رکھنی سبھی

رہے قوم کی قوم ہتھیار بند ۔۔۔ تو بے شک نہ پہونچے گا بے حد گزند

سپاہی منش ہو کے رہنا ضرور ۔۔۔ نہاں اہیں پاؤ گے صلح و سرور

بوقتِ امن ہاتھ میں ہو چھڑی ۔۔۔ بیئے وقت بینی رہے اک گھڑی

کہ پابندیٔ ضبطِ اوقات ہو ۔۔۔ اصولوں کی شامل ہر اک بات ہو

رکھیں ہاتھ میں عورتیں چھتریاں ۔۔۔ کہ کتّے وغیرہ سے پائیں اماں

نہ اوقات بیکار کھوتا کبھی ۔۔۔ کہ پچھتائے ہیں کھو کے آخر سبھی

(۱) ذبیح

مقرر کرو۔ وقت۔ ہر کام کا | ٹہلنے اور پھرنے اور آرام کا

پسندیدگی سے ہو شادی تمام | بلا جفت رہنا ہے اک دم حرام

کبھی چار سے عشق(۱) ہوتا نہیں | یہ دس کھیت میں بیج بوتا نہیں

ملے گر نہ موقع پئے زوجیت | تو لازم ہے رکھے بلا جفت پت(۲)

مسیحا بھی چاہیں تو شادی کریں | غرض جملہ مہدی و ہادی کریں

محبت میں آکر بنو ایک قوم | کہ سب لوگ ملکر بنیں نیک قوم

خوراک اور پوشاک و جفت و مکاں | پئے تندرستی ہر جسم و جاں

دعا و ثنا و صلواۃ و سلام | پئے اتحادات در خاص و عام

ہر اک جا پہ ایسا ہی ہو انتظام | کہ معبد میں عالم کے ہو ایک رام(۳)

ہر لقیہ پہ جیتی و ایمان و زر | سزا ہو دوا بہر اخراج شر

خیال و مقال اور اعمال سب | بہ خوش نیتی ہوں پئے روح و رب

تجارت میں صرف ایک قیمت رکھو | نہ بس لوٹ لینے کی نیت رکھو

جہاں تک ہو ممکن نہ دینا ادھار | جو نو سو کی وہ ہو تو کر دو ہزار

مگر پھر بھی بوہنی کا رکھنا خیال | کہ قہر خدا ہے جدائی مال

اسی واسطے ہے بہانہ روا | نہ دیتے ہیں زر لوگ صبح و مسا

کہ ہو چلتے ہی دیر تک اس پہ ہاتھ | بس اتنا ہی بہتر ہے اس زر کا ساتھ

(۱) تعیش اور تصنے ہی عشق اور تصنے ہو (۲) عزت پارسائی۔ (۳) ایک خدا۔ (۴) ادھار کے خلاف بکری کو کہتے ہیں جو دکان کھولتے ہی پیش آئے اور ادھار نہ ہو نقد انقدی ہو۔

تواریخ سے بھی یہ ثابت ہوا کہ زردے سے کے لینا ہی آسان تھا ؟

بھٹناک مجھے بھی ہوا تجربہ کہ زردو(۱) سے کے پاتا ہی - پاتا ہمیں

مگر پھر بھی موقع پہ رکھو نظر بنو لوگ اِس واسطے خوب تر

بہانے کی جا پر بہانہ کرو بلا کو وہاں سے روانہ کرو

یہ کچھ کذب گوئی میں داخل نہیں گناہوں کی باتوں میں شامل نہیں

نتیجہ برائی کا ہوگا - برا سمجھ لو ہر اک جا پہ کھوٹا کھرا

نتیجہ ہر اک فعل کا ہے ضرور اگرچہ ہو بارہ برس میں ظہور

تو بس اعمال فطرت ہی اُسکی اگر تو ہوگا ستاروں کا کب بد اثر ؟

کہ بیکار رحمت کا وہ دم بھرے ستاروں کو بدنام یونہی کرے

اگر ایسا ہو پھر نجم ہو جرم کار گنہگار آخر ہو پروردگار

خلاف عدل و انصاف قانون ہو بلا عدل ہر اک جگہہ خون ہو

جو ایسا کہے وہ گنہگار ہے لہذا ہر اک(۲) چیز مختار ہے

کہ مختار کا مادہ خیر ہے جو ایسا نہ سمجھے یہی ضیر(۳) ہے

تو پھر خیر سے ضیر نکلے گا کب ؟ کہ قدرت ہی قادر سے نکلیگی سب

کہ ہیں اختیارات حسب العقول نہ بق بق کرو جبر کہکر فضول

(۱) زردو سے کے واپس پانا گویا ترکہ و مالِ ہبہ پانا ہی - یعنی وصولی بہت مشکل ہے (۲) اس نقطہ و معنی پر تم خود غور کرو۔ (۳) برا۔

اگر جبر کا لفظ بولے کبھی　　تو مجبور ہو جاؤ گے واقعی

زمانے کے ہمرنگ ہوتے رہو　　وگرنہ سبھی چیز کھوتے رہو

یہ امید و بدعت(۱) و جدت(۲) عام(۳)　　بصد منفعت ہو درستی سے کام

جب ان آکولیشن(۴) کا دورہ گیا　　تو پھر نام اس کا زباں پر نہ لا

تکاثف(۵) سے ہوگا تحلل ضرور　　نجات آخری ہو گی بالکل ضرور

ہو جب بے دھڑک باہمی ازدواج(۶)　　تو سمجھو کہ سب حکم پائے رواج

کرے جو نہ شادی بوقت بلوغ　　ملیں گے نہ لعنت سے اسکو فروغ

یقین و رجا پر ہے مبنی یہ حکم　　بس اب سر جھکا دو رہو صم و بکم

وگرنہ کجا کامیابی حسن　　بہر طور صد ہا خرابی حسن

کجا حسن و خوبی کجا عیش و حیش　　رہے باہمی غل غپاڑا اور طیش

سبھوں پر دوامی ملامت رہے　　بصد قہر لعنت پہ لعنت رہے

بس ہونے دو اب باہمی ازدواج　　بنائیگا یہہ اک وہم۔ ایک راج

وگرنہ رہے گی کمی صفات　　زن و مرد ہیں مرکز کائنات

یقین مفید است عین الہدی(۷)　　یقین مضر گشت شر الوری

---

(۱) تم قوم جھود ازحد مردود کی طرح نہ بننا اس لئے ایسی بیہودہ تشریح نہ کرنا کہ آں ہادی برحق نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ جبر کا لفظ ہی کبھی نہ بولو۔ یہہ مہمل منطق ہوگی۔ (۲) بڑی سختی سے گودنا گودکر چیچک کے ہلاک زہر کو نکالنے کی ترکیب جس سے بچے آدہ دمڑو ہو جاتے تھے۔ (۳) اصطلاح فلسفہ یعنی ٹھوس بننے سے گذرکر کبھی نہ کبھی خلاء اثیر ہو جانا (۴) بلا روک ٹوک سب قوم میں شادی بیاہ ہونا جسکو انگریزی میں انٹرمیرج کہتے ہیں یعنی مصاہرت (۵) فراغت نہ کر ترقی۔ (۶) سرچشمہ ہدایت۔

کافور کی گڑیا

حکایت

بنا اِک بت ماہرو آفریں — بصد حسن صد ناز و آفریں
اگر کوئی ہو سر سے پا تک حسیں — اور اک دم ہو معشوق زہرہ جبیں
نہ وہ حور ہی ہو نہ وہ نور ہو — تصور میں آتے ہی کافور ہو
اگر نجم دنداں غبارہ(۱) بنے — تو سواک دُمدار تارہ بنے
ہلالِ صنم برق وش مار ہو — پر مرغ زریں کی تلوار ہو
فرنگی(۲) محل میں ہو زنگی(۳) سیاہ — تلِ آگ میں جیسے دانہ سیاہ(۴)
سراپا صنم تیز ہتیار ہوں — جہنم ہوں شیدائی فی النار ہوں(۵)
کوئی اسکا ہو۔ عاشقِ بیقرار — جو یہہ چاہتا ہو ملے وہ نگار
کوئی اس سے کہدے کہ وہ مرگئی — سفر سوئے ملکِ عدم کر گئی
جنازہ اُٹھے گا وہ صبح کل — اسیوقت جا دیکھ۔ گھر سے نکل
یہ سنتے ہی وہ آئے لپکا ہوا — نہایت پریشان بھبکا ہوا
وہ پہونچے جہاں وہ ہو لیٹی ہوئی — پڑی ہو ردا میں لپیٹی ہوئی

(۱) غبار کی طرح میلا (۲) فرنگی کی طرح سفید رخسار وچہرے (۳) زنگی کی طرح سیاہ خال و زلف (۴) خال
(۵) یعنی صنم کی ذات آگ ہو رہی ہو یعنی جہنم۔

ہو سامانِ مرگِ حقیقی وہاں   دیا ایک جلتا ہوا نیم جاں (۱)
پہونچتے ہی یہ اسکو کھولے وہیں   تو دیکھے کہ مردہ ہی وہ نازنیں
لگے بولنے ہائے اے میری جاں !   کہاں ہو؟ کہاں ہو؟؟ کہاں ہو؟؟؟ کہاں ؟
یہ دنبالہ کحلِ آہو کی پونچھ   یہہ نرمی گیسو ہیں جھٹے کی مونچھ
اگر عرش سے زلف لٹکائے تو   تو شیطان و اژدر کو جھٹکائے تو
پسینہ ترا گر لونڈر بنے ۔   پچارہ ۔ بستدِ (۲) سکندر بنے
اجی میری جانی اجی میری آہ   اجی میرے سرتاج و چتر و کلاہ
محبت سے مرنے میں ہو موت کی   وہ دلکش ہی ہو جیسے پرسوت (۳) کی
جہاں آگ ہوگی وہیں پر دھواں   وہیں پر ہی گرمی و سوزش نہاں
مگر نارِ خالص ہے ظلمات ہیں   بہت سے معانی ہیں اس بات میں
یہہ سب کہکے وہ لے بلائیں وہیں   کراتے ہیں ناگاہ وہ نازنیں
کمر کھینچکر ۔ آنکھ کو چیر کر   بغیظ و غضب رخ کرے سر بسر
بڑی زور سے بول اٹھے لفظِ یاؤ   کہ غرائے جیسے کوئی بن بلاؤ
تو دیکھو کہ عاشق میاں ہیں کہاں ؟   یقیناً وہ پہونچے یقیں تھا جہاں
غرض انکے اکدم نکلجائے دم   گرے چیخکر ایک پہلو پہ خم
اگر اسکو پہلے سے ہوتا یقیں   کہ ہرگز مری ہی نہ یہہ نازنیں

(۱) چراغ (۲) ناک (۳) زچے اور بچے کی بو۔

تو وہ بھی نہ مرتا۔ مگر مر گیا — کہ جیسا یقیں تھا۔ اثر کر گیا

کہ جیسا یقیں اُس کا ویسا اثر — یہی قدرتی رول ہے سربسر

خدا کو یقیں ہے کہ ہو وہ خدا — یقیں گر نہ ہو تو ہو خود سے جدا

بس اس واسطے بد یقیں مت بنو! — نہ بد اعتقادی سے مجھ پر تنو۔

ہدایت مری ابرِ نیساں بنی — مگر ابرِ زلفِ پریشاں بنی

کسی جا پہ سمّ اسنے پیدا کیا — کسی جا پہ لولو ہو پیدا کیا

ہمیشہ نہیں ابرِ نیساں کا وقت — دوامی نہیں اشکِ گریاں کا وقت

مرا قطرۂ اشک سیماب سا — جو نیچے گرے تو ہو طوفاں بپا

بنائے پھر آخر میں یہ سبزہ زار — اُٹھے گر مرے دل سے سر پر بخار

زمیں جب جھکی جانبِ آفتاب — تو خسف[1] ہو گیا۔ پھر کہاں آفتاب

رخِ مہر بدلا تو سردی پڑی — جو کی مہربانی تو زردی پڑی

مگر مہربانیِ رحمت مآب — پئے صالحاں ہوئے زرّیں کتاب[2]

مرے دل میں بستی ہو ایسی پری — کہ کہتے ہیں جسکو ہرا اور ہری

برابر ہو گر میگنٹ[3] چار سو — بڑے دائرے ہیں جو طوقِ گلو

معلّق وہ حلقہ ہو زیرِ سما — کوئی مہ جبیں اُسمیں ہو رونما

حسینوں میں ہو حسن کی وہ دھنی — پہنکر وہیں۔ زیورِ آہنی

(۱) گہن (۲) کتابِ فطرت و آسمانی۔ (۳) مقناطیسِ مردم کش بحر۔

مصفّا مجلّیٰ۔ چو خورشید و برق — کہ حلقے کا حلقہ بنے شمس و شرق

وہی مہ جبیں پیچ میں لپٹ جائے — یہ زردہ و کمر ہاتھ عارض پہ لائے

ہو ٹوپی میں کلغی عین الہدیٰ(۱) — نگینے ہیں ہو کالر دہنکیان کا

پھر اس پر لشکتا رہے اسکا ہار — دکھاتے ہوں جھومر بھی اپنی بہار

غرض کہ سراپا ہو حور و پری — تو پھر بھی نہ اس سے کرے ہمسری

وہ اتنا ہو ہے نہ اکّو ہو — نہ انت بھو ہے۔ مگر ہو بہو

کہاں ایسی لاڑو کہاں ایسا لاڑ — تو جاوگی جا کر وہیں جھونک بھاڑ

کوئی اس کا جز میرے عاشق نہیں — یہاں تک کہ کوئی بھی دلبر نہیں

مؤخّر کوئی ہو۔ مقدم ہوں میں — سبھوں سے زیادہ مکرم ہوں میں

یہی راز ہے۔ خاص حسن المآب — نہ پاؤ گے یہ راز اندر کتاب

عمل کر کہ سب راز ہوں آشکار — وگرنہ تو رہ سارے عالم میں خوار

بتاتا ہوں اب سیکھو اک کیمیا — کہ ہو آزمانے میں دل پر ضیا

وہ یہ ہے۔ زرہ گوشِ دل سے سنو — تمسخر۔ تحقّر سے مت سر دھنو

سونے کی چڑیا

بنام حکیم۔ دوا آفریں — بتا تاثیر ہا صد خدا آفریں

(۱) جواہر نگار آنکھوں کی شعل کا شش پہلو تارہ جبیں کلغی ہو اسی کا نام عین الہدیٰ ہے۔ اور سرچشمہ ہدایت کے معنی بھی ہیں

اگر تخم ہر طایرِ این و آں
دگر آبِ حیوانِ خرد و کلاں

فراہم کئے جائیں با احتیاط
ہو افسردگی اُن کی با انضباط

کہ ست ہو الگ اور زگھن الگ
ہوں سب شئے کے گن اور چھن الگ

رکھو کچھ جدا او مرکب کرو
معین جگہہ پر مُجرّب کرو

تو ہو ریڈیم(۲) سے موثر فزوں
بڑا فائدہ ہو درون و برون

ربر کا بناؤ ہر اک جانور
جو مادے کی ہو شکل میں سر بسر

کہ نر سے دہڑک اُس سے جفتی کرے
اور سب آبِ حیوان شکم میں وہ بھرے

نکالو۔ بناؤ۔ کرو صاف و صوف
صفائی سے بنجائیگا وہ سفوف

کہ انڈا بھی آخر وہی شئے تو ہے
صفائی جو آئی تو ہے پاک شئے

یہ عالم کا عالم ہے بیضہ نما
بلا اور طاعون و ہیضہ نما

سبھی چیز اس میں کثافت سے ہے
جو رگڑ سے منجکی بنی پاک شئے

بنے کھاد سے جنس و اثمارِ کل
دم و نطفہ(۱) و جسم و اظہارِ کل

بفرشِ ہوا نور گسترده ہے
ہبا اس میں محلول و آوردہ ہے

ہبوبِ ہوا(۳) سے ہیں جنبش میں سب
یہ ابرہ۔ یہ استر۔ ہبا اور روز و شب

یہ تثلیث ہے سخت توحید میں
ہر اک شئے کی ہستی ہے تفرید میں

وہ رگڑ حرارت سے بنتی ہے پاک
جبھی مختلف شکل میں ہے یہ خاک

(۱) نطفہ (۲) ریڈیم زمنی یہ ایک نہایت مقوی و مصفی و منور شئے ہے کہ قعر دریامات کو روشن کر دیتا ہے (۳) جنبشِ ہوا

رکھو سب اصولوں کو مدِّ نظر
کہ ہو طاقتِ اختراعات تر

نباتات و فلزات و اثمار و عنبر
بنالو ہر اک چیز جیسے کہ اِس

اور انسان کو پھر بنالو جدا
یہ ہی فیضِ باری خدا دو عطا

کہ ہو حاصل طاقتِ کُن(۱) یہاں
خلاصی ہو تخلیص کو بس یہاں

بس اتنا ہے کافی اشارا یہیں
نہ معلوم پھر ہے ہمارا یقیں

جو ہو کچھ کہیں آسمان و(۲) زمیں
تو مدِ نظر ہو نہ پیچ و پیچ یہاں

دکھا دو اندر اک دم سے معلوم ہو
نظر سے یہ دنیا ہی مکتوم ہو

بلا علم نتواں خدا را شناخت
چراغ صفت را بباید گداخت

ہو کیف اس جا سے یوں ہو گریز
کہ ہے علم بالا نہ کچھ کم ہے تیز

بناؤ اسی واسطے ایک گھر
رکھو نام اُس کا عجائب نگر

کہ موجود ہوں سب وہاں جانور
کہ دقّت نہ ہو پھر ادھر یا ادھر

ہو جنس و بے جنس بھی جوٹ ہو
کہ یہ نہایت تُہا لوٹ ہو

نباتات و فلزات و ہر ذی حیات
مسلسل اقسام ذات و صفات

ہمہ گرم و سرد و ہمہ معتدل
مسمّن(۳) مشتہی(۴) - ملذذ(۵) محلّل(۶)

منقّی - مفرّح و غیرہ - تمام
ہمہ تلخ و شیریں و ترش(۷) و طرام(۸)

---

(۱) ایسی طاقت کا حاصل ہو جانا کہ دل میں ارادہ کریں کہ فلاں کام ہو جائے بس ہو جایا کرے (۲) زمین کا قافیہ اب یہیں آسکتا ہے کیونکہ کثرتِ استعمال سے مرکب لفظ نہیں رہا ہے (۳) چربیلی شے جسکے استعمال سے موٹاپا آئے۔ (۴) خوشیوئی پیدا کرنیوالی شے (۵) لسدار (۶) تحلیل کرنے والی۔ (۷) لفظِ ترش اور متُرش دونوں طرح ہے جیسے مُفرّح اور مفرِح دونوں ہے۔ (۸) بکسا۔

کسیلی۔ اور پھیکی۔ اور تیکھی سبھی | ردیفوں کے ساتھ انکی ہو آگہی
سبھی چیز کے عنصر و جزو کو | بمقدار و تاثیر سب لکھ رکھو
ہو جو چیز جس چیز کے ہم شبیہ | معالج ہے اُس عضو کی وہ البتہ
جو ہم وصف ہو وہ کسی عضو کے | اُسی وصف کو عضوِ مذکور لے
نکالو کسی شے سے عرق اور ست | کسی شے سے عطر اور ست دہنیت
کسی شئے سے شربت کسی سے لعاب | کسی شئے سے شیرہ کسی سے شراب
کسی شئے سے تیزاب و جوہر نکال | کسی شئے سے سوپ(۱) اور سوکر(۲) نکال
نمک اور گوگرد و ابرق نکال | بہ تحلیل و تفریق زیبق نکال
کسی شئے سے چٹنی اور حلوا بناؤ | مربا و کشتہ و سلوا(۳) بناؤ
ہر اک شئے کو من بعد چھینٹ دے | پھر اُس سے بھی جوہر جدا کھینچ لے
جدا بھی ہوں یہ سب مرکب بھی ہوں | مگر یاد باشد مجرب بھی ہوں
کرو تجربہ پہلے حیوان پر | یہ جب ہو مجرب تو انسان پر
کہ نقصانیوں سے بچائیں ضرور | حبوب و سفوف و نفوخ و قطور
کرا ایصال خونِ پلنگِ جواں | بجسمِ زن و مردِ نا تواں
ہو یا خونِ گرگ و نہنگ و بقر | غرض ہو دمِ نوجواں جانور
تو وہ بھی جواں ہو جوانِ حسین | قوی ہوں قوائے چنان و چنیں

(۱) شوربہ (۲) شکر۔ (۳) سرکہ وغیرہ۔

دواؤں کے شیشے ہیں کھنی سبھی — مگر شیشیاں ہوں ہر اک رنگ کی

کوئی شئے ہو چھپے سے باہر کرو — نہ گندہ کوئی چیز اُس میں بھرو

علی حسب تعمیر کون و مکاں — علی حسب آثار عمر و زماں

مریضوں کی دینی دوا سوچکر — کہ حالت نہ ہو اُس کی نوع دگر

اگر کوئی بیمار ہو شیر خوار — تو لازم ہے دایہ ہو پرہیزگار

اگر دھوپ میں خوب دوڑے علیل — تو صحت ہو اُسکو بوقت قلیل

پھرے دھوپ میں کھائے تازی ہوا — کہ جلدی سے ہو جائے اُس کو شفا

کبھی خوب موٹر پہ کھائے ہوا — پہاڑوں کی چوٹی پہ ہو خوشنوا

کبھی خاک میں خوب غلطاں رہے — بہت غسل دو تاکہ شاداں رہے

کواڑوں میں شیشے ہوں ہر رنگ کے — کہ دھوپ اُس سے چھنکر بدن میں لگے

کبھی کردو تبدیل آب و ہوا — یہ ورزش بھی ہے ایک اچھی دوا

غرض جو مناسب ہو ویسا کرو — جہاں تک ہو جلدی سے اچھا کرو

سفوف حدید اور کچھ اُسکا عرق — ذرہ کہربائے مقناطس جو برق

ملا کر بناؤ کوئی اک دوا — کشش جس سے بایکدگر ہو سوا

کہ تا اتفاقی کا زائل ہو روگ — یہی دین و دنیا کا پہلا ہے جوگ

ذرہ سوچکر آزمائش میں لاؤ — خرابی پہ فی الفور پرستش میں لاؤ

بدلدو کہیں [illegible] بایک دگر — کہ دل ہو ہر اک کا محبت نگر

اگر تندرست اور ہم عمر ہوں ۔ بہت ہی زیادہ نہ کم عمر ہوں
مزاج و عناصر کو پیہم کرو ۔ پئے اتفاقات باہم کرو
بحکمت جہاں پہ ہو جو صلت ۔ اسی کے مطابق ہو ترتیب بیت
دوا و دعا اور تعلیم سے ۔ سزا اور اعجاز و تعظیم سے
ق
کسی طرح جو راستی پر نہ ہو ۔ اور احسان و نیکی سے بھی نہ ہو
تو پھر مار ڈالو کہ وہ خاک ہو ۔ کسی طرح خس کم جہاں پاک ہو
اگر ریت پیسے کوئی سنگ پر ۔ تو پسنے سے دنداں پہ ہو بد اثر
اسی طرح ہر عضو کے واسطے ۔ دوا و دعا ہیں ہر اک کے لیے
جو اشکال بدلے تو افعال بھی ۔ جو افعال بدلے تو احوال بھی
ہوئی مختلف شکل لوہے کی جب ۔ ہوئے مختلف اسکے افعال تب
نہ آرہ کرے گا بسولے کا کام ۔ بسولا کرے گا نہ کار حسام
تو موسیٰ کا کیوں کام عیسیٰ کریں ۔ محمد کا کیوں کام یحییٰ کریں
اب آگے سنو دوسری بات اور ۔ جہاں تک ہو ممکن کرو اس پہ غور
نہ کھانا کبھی تخم بیمار کا ... ۔ بخوبی کرو نظم بازار کا
غذا۔ اک طرح کی نہ کرنی کبھی ۔ بدلنی ہے صبح اور شام کی
معین ہی کردو رویفونکے سات ۔ فلاں دن۔ فلاں دم فلاں ساگ پات
کہ سب لوگ ہیں خون یکساں بنے ۔ کشش اور محبت کے شایاں بنے

مگر ایک رنگی میں پھر فرق ہو — اگرچہ بباطن کوئی برق ہو

یہ ہیں مختلف کام کے واسطے — کسی خاص انجام کے واسطے

خلاف اسکے جو کوئی کھائے کبھی — تو اس سے وہ ہضم نہ ہوگا کبھی

سفیدی ہو انڈے کی مکھن کے ساتھ — کہ ڈبے ہوں جسطرح انجن کے ساتھ

غذا علم طب کے خلاف نہو — وہ کیا بخت جسمیں معارف نہ ہو

طعام اس طرح کا جو ہو خوشگوار — کہ دل خوش ہو کھانے سے لیل و نہار

کہ کھاتے ہی بنجائے اک دم سے خوں — تو ہرگز نہ ہونگے تپاک و جنوں

ق

کسیکا کبھی دل ستاتا نہیں — بجز مال طیب(۱) کے کھاتا نہیں

نہ میوے کو رکھنا کبھی ٹین میں — نہ بے ضابطہ شور و نمکین میں

دواؤں سے ہو جائے جب ٹین صاف — تو پھر رکھدو اس میں نہیں کچھ گزاف(۲)

نمک ہی نہ ہو پھر تو ہڈی ہو نرم — کھاں ہو وہ بس حال سرد و گرم

نمک ہائے آہن کی جب ہو کمی — تو پھر زرد رو ہو نہ کیوں آدمی

نمک اور شکر دودھ میں ہی ضرور — نہ ہو تو نہ پیدا ہو اس میں سرور

ہر اک چیز میں روغن و آب ہے — شکر ہے نمک ہی تو کچھ راب ہے

نکالو تو نکلے گا انداز سے — نکلتی ہے گت جس طرح ساز سے

ہر اک جا پہ مخفی ہے نور خدا — نہ کوشش کرو تو ہے تم سے جدا

(۱) آقا کو ناراض کر کے یا بے ایمانی و شیطانی و ناجائز طریقے سے مال نہ حاصل کیا گیا ہو۔ اس سے حرامزادی اولاد ہو گی۔ (۲) برا۔

خدائی و خدائی سے جوہر نکال ۔۔۔ اور اُس میں سے روحِ منور نکال
تو پائیگا اک قوتِ نادرہ ۔۔۔ کہ روحِ انانیتِ قادرہ
کہیں عمر یونہی بسر ہو نہ جائے ۔۔۔ یہہ سونے[1] کی چڑیا کہیں کھو نہ جائے

علامات

اگر گوش و معدہ میں حدت ہوئی ۔۔۔ تو سمجھو کہ کھانسی کی شدت ہوئی
ہر اک بات کی ہے نشانی ضرور ۔۔۔ نہ سمجھو تو یہہ ہے تمہارا قصور
اشارہ کنایہ ہے گویا لغت ۔۔۔ یہی سن رہا ہوں میں از شش جہت
بتا دیتی ہے جس طرح سے نظر ۔۔۔ رکھی ہے جہاں شئے چلے گی اُدھر
معادن ہے خانہ تلاشی کے وقت ۔۔۔ غضب گو ہے یہہ بد معاشی کے وقت
ازل سے جو حقانیت ہے نہاں ۔۔۔ وہ حقانیت ہوتی ہے خود عیاں
اگر تن سے امراض جانے لگیں ۔۔۔ تو سمجھو کہ خارش ستانے لگیں
ہر اک چیز میں اسکو لذت ملے ۔۔۔ بوقتِ سحر خوب راحت ملے
بساز و طرب خوں میں دوران ہو ۔۔۔ ہو ہلکا بدن غسل کا دھیان ہو
جو روغن کی مالش سے آئے مزا ۔۔۔ یقین ہو کہ چہرہ ہے رونق فزا
کئی روز تک بال چکنا رہے ۔۔۔ تنِ بے یبوست چھلار ہے

(۱) روح و حیات و زندگانی۔

نہ خارش ہے کان میں نا میل — تو سمجھو کہ ہے آمدِ شاہ لیل[1]

غذا سے جہاں تک طبع دل شاد ہو — تو بے مشغلہ رسکے برباد ہو

کرے فکر ہر مسئلہ پر ضرور — تو ممکن ہے سیرت بھی ہو مثلِ نور

نشانیٔ اقبال ہے رعب و داب — جہاں رعب بھاگا تو ہے انقلاب

نشانیٔ ادبار ہے ابتری — بحالِ تنافق کجا بہتری

صفاتِ شاہی

صفت ہو شہنشاہ کی اس طرح — بتاتا ہوں میں اس جگہہ جس طرح

بحکمت[1]۔ بقصد[2]۔ احتیاط و تلاش[3] — بمکر و نفاق و بربط و بفاش

کبھی اکل و ایکال و گہہ غزل و نصب — بہ وہم و گماں ربطِ عضلات و عصب

ہو سب کام بالواسطہ ربط و ضبط — بپئے نظم ہو گرچہ سب خبط و ربط

نہ غفلت ہو۔ قدرت ہو یا جوڑ توڑ — غرض لفظِ حکمت ہی سب کا نچوڑ

کبھی سخت گویا۔ کبھی کم سخن — کبھی ایک دم چپ کبھی پرفتن

کبھی گفتگو ہو بصوتِ حزیں — کبھی صوت جائے بہ عرشِ بریں

(۱) سلطنت کرنیکے لئے حکمت چاہیے جس میں ہوشیاری و احتیاط کی ضرورت ہے۔ سیاسی امور کو تلاش کرنیکی ضرورت ہے۔ کچھ مکر بالخیر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ لفین و نمک حرام کے درمیان نفاق ڈالدینے کی ضرورت ہے کہ اصلی حالت معلوم ہو۔ لوگوں سے ربط و ضبط رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ راز فاش کرنے کی بھی ضرورت ہے چھپانے کی بھی ضرورت ہے۔ کھلانے پلانے کی بھی ضرورت ہے۔ عزل و نصب کی بھی ضرورت ہے۔ عضلات و اعصاب کو بحکمت معقول طریقے سے وہم و گمان سے گھیرنے کی بھی ضرورت ہے۔ درجہ بدرجہ لوگوں کو رکھنے کی ضرورت ہے کسی جگہہ خبط ربط معاملہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جوڑ توڑ کی حاجت ہے۔ انھیں سب باتوں کا نام حکمت ہے

ہو گاہے متین و گہے پرجلال — گہے شاد و خرّم گہے پرملال

تصنع۔ تلون۔ نمائش میں ہو — بناوٹ کی غفلت گرائش میں ہو

کہ جیسے تلون زمانے میں ہے — ہر اک شئے میں ہو آب و دانے میں ہے

کہ جو حال ہوتا ہے مجذوب کا — وہی حال ہے عین محبوب کا

مگر بے تکلف حرم میں رہے — نگاہِ تلطف کرم میں رہے

کہ ہر شخص کے دل پہ ہو رعب وداب — کہ دیکھیں کہ ہوتا ہے کس پر عتاب

ہو بیم و رجا کا ہر اک سو عمل — کہ باز آئیں سب از دغا و دغل

تو پھر ٹھیک رفتار سے ہو نظام — وگرنہ خرابی ہو در خاص و عام

مگر وقت خطرہ رہے مستقل — اگرچہ بہت کچھ ہو بیتاب دل

گرے ٹوٹ کر سر پہ گو آسماں — رہے پھر دلیرانہ با عز و شاں

رہے دوستوں کے لئے نرم دل — خلاف اسکے کچھ ہو تو اُن سے خجل

پھر انعام و اکرام بھی ہو ضرور — کبھی تو ہو صدر الصدور حضور

سواری شکاری میں مشتاق ہو — سپاہی منش عدل میں طاق ہو

اقاسر کو مدعو بھی کرتا رہے — خطا ہو تو شکوہ بھی کرتا رہے

نہ اوپر ہو ہرگز کوئی شاہ کے — وہ ہو تحتِ قانون و والد کے

تو پھر ہو گی وہ سلطنت خوبتر — رہے صاحبِ سلطنت اوج پر

وگرنہ خرابی لعنت مآب — تو پوچھینگے اسکو غرض بے حساب

صدائے غیب

بنامِ خدائے رسالت نویس
فراست گزین و محبِ الفر نویس

اگر عجز و خشنت دکھائے کوئی
تو اُس سانپ پہ نہ چڑھ بیٹھنا تم کبھی

بلا وجہ ہرگز ستانا نہ دل
وگرنہ رہو گے ہمیشہ خجل

دیے گا وہی جو کہ محتاج ہو
جسے کچھ نہ ایمان یا لاج ہو

جو ہیں گرم تر اور شیریں مزاج
وہی اپنی فطرت میں رکھتے ہیں لاج

مگر وہ جو نمکین اور سرد ہیں
وہی آبِ زیریں مسترد ہیں

جو محمود ہے وہ بگڑ جائے گا
نہ گر بے محل ہو تو لڑ جائے گا [۱]

نہ ماہی کی مانند ہے وہ حلیم
نہ موذی کے جیسا ہی اک دم تمہم

نمک خوب ہے گر زیادہ نہ ہو
مگر رگ میں نمک ہو یہ بادہ نہ ہو

اگر حلم سے کوئی ٹلتا نہ ہو
وتیرے [۲] سے اپنے بدلتا نہ ہو

تپانچہ وہیں کھینچ کر مار دو
سر اُس کا وہیں بر سرِ دار دو

کہ جیسے کو تیسا یہی رول ہے
جو ہو کار بند اُس پہ مقبول ہے

اگر صاحبِ جاہ بھی ہو کوئی
تو تعذیر اُسکی ضروری ہوئی

وہیں اُسکو اچھی طرح ٹھوک دو
اگر جان جائے تو دو جان کو

(۱) تمہار — (۲) وتیرہ — وطیرہ — دونوں طرح جائز ہے۔

یہ اس نقل کے ... (حاشیہ)

کہ ہے ایسے جینے سے مرنیکو ترف | ہو جب جان و مال اور عزت پہ حرف
بشرطیکہ یہہ کام ہو بے قصور | وگرنہ یہ ہے ظلم و از عقل دور
بہادر ہے وہ جو کہ بسمل کرے | انا الحق کا دعوے نہ بزدل کرے
نہ بزدل کو اقبال و نعمت ملے | کجا سلطنت پھر ولایت ملے
پئے رہبراں عیب ہے عجز و بیم | مگر سامنے اہل خلق العظیم
جو مرنے سے بھاگا وہی بس مرا | بہادر نہیں موت سے جو ڈرا
کرے خار غیظ آکے عجز و نیاز | کہ انی انا کو ہے قدرت پہ ناز
جو ہر بات میں فرد ہوں تو بجا | وہی امت خاص ہیں غالباً
مگر برگزیدوں کو سب ہی بجا | وہ جو کچھ کریں انکو سب ہی روا
مگر امر جائز بحکمت ہو وہ | نہ ایسا ہو ہرگز بعلت ہو وہ
زبان و قلم میں ہے اُن کے اثر | تقصور ہے اُن کا ہر اک امر گر
کسی نے جو دشمن کو یہہ کہدیا | تو صدیق اکبر ہے بازو مرا
مرا مال و زر اور سب گھر دوار | تمہارا ہے میرا نہ ہے اختیار
یہ اخلاق ہیں فی الحقیقت نہیں | اگر چھین لو تو شرافت نہیں
ق
تو یہہ حکمتیں ہیں نہ فی الاصل ہیں | جو فی الاصل ہیں وہ بلا فصل ہیں
تناسخ کے چکر میں دشمن پڑے | جو تھے بیوفائی میں سب سے بڑے
بلا ناشتہ انکو روٹی او کھانڈ | دیا جسنے انکو نشے میں کے بھانڈ

جو دشمن ہو وہ دوست ہوتا نہیں — کہ بیداری و نوم یکجا نہیں

تململ(۱) کی حالت میں گو ساتھ ہوں — بیدار اور یک جیسے دو ہاتھ ہوں

جو ہے جاگتا خواب کے اندروں — وہ اصلی حقیقت سے ہے بس بروں

تو ہے رتبہ دوست از حد بلند — سمجھے وہی جو ہو نا ارجمند

کبھی ہمنشیں کی مذمت نہ کر — جو مردود ہے اُس کی مدحت نہ کر

اگر کوئی شہپر ہی کو توڑ دے — تو پرواز ہر ایک پر چھوڑ دے

حقیقت سبھی جاننی ہو اگر — تو چون و چرا کر ہر اک بات پر

جو خوش نیتی سے ہو چون و چرا — تو تاثیر بھی اُسکی ہے جاں فزا

(۱) نیند اور بیداری کے بیچ کی حالت یعنی غنودگی

نشانِ حق

پھر آخر میں ہوگا یہ حاصل سبق — کہ جو ہو مفید اُسکو بولیں گے حق

کہ جسکا ہو غلبہ اُسی کا ہے حق — یہ اقسامِ حق ہیں طبق بر طبق

تو غلبے کو کیا حق کہ غالب رہے — تو پھر حق کو کیا حق کہ حق حق کہے

دوامی جو حق ہو دوامی مفید — وہ بیکار ہے جو ہو نامی مفید

کہ دل بول دیتا ہے حق ہے فلاں — اگرچہ نہ اُسکو کہے از زباں

تتبعوں سے دونوں کو خود دیکھ لو — نہ کنہِ تجلی کو کبھی راہ دو

یہی بس فقط حق کی پہچان ہے | نہ اعضا بستہ ہیں کچھ جان ہے

اگرچہ کوئی جھوٹھ فرفر کہے | مگر شرم و لغزش بھی اسکو رہے

نشانی مغلوبیت ہے تپاک | تو ورنہ جو غالب ہو گیا اسکو باک

دیکھا سبھی تتے کو یکساں کرو | سنا سب جگہہ سب کو چھپاں کرو

نہیں تو انتر اس کا ہوگا خراب | ستاروں کی جانب سے ہوگا عتاب

کہ ہو جاؤگے ایک دم سے تباہ | بنوگے پھر ادبار کے پادشاہ

تشکر ہر اک شئے کا کرنا ادا | کہ مخلص بنیں لوگ بہر خدا

تشکر نہ ہے دشمناں عیب ہے | صدائے خدا از رہ غیب ہے

جو ہو جاؤگے سب کے کامیاب | تو بنجاؤگے خود ہی حسن المآب

یہہ سب پھر ہوگی خلقت شروع | اور ایسے ہی پھر ہونگے سارے رجوع

کہ جیسے نباتات و حیوان (۱) بخرد | ہوئے رو لقا بعدہ خورد و برد

نہ ترکیب و ترتیب مردم سے نے | نہ تبدیل و تحویل انجم سے نے

ملاکر یہ ترتیب ہر چیز کو | نہ نشو و نما ارتقا دیکھ لو

نہ جب تک خدا ہی ہو اک دم فنا | نہ موقوف ہوگا یہ راز انا

اور اسکو تو اک دم فنا ہی نہیں | انا ہے مگر میں پتا ہی نہیں

فنا بھی ہے خود ہی نہ دیگر کوئی | تو کیسے ہوئی اسکو خود سے دوئی

سبھی کام اسکا ہے قانون پہ | کہ جیسا عمل ویسے ہی ہوا ثمر

(۱) [illegible]

جتنے اشعار گوہر فشاں
بہت سے مضامیں کی ہیں سُرخیاں

کاتم کرو حق ادا
پہونچکر انا الحق پہ حقِ خدا

ی ہو تو انا الحق کہاں ؟
یہ بعد از تصوف نہ کہتی زباں

ار اُس سے نسبت کا ہوتا نہیں
تناسل کے اندر پڑوتا نہیں

خدا گر نہ ہوتا تو از جنگ و جدال
فسادات اخریٰ پہ ہوتا نہ عدل

خدا میں رہو یا خدا سے جدا
ولی عشق رکھو یہ فرماں روا

ملے تا کہ راحت زسر تا بپا
زسر تا بپا کیا کہ تا انتہا

کہاں نسبت عبدیت میں ہے خبر
کہ آغاز و انجام و اوسط ہے فخر

ہی گر ہے نسبت کے اندر نہاں
بس اب چپ ہو یحییٰ نہ کہہ این و آں

مگر کہدے اتنا براہِ عنا
کہ ہے شرک ہی عین رمزِ غنا

کہ کرنا مگر دوسرے کو شریک
کہ خود بخش ہوا اور پرایا بریک (1)

جو مشرک ہوا بس وہ مخلص ہوا
وہ خود ہو گیا شاہ و فرمانروا

بتوحیدِ معلوم بعد از فنا
یقیناً پکارے گا انی انا

ہمہ اوست و تصوف

یہی بات علمِ تصوف میں ہے
کہ دعویٰ خدائی کا ہو پے بہ پے